تذکرہ اکابرین
اہل حدیث

www.KitaboSunnat.com

از قلم

عبدالرحمٰن ثاقب

موسسہ الخادم الخیریہ
بھریا روڈ سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

تذکرہ
اکابرین اہل حدیث

از قلم

عبد الرحمن ثاقب

ناشر

مؤسسہ الخادم الخیریہ [illegible]

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	تذکرہ اکابرین اہل حدیث
از قلم	:	عبدالرحمن ثاقب
اشاعت اوّل	:	مارچ 2019ء
اہتمام	:	قدوسیہ اسلامک پریس

ملنے کے پتے

۱: موسسہ الخادم الخیریہ، بھریا روڈ، سندھ۔ فون 0301-3683405

۲: مکتبہ قدوسیہ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37230585

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أهل الحديث عصابة الحق
فازوا بدعوة سيد الخلق
فوجوههم زهر منضرة
لألاؤها كتألق البرق
يا ليتني معهم فيدركني
ما أدركوه بها من السبق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنے جلیل القدر محسن و مربی، جناب پروفیسر شیخ **محمد ظفر اللہ** رحمہ اللہ کے نام جن کی پوری عمر تعلیم و تعلّم میں گزری اور ان کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی ان کی خصوصی شفقت و عنایت ہم طالبعلموں پر ہمیشہ رہی ان کے اس ناقابل فراموش و تابندہ احسانات کے اعتراف کی نذر۔

عبدالرحمٰن ثاقب
(سکھر، سندھ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- انتساب 5
- عرض مرتب: (عبدالرحمٰن ثاقب) 9
- تمہید: (سیّد عامر نجیب) 14
- دیباچہ ”مرقع جہد و جمال“ (حمید اللہ خان عزیز) 17
- تقریظ: (ڈاکٹر عبدالغفور راشد) 30

باب 1 : تعارف اہل حدیث

- تعارف اہل حدیث تاریخ، قدامت، عقیدہ اور فضائل (محمد خان محمدی) 39
- تاسیس مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان 102

باب 2 : امراء

- مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ 115
- مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ 123
- حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ 133
- محدث دیار سندھ علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ 145
- ضیغم اسلام مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ 161
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ 169
- ولی کامل بقیۃ السلف حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ 181
- قائد اہل حدیث علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ 187
- علامہ قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ 195
- علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ 204
- مناظر اسلام مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمہ اللہ 209

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

❁ بطل حریت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ 219

باب 3 : ناظمین

❁ پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ 233
❁ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ 237
❁ میاں فضل حق رحمہ اللہ 242
❁ شیخ القرآن خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ 249
❁ امام العصر شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ 262
❁ مجاہد ملت میاں محمد جمیل حفظہ اللہ 275
❁ محسن جماعت سینیٹر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ 285
❁ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ 290
❁ مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑوی رحمہ اللہ 298
❁ شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ 301

باب 4 : صوبائی امراء و ناظمین

❁ پروفیسر حافظ عبدالستار حامد حفظہ اللہ 307
❁ مولانا میاں محمود عباس رحمہ اللہ 309
❁ فضیلۃ الشیخ علی محمد ابوتراب حفظہ اللہ 312
❁ مولانا عبدالغنی ضامرانی حفظہ اللہ 317
❁ استاذ العلماء مولانا مفتی محمد یوسف قصوری حفظہ اللہ 320
❁ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد ابراہیم طارق حفظہ اللہ 324
❁ مولانا فضل الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ 328
❁ حاجی گل زمان حفظہ اللہ 331
❁ کتابیات 332

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

اسلام ایک فطری، مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے جو کہ کتاب و سنت کی ابدی اور لازوال تعلیمات سے عبارت ہے اور مسلک اہل حدیث اس کی سچی اور حقیقی تصویر ہے۔ تحریک اہل حدیث تمسک بالکتاب والسنہ ایسے صحیح ترین مسلک کی علمبردار اور شاندار ماضی کی وارث ہے۔ اس تحریک کے علماء، زعماء اور صلحاء کے کارنامے ان کی علمی برتری اور دینی تفوق ہماری ملی تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ جماعت کے عام افراد میں بھی وافر دینی جذبہ، روشن ضمیری اور متحرک مزاجی موجود ہے۔ حاملین قرآن و سنت کا اوّلین کاروان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے ان کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین کی جماعت تھی۔ پھر وہ لوگ جوان عالی حضرات کے نقوش قدم پر چلنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے یہی وہ لوگ ہیں جو اہل حدیث کے نام سے موسوم ہوئے جنھوں نے قرآن و حدیث کے احکامات کی تبلیغ و اشاعت کے لیے مدارس قائم کیے لوگوں کی قرآن و سنت کے مطابق تعلیم و تربیت کی اور فرامین رسول ﷺ کو تاابد محفوظ کرنے کے لیے انہوں نے قلم و قرطاس سے کام لیا۔ ان کا نقطہ نظر ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ تمام اساطین حدیث وسنت اور آئمہ فقہ کی تگ و تاز کا دل سے احترام کیا جائے اور زندگی کے ہر موڑ پر انہیں خراج تحسین پیش کیا جائے۔

خیر القرون میں ہی اسلام کی نورانی کرنیں سرزمین برصغیر پاک و ہند پر پڑھی تھیں۔ 25 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور 42 تابعین عظام رحمہم اللہ یہاں تشریف لائے جن کی قدم بوسی کا اس سرزمین کو شرف حاصل ہے۔ بعدازاں برصغیر میں ہمیشہ حاملین کتاب وسنت موجود رہے ہیں۔

برطانیہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے روپ میں ساحل ہند پر لنگر انداز ہو کر حکومت ہند پر بلاشرکت غیرے قابض ہو گیا اور اس نے مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ عیسائی مشنیریوں کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذریعے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے بہلانا اور پھسلانا شروع کیا اور اہل ہند کی گردنوں میں طوق غلامی ڈال کر صلیبی استبداد کی تاریخ رقم کر دی۔ ان پر شوب حالات میں جس طائفہ منصورہ نے صلیبی ظلم وستم کے سیلاب کو روکنے کے لیے اس کے سامنے اپنے سروں کی دیوار چنی وہ طائفہ منصورہ اہل حدیث تھا۔ بحمد اللہ۔

جماعت مجاہدین کے اعلائے کلمۃ اللہ اور اللہ کی زمین کو اللہ کے نظام کے غلبہ کے لیے اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور اپنا گھر بار الغرض ہر چیز چھوڑ کر اللہ کی راہ میں نکلے اور اس راہ میں آنے والی تمام مصیبتوں اور پریشانیوں کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا۔ ان مجاہدین نے اخلاص وللّٰہیت اور ایثار وقربانی کے مناظر پیش کیے جن کا مشاہدہ چشم دنیا نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد پہلی بار کیا۔

1857ء کی تحریک آزادی میں اہل حدیث عوام اور علماء نے بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں۔ اہل حدیث نے تختہ دار کو چوما، کالا پانی کی سزائیں برداشت کیں جائیدادیں اور گھر بار قرق کروائے مقصد صرف یہی تھا کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام غالب ہو۔

22، 23 دسمبر 1906ء کو ہندوستان کے صوبہ بہار کے شہر آرہ میں مدرسہ احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جہاں بہت سے علماء کرام اور مقررین عظام تشریف لائے ہوئے تھے۔ مسلک اہل حدیث کے افراد کو تنظیم کی سلک میں پرونے کے لیے "آل انڈیا حدیث کانفرنس" کا قیام عمل میں لایا گیا یہ ایسی مؤثر تنظیم تھی جس میں اہل حدیث کے تمام تر اکابرین جو علم وعمل اور تقویٰ وصالحیت میں اونچے مقام پر فائز تھے، شامل تھے۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے صدر حضرت مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (متوفی 22 نومبر 1918ء) اور ناظم اعلیٰ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (متوفی 1948ء) کو منتخب کیا گیا تھا۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تنظیمیں قائم کرنے کے لیے تین جلیل القدر شخصیات پر وفد تشکیل دیا گیا ان میں سے ایک مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی دوسرے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور تیسرے رکن آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے ناظم اعلیٰ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ آل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے صدور تبدیل ہوتے رہے لیکن ناظم اعلیٰ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب رحمہ اللہ ہی رہے۔

14 اگست 1947ء کو ہندوستان تقسیم ہوگیا اور پاکستان دنیا کے نقشہ پر ایک اسلامی ملک معرض وجود میں آ گیا اس تقسیم کے نتیجے میں مدارس، مساجد، کتب خانے جلا دیے گئے اورشہید کردیے گئے۔ دروس اور وعظ کی مجالس جوایک عرصہ سے قائم تھیں وہ ختم ہوگئیں۔ علماء کرام شہید ہوئے ایک قیامت کا سا منظر تھا۔ اپنے پیاروں سے بچھڑ گئے ان حالات میں جہاں دیگر لوگ متاثر ہوتے وہاں جماعت اہل حدیث کو بھی ان قیامت خیز حالات سے گزرنا پڑا۔ 1948ء میں شیخ الاسلام فاتح قادیاں مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

24 جولائی 1948ء کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں علماء اہل حدیث کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں کم وبیش اڑھائی سو احباب جماعت شریک ہوئے۔ تقریریں ہوئیں۔ اگست 1947ء کے خون ریز ہنگاموں میں جام شہادت نوش کرنے والے علماء کرام اور شیخ الاسلام مولانا امرتسری کی وفات کو جماعتی اعتبار سے صدمہ قرار دیا گیا۔ اس کے متعلق قراردادیں پیش ہوئیں اور مرحومین کی مغفرت کے لیے دعائیں کی گئیں۔ اس اجلاس میں پاکستان کے اہل حدیثوں کو منظم کرنے اور تنظیم سازی کی لڑی میں پرونے کے لیے ''مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان'' قائم کی گئی اور اس کے تین عہدیدار منتخب کیے گئے۔

صدر: مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی صاحب

ناظم اعلیٰ: پروفیسر عبدالقیوم صاحب

ناظم مالیات: میاں عبدالمجید صاحب

کچھ عرصہ بعد پروفیسر عبدالقیوم صاحب نے استعفیٰ دیا اور ان کی جگہ مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب کو ناظم اعلیٰ بنا دیا گیا۔ جماعت کی قیادت اور ان کے رفقاء نے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، دیہات دیہات اور شہر شہر کے سفر کیے اور احباب جماعت کو جماعت کے ساتھ منسلک کیا اور مقامی جمعیتوں کے نظم قائم کیے۔ عوام کے باہم رابطے اور میل ملاقات کے لیے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آل پاکستان کانفرنس کا آغاز کیا۔ اسی طرح سے مدارس اہل حدیث کے نصاب کو مرتب کرنے اور ان کو منظم رکھنے کے لیے ''جامعہ سلفیہ فیصل آباد'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں نے جماعت کو زندگی کے ہر شعبہ میں منظم کیا اور جماعت کو اپنی ہڈیوں کا تیل مہیا کیا۔ مرور زمانہ کے لحاظ سے جو بھی قیادت آتی رہی اس قیادت نے اپنی ہمت اور بساط سے بڑھ کر جماعت کو منظم کرنے اور مسلک اہل حدیث کی دعوت کو عام کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ سب کی جہود اور مساعی جمیلہ کو قبول و منظور فرمائے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ان تمام امراء و ناظمین میں سے اکثر کے حالات زندگی اگرچہ مختلف کتابوں میں موجود تھے لیکن کسی ایک کتاب میں تنظیمی لحاظ سے ایک ساتھ نہ ملتے تھے اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت کے سابق ناظم اعلیٰ میاں محمد جمیل صاحب ﷾ نے اس طرف توجہ دلائی جس پر راقم نے یہ کام شروع کیا۔ اس کتاب میں قیام جماعت سے لے کر موجودہ امیر و ناظم اعلیٰ کے ساتھ ساتھ چند نائب امراء و نائب ناظمین اور موجودہ صوبائی امراء و ناظمین کے مختصر حالات زندگی و خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب کی تیاری میں مختلف رسائل و جرائد اور کتب بالخصوص ذہبی دوران مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی ؒ کی کتب سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ تمام کتب و رسائل و جرائد کے نام کتاب کے آخر میں دیئے جا رہے ہیں۔ سب مضامین مکمل ہو چکے تھے کہ اچانک مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ میاں محمود عباس صاحب انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ اس لیے ناظم اعلیٰ پنجاب کے طور پر ان کے حالات زندگی شامل کیے گئے ہیں۔

میں انتہائی مشکور ہوں محترم جناب ڈاکٹر عبدالغفور راشد صاحب ﷾ ناظم ذیلی تنظیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا جنہوں نے اپنی کتاب ''اہل حدیث منزل بہ منزل'' جو کہ نایاب ہو چکی ہے اس کی فوٹو کاپی مہیا کی اور مسلسل رہنمائی بھی کرتے رہے اور پھر میری

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

درخواست پر اپنا قیمتی وقت نکال کر کتاب پر تقریظ بھی لکھی۔ میرے دیرینہ دوست اور ساتھی مولانا محمد خان محمدی صاحب ﷾ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع بدین سندھ کا شکریہ ادا نہ کرنا ناسپاسی ہوگی جب راقم الحروف نے ان سے اس کام کے بارے میں مشورہ کیا اور کتب کی عدم دستیابی کا شکوہ کیا تو موصوف نے نہ صرف میرے اس کام کی نہ صرف تائید فرمائی بلکہ اپنی لائبریری سے مطلوبہ کتب و رسائل بھی مہیا فرمائے اپنے نیک مشوروں سے نوازتے رہے۔ اور پھر مسلسل رابطے میں رہے اور کام کے بارے میں دریافت کرتے رہے۔ جب میں نے ان سے کتاب پر مقدمہ لکھنے کی گزارش کی تو انہوں نے کمال مہربانی سے ''تعارف اہل حدیث'' پر ایک تفصیلی مضمون لکھ کر عنایت کیا۔ اسی طرح سے ممنون ہوں محترم جناب حمید اللہ خان عزیز صاحب سلمہ اللہ مدیر ماہنامہ ''تفہیم الاسلام'' احمد پور شرقیہ اور محترم جناب محمد عامر نجیب صاحب کا جنھوں نے اس کتاب کے متعلق عمدہ اور حوصلہ افزا مشورہ دیے اور اچھے خیالات کا اظہار کیا۔

اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے جنھوں نے جس جس انداز سے بھی اس کتاب کے لیے تعاون کیا وہ کتب کی فراہی کی صورت میں یا پھر اس کی طباعت کے لیے کیا ہے۔ جزاھم اللہ خیرا

طالب دعا

عبدالرحمٰن ثاقب

ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان صوبہ سندھ

خطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث سکھر

21 صفر 1440ھ

بمطابق 31/اکتوبر 2018ء

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تمہید

شخصیات کے بارے میں لکھنے اور بولنے کی روایت بہت قدیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی بذریعہ وحی اپنے منتخب انبیاء پر جو کتابیں نازل فرمائیں اس میں بھی شخصیات کے تذکرے موجود ہیں۔ شخصیات کو پڑھنا جس قدر دلچسپ ہوتا ہے ان پر لکھنا اسی قدر مشکل کام ہے کیونکہ تذکرہ نگاری اپنے خیالات اپنی کہانی اور افسانے کا نام نہیں بلکہ منتخب شخصیت کی زندگی کے حقیقی حالات و واقعات اور سیرت و کردار کا نام ہے۔ چناں چہ اس صنف تحریر کے لیے بڑی عرق ریزی کرنا پڑتی ہے۔ پیدائش سے وفات تک معلومات کو معتبر ذرائع سے جمع کرنا، زندگی کے حالات و واقعات کی چھان بین کرنا، سیرت و کردار کے جملہ پہلوؤں کو جانچنا پرکھنا اور پروف کرنا یہ سب کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کسی شخصیت کی تفصیلات جمع کرنے کے لیے بعض اوقات کئی کئی کتابیں، مضامین، اخبارات و رسائل کھنگالنے پڑتے ہیں۔ کتنے لوگوں سے ملاقاتیں کرنا پڑتی ہیں اور آج کل کتنا مواد سوشل میڈیا سے تلاش کرنا پڑتا ہے۔ شخصیات پر لکھنے کی مشقت وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو فطری طور پر اس قسم کا شوق رکھتے ہیں۔

شخصیات پر لکھنے والے دراصل علم تاریخ کی خدمت کرتے ہیں۔ شخصیات کے تذکرے سے تاریخ بھی مرتب ہوتی ہے اور تاریخ کا علم مستقبل کی تعمیر میں معاون ہوتا ہے۔ تذکرے اور سوانح ظاہر ہے قابل ذکر شخصیات ہی کے لکھے جاتے ہیں۔ جن کی زندگی لوگوں کے لیے سبق آموز ہوتی ہے۔ قوموں میں بڑے لوگ اس لیے پیدا نہیں ہوتے کہ وہ بڑے لوگوں کی زندگیاں محفوظ نہیں کرتی اور ان کی نئی نسل اپنے سامنے کوئی آئیڈیل نہیں پاتی۔

پاکستان کے اہلحدیث سوانح نگاروں میں سب سے بڑا نام مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کا ہے۔ مولانا اس صنف اَدب کی سب سے قد آور شخصیت ہیں۔ بلاشبہ لکھنے والوں کو ان سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہتر آئیڈیل نہیں مل سکتا۔ مولانا نے اپنے اور بیگانے سب ہی کے تذکرے لکھے ان کے سینے میں برصغیر کی دینی و مذہبی جماعتوں اور شخصیات کی کم و بیش ایک صدی کی تاریخ محفوظ تھی۔ چناں چہ انھوں نے اپنے دور کی تقریباً ہر قابل ذکر شخصیت پر قلم اٹھایا انھوں نے بہت لکھا اور بہت خوب لکھا۔ کسی شخصیت کا تذکرہ ہو اور وہ بھی مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کے قلم سے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ وہ تحریر کتنی دلچسپ ہوتی ہے۔ ان کی تحریریں، سادگی، شائستگی کے وصفداری اور دیانتداری کا اظہار ہوتی تھیں۔ مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کے بعد شخصیات کے خوبصورت تذکرے کے معاملے میں ایک خلا محسوس ہوتا ہے۔ اس خلا کو پر کرنے کے لیے ان جیسی قد آور شخصیات کا انتظار ہے۔ تاہم نئے لکھنے والوں میں بھی ٹیلنٹ کی کمی نہیں ہے اگر وہ مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی کتابوں کو توجہ کے ساتھ پڑھ لیں اور ان خوبیوں کے اپنے لیے آئیڈیل بنا لیں جو ان کی تحریر میں پائی جاتی ہیں تو یقیناً یہ خلا زیادہ دیر خلا نہیں رہے گا۔ جس طرح مولانا کی شخصیت میں تواضع تھی اسی طرح ان کی تحریر میں بھی تواضع پائی جاتی ہے اور جس تحریر میں لکھنے والی کی بڑائی کا تاثر نہ ہو وہ تحریر دراصل دل میں اترنے والی تحریر ہوتی ہے۔ اسی لیے بڑا لکھاری بننے کے لیے اپنی شخصیت کو متواضع بنانا بہت اہم ہے۔

سوشل میڈیا کو استعمال کرنے والے مولانا عبدالرحمٰن ثاقب حفظہ اللہ سے بخوبی آشنا ہیں فیس بک اور واٹس ایپ پر اپنی تحریری کاوشوں کے ذریعے انھوں نے اپنا ایک بڑا حلقہ اثر بنا لیا ہے۔ لوگ مختلف مباحث میں ان کی رائے کے انتظار میں رہتے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے سرکردہ رہنما ہیں جماعتی نظریات جماعتی پالیسیوں اور جماعتی قائدین کے دفاع کے لیے ہردم چوکس رہتے ہیں۔ ویسے تو ان کے بلاگس پر اس موضوع پر لکھے ملتے ہیں جو سوشل میڈیا پر زیر بحث ہو، تاہم انھوں نے تذکرہ نگاری کو خصوصی طور پر اپنی تحریروں کے لیے منتخب کیا ہے ان کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ صرف گزرے ہوئے لوگوں کے بارے میں نہیں لکھتے بلکہ زندہ لوگوں کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے بھی قلم اٹھاتے ہیں۔

تذکرہ نگاری کے لیے مولانا عبدالرحمٰن ثاقب نے اہلحدیث علماء اور جماعتی رہنماؤں کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاص طور پر چن رکھا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی ان کے اسی ذوق کی علامت ہے یہ کتاب دراصل ان کے ان ہی مضامین کا مجموعہ ہے جو وہ گذشتہ دو ڈھائی سالوں سے لکھ کر سوشل میڈیا کی نذر کرتے رہے ہیں اور جہاں انھیں پسند بھی کیا گیا۔ اس کتاب میں قیام پاکستان سے لے کر اب تک مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مرکزی امارت اور نظامت کے مناصب پر فائز ہونے والی شخصیات کے مختصر حالات زندگی بیان کیے گئے ہیں۔ نیز موجودہ صوبائی امراء اور ناظمین کا تذکرہ بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی قیادت پر فائز ہونے والی شخصیات میں سے اکثر اس قابل ہیں کہ ان کی زندگی پر پوری کتاب لکھی جائے تاہم مولانا عبدالرحمٰن ثاقب ﷾ ہے۔ مختصر اور جامع انداز میں ان کا تعارف کرانے میں کامیاب رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ کتاب عمومی طور پر تو ہر ایک کو مطالعہ کرنی چاہیے لیکن خاص طور پر مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اہل حدیث یوتھ فورس کے ہر دفتر اور جماعت کی ہر لائبریری میں اس کتاب کی موجودگی لازمی قرار دی جانی چاہیے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ثاقب صاحب کی اس خوبصورت کاوش کو قبول فرما کر ان کے لیے باعث رحمت و برکت بنا دے۔ آمین

والسلام

سید عامر نجیب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

”مرقع جہد و جمال“

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میں کشد کہ جا ایں جاست

زندہ قوموں کا شعار ہے کہ وہ اپنے نامور اسلاف اور بزرگوں کی یاد کو تازہ رکھنے اور ان کے عظیم کارہائے نمایاں کا تذکرہ کر کے نئی نسل کے خون کو گرمانے اور ان میں جذبہ عمل پیدا کرنے کو اپنے لیے گراں مایہ سعادت مندی سمجھتے ہیں اور اس میں کوتاہی و غفلت کو وہ سراسر خسارہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسلام بھی اسی فطری تقاضا کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یہ تعلیم دیتا ہے کہ:

﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝٦٠﴾ (الرحمٰن: ٦٠)

”کسی کے احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دینا چاہیے۔“

ہر دور میں بڑی شخصیات اور مشاہیر کے تذکرے اور یادیں سپرد قرطاس کی جاتی رہیں۔ برصغیر پاک و ہند کی اہم دینی، علمی، اَدبی، سیاسی اور سماجی شخصیات پر بھی بہت کام ہوا اور ان کے تذکار پر لکھنے والے مولفین و مصنفین اور مقالہ نگاروں کی تعداد اس قدر وسیع ہے کہ اسے احاطہ تحریر میں لایا جائے تو کئی ایک کتب معرض وجود میں آ جائیں۔

وطن عزیز کے نامور عالم دین و صحافی، مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحمان ثاقب حفظہ اللہ نے اسی علمی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے مادرِ وطن کی ایک معروف سر برآوردہ دینی جماعت: ”مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان“ سے تعلق رکھنے والے اپنے دور کے تیس (30) عظیم تنظیمی رہنماؤں کے تعارف، خدمت و آثار پر مشتمل مختصر انداز میں: ”تذکرہ اکابرین اہل حدیث“ کے عنوان سے کتاب مرتب کی ہے۔ جو مختلف جماعتی

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رسائل وکتب رجال حدیث سے ماخوذ و مرتب موصوف کے قلم کا خوبصورت شاہکار ہے۔

تیس (30) نامور مشائخ وعلماء کرام کا تذکرہ:

اس خوبصورت دل ربا عتاب میں جن نامور مشائخ وعلمائے کرام کے حالاتِ زیست اور فکری خدمت عالیہ سے پردہ اُٹھایا گیا ہے۔ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1: حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ (متوفی: 16 دسمبر 1963ء)

2: پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ (متوفی: 8 ستمبر 1989ء)

3: شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ (متوفی: 20 فروری 1968ء)

4: شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ (متوفی: 3 اکتوبر 1987ء)

5: حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ (متوفی: 24 اپریل 1976ء)

6: شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑوی رحمہ اللہ (متوفی: 4 ستمبر 1967ء)

7: حضرت میاں فضل حق رحمہ اللہ (متوفی: 12 جنوری 1996ء)

8: شیخ الحدیث حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ (متوفی: 4 جون 1985ء)

9: محدثِ دیارِ سندھ علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ (متوفی: 8 جنوری 1996ء)

10: ضیغم اسلام حضرت مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ (متوفی: 9 نومبر 2011ء)

11: شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ (متوفی 5 اگست 2005ء)

12: امام العصر حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ (شہادت: 30 مارچ 1987ء)

13: شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ (شہادت: 24 مارچ 1987ء)

14: خطیب اسلام مولانا قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ (متوفی: 3 دسمبر 2006ء)

15: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ (متوفی: 28 اپریل 2001ء)

16: حضرت علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ (متوفی: 9 ستمبر 2016ء)

17: ولی کامل بقیہ السلف حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ: (متوفی 31 اکتوبر 2008ء)

18: قائد اہل حدیث سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ (پیدائش: 2 اکتوبر 1938ء)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

19: سفیر اسلام سینیٹر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ (پیدائش: 1961ء)

20: مناظر اسلام حضرت مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمہ اللہ (متوفی: 23 فروری 2004ء)

21: مجاہد ملت میاں محمد جمیل حفظہ اللہ (پیدائش: مئی 1947ء)

22: بطل حریت حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ (متوفی: یکم مارچ 2013ء)

23: استاذ العلماء مولانا مفتی محمد یوسف قصوری حفظہ اللہ (پیدائش: 1960ء)

24: خطیب دلپذیر مولانا محمد ابراہیم طارق حفظہ اللہ (پیدائش: 1969ء)

25: مفکر اسلام مولانا علی محمد ابوتراب حفظہ اللہ (پیدائش: 10 ستمبر 1964ء)

26: پروفیسر مولانا حافظ عبدالستار حامد حفظہ اللہ (پیدائش: 18 فروری 1960ء)

27: مفکر مولانا میاں محمود عباس رحمہ اللہ (متوفی 26 اکتوبر 2018ء)

28: راہنمائے ملت مولانا عبدالغنی ضامرانی حفظہ اللہ (پیدائش: 1971ء)

29: جناب حاجی گل زمان حفظہ اللہ (پیدائش: 1955ء)

30: مبلغ اسلام مولانا فضل الرحمان مدنی حفظہ اللہ (پیدائش: 1965ء)

''تذکرہ اکابرین اہل حدیث'' میں شامل یہ وہ نامور حضرات اہل خرد ہیں جنھوں نے وقت اور زمانے کے لحاظ سے ''مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان'' کی تنظیم کے قیام و استحکام میں بھرپور کاوشیں کیں اور زندگی بھر درس تدریس کو رونق بخشنے اور اقامت دین کی جدوجہد میں مصروف رہنے کا عزم کیا۔

ان اکابر علمائے حدیث میں بہت نمایاں اور ممتاز ترین وہ نام ہیں جو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے بعد اپنے مالک حقیقی کے حضور پیش ہو گئے اور تاحیات ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا'' کے قرآنی پیغام کو لوگوں کے سیرت و افکار کا حصہ بنانے میں کوشاں رہے جس کے اثرات پیغمبر اسلام حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں کے دلوں میں خصوصاً اور معاشرے کے دیگر باسیوں میں عموماً تادیر محسوس کیے جاتے رہیں گے اور بعض عالی مرتبت حضرات اب بھی بفضل اللہ زندہ ہیں اور اپنے مالک حقیقی سے کیے گئے عہد کو ایفا کر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔اس ساری بات کو قرآن کی زبان میں یوں کہنا چاہیے۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ﴾ (الاحزاب: ٢٣)

''مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنھوں نے وہ بات سچ کہی جس پر انھوں نے اللہ سے عہد کیا، پھر ان میں سے کوئی تو وہ ہے جو اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے۔

جماعتی اَدب اور اردو جمالیاتی اَدب کی بیش قیمت کتاب:

تیس (30) اہم شخصیات کے تذکار سے جگمگاتی یہ خوبصورت تحریریں یقیناً جماعتی اَدب اور جمالیاتی اردو اَدب کا بیش قیمت سرمایہ قرار پائیں گی۔

اکابرین ملت کے یہ تذکار پہلے پہل ہمارے ماہانہ میگزین مجلّہ تفہیم الاسلام (احمد پور شرقیہ بہاول پور) میں ''تذکرہ اسلاف'' کے نام سے شائع ہونا شروع ہوئے جسے اعلیٰ جماعتی وتنظیمی حلقوں نے بے حد پسند کیا۔جن دنوں یہ میگزین کی زینت بن رہے تھے تو میرے ذہن میں یہ خواہش ابھری کہ اللہ کرے یہ جلد کتابی صورت میں بھی یکجا ہو جائیں اور یہ حضرت مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کے سلسلہ کتب گلستان حدیث، دبستان حدیث، چمنستان حدیث، بوستان حدیث، مولانا عبدالعظیم انصاری رحمہ اللہ کی ''تذکرہ علمائے بھوجیاں''، مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری رحمہ اللہ کی ''تاریخ اہل حدیث'' مولانا محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری رحمہ اللہ کی تذکرہ اکابر رحمہ اللہ، محمد رمضان یوسف سلفی رحمہ اللہ کی ''مولانا عبدالوہاب دہلوی رحمہ اللہ اور ان کا خاندان''، مورخ اسلام مولانا عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ کی: ''چالیس علمائے اہل حدیث''، مورخ سندھ پروفیسر مولانا مولا بخش محمدی حفظہ اللہ کی ''تذکرہ مشاہیر سندھ''، یادگار اسلاف مولانا محمد یوسف انور حفظہ اللہ کی ''ہمارے اسلاف''، میرے مربی ومشفق، محقق العصر پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ کی میرے اسلاف اور ان جیسی دوسری قیمتی کتابوں کے ہم پلہ ٹھہرے اور ایک اہم تاریخی نوعیت کا اَدبی کام آنے والی نسلوں کے لیے تادیر محفوظ ہو جائے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

’’تذکرہ اکابرین اہل حدیث‘‘ کا مطالعہ الحاد و ارتداد کے اس دور میں قاری کے دل میں ایمان وایقان کی روشنی اور اپنے اسلاف سے محبت کا جذبہ اجاگر کرے گی۔

حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا تذکرہ جمیل پڑھ کر پتا چلتا ہے کہ انھوں نے خلق اللہ کے تزکیہ نفوس اور تطہیر قلوب کے ساتھ قوانین اسلام کے عملی نفاذ و سر بلندی کے لیے حق گوئی و بے باکی کو اپنا وظیفہ حیات بنایا۔

پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ ایک نامور علمی سکالر تھے انھوں نے پنجاب یونیورسٹی (لاہور) میں قال اللہ وقال الرسول کے دروس دیئے اور بلا خوف وخطر حق وصداقت کا آوازہ بلند کرنے سے گریز نہ کیا۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ وہ مہر درخشاں ہیں کہ جنھوں نے الحاد و ضلالت کی آندھیوں کا مقابلہ کر کے مسلمانانِ پاکستان کی کشتی ایمان کو امن وحفاظت کے ساتھ ساحل مراد سے ہم کنار کیا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ وہ نیر تاباں تھے کہ جن کی تاب ناکی سے کفر وضلالت، گمراہی و بے دینی کی سیاہ رات چھٹ گئی۔

حضرت سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کا شمار ان بندگانِ رحمان میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنے دروس وخطبات کے ذریعے بے دینی وگمراہیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے معمور فضا کو توحید وسنت کے نور سے جگمگایا۔ حضرت مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑوی رحمہ اللہ وہ عظیم رجل رشید تھے جنھوں نے حدیث اور اس سے متعلقہ علوم وفنون کی آبیاری اپنے خون جگر سے کی۔

حضرت میاں فضل حق رحمہ اللہ قافلہ حدیث کے وہ سالار تھے جنھوں نے مسلک اہل حدیث کے فروغ کے لیے شبانہ روز کاوشیں کیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ تفسیر، حدیث، فقہ، عربی ادبیات، فلسفہ، منطق، معانی و بیان اور صرف ونحو وغیرہ علوم متداولہ و مروجہ میں یکساں عبور رکھنے والے جلیل القدر عالم دین تھے جن کے علم وفضل سے متاثر ہو کر شیخ امین شنقیطی رحمہ اللہ (مولف: تفسیر اضواء البیان) پکار اُٹھے۔

”مارایت اعلم علی وجہ الارض من هذا الشیخ“

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"کہ میں نے روئے زمین پر آج تک ان سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔"

محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ اسلام کے وہ بطل جلیل تھے جنھوں نے بلدۂ سندھ میں شرک و بدعت کی تاریکیوں میں شجر اسلام کی بھرپور آبیاری کی اور دعوت و تبلیغ کے ذریعے مشرکانہ رسوم اور بدعات کا قلع قمع کیا۔

ضیغم اسلام حضرت مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ خانوادہ لکھویہ کے وہ گل سرسبد تھے جنھوں نے اپنی بے پناہ روحانی قوت اور بے مثال عزم واستقامت سے کتاب وسنت کا پرچم وطن عزیز میں سرنگوں نہ ہونے دیا۔

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کو خطیب پاکستان کے عظیم الشان سے نوازا گیا۔ وہ تاحیات دینی غیرت وحمیت کے جذبے سے سرشار ہو کر قرآن وحدیث کی تحریک کے فروغ کے لیے سرگرم عمل رہے۔

شہید ملت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ بلاشبہ امام العصر تھے۔ وہ اس دورِ پُرآشوب میں اسلام کے بے باک لیڈر کی حیثیت سے ابھرے، جب نت نئے نظریات و افکار ایجاد کر کے اسلام کے تصور توحید ورسالت کو مسخ کرنے کی بھرپور کوششیں ہو رہی تھیں یہ حضرت شہید ملت رحمہ اللہ کی شخصیت تھی کہ جس نے اہل حدیث کے خون کو گرمایا اور دین وملت کو درپیش چیلنج کے مقابلے کے لیے اپنے حصہ کے کردار کی ادائیگی کے لیے تاشہادت متحرک و فعال رہے۔ شیر ربانی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ اظہارِ حق کا استعارہ تھے۔ حضرت علامہ شہیدؒ کے خصوصی دستِ راست، پُرفتن دور میں اظہارِ حق موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے مترادف تھا۔ مسلک اہل حدیث کے فروغ کے لیے حضرت علامہ شہیدؒ کے ساتھ مل کر عالمگیر جلسے کیے۔ خطابت میں اللہ نے انھیں ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ اعلائے اسلام شہر چھوڑ جاتے۔ خطابت کے ذریعے انھوں نے بڑے بڑے فتنوں کا ناطقہ بند کیے رکھا۔ جماعت وتنظیم کے استحکام میں ان کی خدمات لازوال ہیں۔ شر و فساد کی قوتیں ان سے خائف رہتی تھیں۔ بالآخر سفاک قاتلوں نے بم دھماکے کے ذریعے شہید کر دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطیب اسلام حضرت مولانا قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ وہ تابندہ شخصیت تھے جنھوں نے اپنی حیات مستعار اپنے علم و مطالعہ کی روشنی میں احوال امت کی جامعیت کے تصور کی توضیح کرتے ہوئے گزار دی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ گوجرانوالہ کی دھرتی سے ابھرے اور دعوت اہل حدیث کو ببانگ دہل بڑے بڑے سٹیجوں پر پیش کیا اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان جس کے وہ سرپرست تھے، کوئی فکری راہیں دے گئے۔

حضرت مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ ایک ولی کامل شخصیت تھے۔ وارث انبیاء ہونے کے ناطے ان کا ایک ہی مشن تھا۔ عوام الناس کو دین سے روشناس کرانا۔ عقائد، عبادات، خانگی و اجتماعی معاملات و اخلاقی کردار کی تعلیم سے آشنا کرانا۔ اسی نیک کام میں زندگی بیت گئی۔ اللہ تعالیٰ نجات و مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

ہر دم مفادِ شریعت کا خیال رکھنے والا، خوف و لالچ دونوں سے بے نیاز، سینکڑوں دین کے طلباء و طالبات کی تعلیم و تدریس کا بندوبست کرنے والا، اللہ کا یہ مخلص بندہ جسے دنیا مولانا میاں محمود عباس رحمہ اللہ کے نام سے جانتی ہے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ تاحیات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دینی فریضہ ادا کرتے رہے۔

حضرت علامہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ دورِ حاضر میں اہل حدیث کے قائد اور میدان سیاست میں ایک دینی سیاست دان کی حیثیت سے داعی اتحاد امت کے پروقار لقب سے پکارے گئے ہیں۔ انکی سوچ آفاقی ہے کہ تمام مسلمان مکاتب فکر اجتماعی طور پر ایسے اقدامات کی طرف توجہ کریں جس سے دین کی اجتماعی قوت کے فروغ اور دشمنان دین کی ریشہ دوانیوں کے استیصال کی متفرق کوششیں ثمر آور ہو سکیں۔

تصلب فی الدین، حق گوئی، مسلکی پختگی اور بلاخوف لومۃ لائم اظہار حق کا فریضہ ادا کرنے والے زمانہ موجود کے ممتاز ترین سکالر سینیٹر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ نے بطورِ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، مسلک و تبلیغ اہل حدیث کے تحفظ و فروغ کے لیے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خصوصی توجہات کے باعث تاریخ اہل حدیث میں ایک منفرد مقام رقم کروالیا ہے۔ پیغام ٹی وی بھی انھی کی مرہونِ منت ہے۔ اللہ کرے زور ہمت اور زیادہ۔

قائد تحریک دعوت توحید پاکستان میاں محمد جمیل ﷾ وہ مردِ میدان ہیں جنھیں صحیح معنوں میں ''مجاہد ملت'' کے نام سے یاد کیا جا رہا ہے۔ عظمت توحید کی بحالی وتحفظ اور اس مسئلہ پر وحدت امت کے لیے عملی وابستگی علمی، روحانی اور فکری بالخصوص قرآن مجید کی تفسیر کے موضوع پر اہل حدیث کا بچہ بچہ ان کی شخصیت پر نازاں وشاداں ہے۔

بطل حریت حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی دعوتی وتنظیمی خدمات سے کون آگاہ نہیں۔ یہی وہ مردِ مومن ہے کہ سکندری اس کی ٹھوکر میں اور غیرت اس کا تیور ہے۔ ان کی رعنائی علم پر روح فطرت جھوم رہی ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد یوسف قصوری ﷾ صاحب جذب دروں بھی ہیں، علم وحکمت کے شناور بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

مقرر ذیشان حضرت مولانا محمد ابراہیم طارق ﷾ میدانِ خطابت کے شاہسوار ہیں۔ دوران خطابت محسوس یوں ہوتا ہے کہ رحمت باری تعالیٰ بہرانگ جاری ہے۔ اللہ کرے زور خطابت اور زیادہ۔

پاسبان کتاب وسنت حضرت مولانا علی محمد ابوتراب ﷾ کی شخصیت پر ہر اہل حدیث نازاں ہے کہ ان کا وجودِ مسعود ملت اسلام کے درمیان محبتیں بڑھانے اور نفرتیں مٹانے کا آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

داعی کتاب وسنت مولانا حافظ عبدالستار حامد ﷾ کی دینی خدمات پر ایک زمانہ گواہ ہے قرآن مجید کے علوم وفنون سے آشنا یہ علم وحکمت کا شناور جن کا تعارف ایک شعر کی صورت میں کرانا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

؎ نگہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا عبدالغنی ضامرانی ﷾ کا تبلیغی اور علمی فیضان پورے بلوچستان میں پھیل چکا ہے۔ موصوف ناموس حرمت رسول ﷺ کے محافظ، جن کی دعوت وتبلیغ امن وراحت کے پیام ابدی اور سرورِ سرمدی کا نغمہ سناتی ہے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری ﷫ وہ شخصیت ہیں جن کی دعوتی رفعت، تبلیغی عظمت اور بلند علمی شان سے ایک دنیا آشنا ہے جو خوش گفتار خطیب، زندہ دل ادیب اور ظلمتوں میں روشنیوں کے نقیب تھے۔

حریت فکر کے امین حضرت مولانا فضل الرحمان مدنی ﷾ دینی غیرت اور فکری دیانت سے متصف، فکر اہل حدیث کے داعی ومنادی، جن کی شخصیت علم وعمل کا خوبصورت مرقع کہ اہل نظر کی محبت سے یوں بلند و بالا ہوئے مکتب کی کرامتیں تکتی رہ گئیں۔

حاجی گل زمان ﷾ ان خوش نصیب افراد میں شمار ہوتے ہیں کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے کاروبار دنیا کے ساتھ ساتھ دعوت وتنظیم کے نظام کو بھی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ ایک طویل مدت سے دعوت کتاب وسنت کے احیاء ودفاع کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے پلیٹ فارم سے اخلاص ویقین کے ساتھ کوشاں ہیں۔ ان کا جماعتی کردار کبھی بھلایا نہیں جا سکے گا۔

''تذکرہ اکابرین اہل حدیث'' میں شامل ان تیس (30) علمی وتنظیمی اکابر حضرات کے چند سطوری تعارف سے آپ کتاب کے مشمولات کا اندازہ کر چکے ہوں گے کہ اس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی معروف دینی، قومی وملی شخصیات کے واقعات ومشاہدات کو صفحات قرطاس پر بہت عمدہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کا پہلا باب مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تاسیس، ابتدائی عہدیداران، مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا قیام اور جماعت وتنظیم کے دیگر بنیادی کوائف وحقائق کی دلکش پیرایہ میں عکاسی کی گئی ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تاریخ کی جھلک:

''تذکرہ اکابرین اہل حدیث'' ایک عام کتاب نہیں یہ ''مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان'' کی تاریخ ہے۔ اپنے زمانوں کے اعاظم اہل فکر ونظر کی زندگیاں نہ صرف اپنے دور بلکہ آنے والے زمانوں کے لیے بھی مشعل راہ ہیں۔ ان اکابر شخصیات کی دعوت وخدمات کی روشنی میں اصلاح، تربیت اور تزکیہ کے مراحل بآسانی طے کیے جاسکتے ہیں کیوں کہ علم وعمل سے مالا مال لوگوں کی مبارک زندگی اور ان کے ارشادات، قلوب واذہان پر گہرے اثرات چھوڑتے اور اسوہ نبی ﷺ کے مطابق اپنی زندگی کو بدلنے کی فکروترغیب پیدا کرتے ہیں۔ زبوں حالی اور فکری کج رویوں کے اس پر پیچ دور میں اکابرینِ امت کے اجلے تذکار اور زندگی کو بدلنے والے واقعات کی تابندگی سے احوال وحیات کوتعمیری واصلاحی روح پر قائم رکھا جاسکتا ہے۔

مرتب کتاب مولانا عبدالرحمان ثاقب حفظہ اللہ:

مرتب کتاب حضرت مولانا عبدالرحمان ثاقب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کا شمار بلادِ سندھ کے ان چند منتخب، اہل علم وقلم میں ہوتا ہے جن کی تحریر کی چاشنی اور زبان وادب کی حلاوت کا برملا اقرار ان کے معاصر اہل قلم بھی کرتے ہیں۔ قدرت نے آپ کو ان گنت صفات سے نوازا ہے۔ آپ بیک وقت معلم، مبلغ، بے باک صحافی اور صاحبِ طرز ادیب وخطیب ہیں۔ مولانا ثاقب صاحب کے کالم اکثر فیس بک پر نشر ہوتے رہتے ہیں اسی طرح قومی جرائد ہفت روزہ ''اہل حدیث'' (لاہور)، ہفت روزہ ''الاعتصام'' (لاہور)، ماہنامہ مجلہ ''تفہیم الاسلام'' (احمد پور شرقیہ)، ماہنامہ ''دعوت اہل حدیث'' (کراچی)، ماہنامہ ''اسوۂ حسنہ'' (کراچی)، پندرہ روزہ ''صحیفہ اہل حدیث'' (کراچی)، واخبارات میں بھی ان کے علمی، ادبی اور تاریخی موضوعات پر مضامین اور مقالے شائع ہورہے ہیں۔ اور ایک دنیا ان سے استفادہ کرتی ہے ان کے کالمز عصری سیاسی منظرنامے، معاشی ومعاشرتی صورت احوال اور تاریخ کے تناظر میں منصۂ شہود پر آتے ہیں۔ لگی لپٹی کے بغیر سیدھے سیدھے انداز میں بات کرنے کے عادی ہیں یہی رویہ اور طرز اظہار ان کے خطابات میں بھی نظر آتا ہے۔ ماشاء اللہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

موصوف گرامی سکھر شہر کی مرکزی جامع مسجد اہل حدیث کے خطیب ہیں اور ان کا قافلہ علم وفکر مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء. انھوں نے یہ کتاب لکھ کر ملک، قوم اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک بڑا کام کر دیا ہے کیوں کہ لفظ اور حرف کبھی مرتے نہیں اور تحریر کا اثر نسل در نسل سفر کرتا ہے۔ آنے والی نسلیں جہاں اس سے بھر پور استفادہ کریں گے۔ وہیں صاحب کتاب کے دینی جذبے، مسلکی غیرت وحمیت اور ملی سرشاری و تڑپ کو بھی سلام عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔ بقول جگر مراد آبادی ؎

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں

فیضان محبت عام سہی عرفان محبت عام نہیں

سچی بات یہ ہے کہ مولف کتاب مولانا عبدالرحمان ثاقب ﷾ کا علم وعمل، شوق ومطالعہ، تاریخ وافکارِ اہل حدیث سے رغبت اور دعوتِ اسلام سے وارفتگی انھیں نایاب لوگوں میں شامل کر رہی ہے۔ اللہ ان کے علم وعرفان میں اور زیادہ اضافہ فرمائے اور ان کی دینی وفکری کاوشوں کو شرف قبولیت عنایت فرمائے۔ آمین

من آنم کہ من دانم:

یہ میرے لیے مقام سعادت ہے کہ انھوں نے اپنے دیرینہ قلبی روابط کی بناء پر خاک سار کو کتاب کا مکمل مسودہ ہی بھجوا دیا اور فرمایا کہ: ''اس کتاب پر کچھ لکھ دیں۔''

مسودہ وصول ہوتے ہی میں سوچ میں پڑ گیا کہ لکھوں تو کیا لکھوں؟

بڑے لوگوں پر لکھنا تو بڑے لوگوں کا ہی منصب ہے۔ جب کہ میں ایک کمزور اور محدود علم رکھنے والا فقیر منش بندہ ہوں۔ بس یہی کہوں گا کہ:

من آنم کہ من دانم

یہ تو مکرم ثاقب صاحب کا بڑا پن اور حسن ظن ہے کہ مجھے اپنا مانتے ہیں اور اپنائیت کا بھر پور اظہار کرتے ہیں۔ بقول شخصے:

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل

نسیم صبح یہ تیری مہربانی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر سوچا کہ اکابر علمائے حدیث کے تذکار پر لکھنا ایک سعادت مندی بھی تو ہے اور اس قسم کی سعادتیں مقدر والوں کو نصیب ہوتی ہیں۔ خیر تحریر و تصنیف کا یہ سلسلہ: ''مرقع جہد و جمال'' کے عنوان سے چند بے ترتیب صفحات ''ریشم پر ٹاٹ کا پیوند'' کی صورت میں آپ کے سامنے ہیں۔ مجھے اپنی ''دانائی'' اور ''تحریر کی یکتائی'' کے بارے میں قطعاً کوئی خوش فہمی نہیں، تاہم:

نہیں گر سرو برگ ادراک معنی

تماشائے نیرنگ صورت سلامت (غالب)

ایک اہم کتاب کی ترتیب و اشاعت آخری مراحل میں:

یہاں ایک اور بات کا ذکر کرنا میرے لیے ضروری ہے۔ کتاب کے صفحہ ۱۶۵ پر بطل حریت حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ کی دینی خدمات کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سینئر نائب امیر تھے اور ضلع رحیم یار خان کے مشہور شہر خان پور میں واقع عظیم دارالعلوم ''جامعہ محمدیہ اہل حدیث'' کے بانی تھے۔ خاکسار وہ پہلا بندہ ہے جس نے حضرت قاری صاحبؒ کی سوانحی عمری اور دینی خدمات پر ایک مستقل مقالہ تحریر کیا تھا جو جنوری تا مئی 2014ء میں ہمارے ماہانہ میگزین مجلّہ ''تفہیم الاسلام'' (احمد پور شرقیہ) کی خصوصی اشاعت (صفحات 175) کی صورت میں منظر عام پر آیا جسے تمام جماعتی و اَدبی حلقوں میں پسند کیا گیا۔ اشاعت خاص کے 175 صفحات حضرت بطل حریتؒ کی مکمل سوانح حیات کا ایک تعارفی خاکہ تھا جب کہ اصل کتاب چالیس (50) ابواب پر مشتمل پندرہ (15) سو سے زائد صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ امسال اپریل 2018ء میں خاکسار نے جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کے موجود مہتمم پروفیسر حافظ عامر صدیقی حفظہ اللہ جنرل سیکریٹری اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان (ابن حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ) کی زیر سرپرستی حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے افکار و رسوخ پر مربوط انداز میں باقاعدہ کام کا آغاز کیا۔ الحمد للہ اس صدی کے اس عظیم رجل رشید کی حیات و خدمات اور آثار پر ایک ضخیم کتاب کی ترتیب و تدوین مکمل ہو چکی ہے جو ان شاء اللہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

42 ویں سالانہ سیرت النبیؐ کانفرنس (مارچ 2019ء) کے موقع پر جامعہ کے شعبہ نشر وتالیف کے زیر اہتمام منظر عام پر آئے گی۔ ان گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ زیر نظر کتاب: "تذکرہ اکابرین اہل حدیث" میں حضرت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ پر تحریر کردہ جناب مولانا عبدالرحمان ثاقب صاحب کا یہ مضمون میرے اسی تفصیلی مضمون سے لیا گیا ہے جو جنوری تا مئی ۲۰۱۴ء کی اشاعت خاص بعنوان: "بطل حریت حضرت علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ" میں شائع ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو غریق رحمت کرے اور ان کی خدمات پر لکھے ہمارے مضامین کو صدقہ جاریہ نافعہ بنائے۔ آمین۔

لائبریریوں کے لیے اہم ترین کتاب:

اہم شخصیات کے حالات سے دلچسپی رکھنے والوں کو "تذکرہ اکابرین اہل حدیث" کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ مضامین کا اسلوب آسان اور تحریر رواں دواں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب صاحبانِ فکر و دانش ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور تمیں نامور شخصیات کی دینی خدمات اور تنظیمی واقعات کا مطالعہ کر کے خوب لطف اٹھائیں گے۔ یہ کتاب دین و ادب، صحافت اور سیاست کے طالب علموں اور دینی جامعات اور تعلیمی اداروں اور سرکاری ونجی لائبریریوں کے لیے قیمتی تحفہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کے قلم کا زور اثر مزید بڑھائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ دورِ حاضر کی اس علم دوست شخصیت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔ ہم ایک شعر میں معمولی ترمیم کے ساتھ انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

کوہساروں میں رواں کرتا ہے وہ جوئے ادب
کشور تاریخ کا اِک فرہاد ہے ثاقب

خادم العلم والعلماء

حمید اللہ خان عزیز

ایڈیٹر ماہنامہ مجلّہ "تفہیم الاسلام"

احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور (پنجاب)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

بنیادی طور پر تذکرہ نویسی کا آغاز عربوں نے کیا۔ وہاں سے ایران پہنچا اور پھر ایران سے ہندوستان آیا۔ مسلمانوں نے اسماء الرجال، رواۃ حدیث، مفسرین و محدثین اور اصحاب علم وفضل کے حالات و تذکار مرتب کیے۔ جو آج بھی اسلامی دنیا کا باعث افتخار ورثہ ہے۔ ہندوستان میں اوّلین تذکرہ نگار سید غلام علی آزادی بلگرامی کو کہا جاتا ہے۔ جن کے دو تحریری مجموعے "سبحة المرجان" اور "مآثر الاكرام" منصۂ شہود پر آئے جبکہ مولانا عبدالحی لکھنوی کی کئی جلدوں میں ''نزھۃ الخواطر'' بزبان عربی بھی بڑا عظیم کارنامہ اور علمی ذخیرہ ہے۔ تاریخ اہل حدیث اور علماء اہلحدیث کی خدمات کے مخفی گوشوں اور روشن پہلوؤں کو آشکارا کرنے والے اصحاب قلم وقرطاس کا ذکر بلاشبہ جماعتی حمیت و غیرت کا باعث بنتا ہے۔

مولانا ولایت علی صادق پوری نے ''الدر المنثور فی تذکرۃ علماء صادقپور''، مولانا ابویحیٰ امام خاں نوشہروی نے ''تراجم علماء حدیث ھند'' اور امام العصر مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے ''تاریخ اہل حدیث'' کے نام سے انتہائی قابل قدر کارنامہ انجام دیا۔ تقسیم ہند کے بعد مولانا نذیر احمد رحمانی نے ''اہل حدیث اور سیاست''، ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی نے "الجهود المخلصة فی خدمة السنة المطهره"، مولانا محمد مستقیم سلفی نے ''ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات'' کے نام سے اہل حدیث کی علمی و تاریخی خدمات کو قلم بند کیا۔ جبکہ مولانا محمد یوسف سجاد نے ''تذکرہ علماء حدیث''، قاضی محمد اسلم سیف فروز پوری نے ''سیاسیات برصغیر میں اہل حدیث کا حصہ'' مولانا ارشاد الحق اثری نے ''برصغیر میں علماء اہل حدیث کی علمی خدمات'' مولانا فضل کریم عاصم نے ''تحریک اہل حدیث یورپ میں''، جناب بشیر انصاری نے ''مشاہیر کے خطوط'' اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے ہفت روزہ ''اہل حدیث'' کا خدمات حدیث نمبر کی صورت میں قارئین سے دادِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تحسین وصول کی۔ راقم الحروف نے اپنا حصہ ڈالتے ہوئے دو کتابیں ''اہل حدیث منزل بہ منزل'' اور ''تذکرۃ الابرار'' قارئین کی نذر کیں۔ جس پر اہل علم وفضل نے خوب حوصلہ افزائی کی۔

قابل قدر اور لائق تحسین امر یہ ہے کہ اس سلسلہ ذھبیہ میں جو خدمات مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی نے ''فقہائے ہند''، ارمغانِ حنیف، نقوش عظمت رفتہ، بزم ارجمنداں، کاروانِ سلف، قافلہ حدیث، دبستان حدیث، گزر گئی گزران اور دیگر اہم وقیع کتب مرتب کر کے اس قوم پر احسان کیا یہ قوم مدتوں اس احسان کے زیر بار رہے گی۔

اس مضمون کو تکمیل کی سند میسر نہیں جب تک مؤرخ دوراں مکرمی ڈاکٹر بہاؤ الدین سلیمان اظہر حفظہ اللہ کی خدماتِ جلیلہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ جنھوں نے کثیر جلدوں پر مشتمل ''تحریک ختم نبوت اور ''تاریخ اہل حدیث'' مرتب کی ہے۔ تحریک ختم نبوت کی تقریباً 48 جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں جبکہ اتنی ہی جلدوں کی مزید امید کی جا رہی ہے۔ موصوف کا ضخیم و زریں تاریخی ذخیرہ اتنا شاندار و جاندار ہے کہ اس کی تحسین ہر عامل کتاب و سنت پر واجب ہے بلکہ متعدد اعاظم رجال اور مکاتب علمیہ کی طرف سے تحسین و پذیرائی کی تقاریب منعقد کی جا چکی ہیں۔ مزید دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ اور جہودِ مخلصہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

اس ضمن میں مولانا محمد اسمٰعیل سلفی کی تالیف ''تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدید مساعی'' کا ذکر بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں بھی کئی فاضل مؤلفین ہیں جنھوں نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

برادرم مولانا عبدالرحمٰن ثاقب نے بھی ''تذکرہ اکابرین اہل حدیث'' کے نام سے کتاب مرتب کی ہے جو لائق تحسین کام ہے۔ مولانا ثاقب جواں عمر، پختہ کار اور راسخ النظر عالم وخطیب ہیں۔ انہوں نے کراچی یونیورسٹی سے گریجوایشن کی اور اہل حدیث کی ممتاز درس گاہ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ سے علمی فیض حاصل کیا اور جامعہ الاحسان الاسلامیہ سے سند فراغت و دستارِ فضیلت حاصل کی ہے۔ دونوں جامعات کی انتہائی مستند اور معتبر شخصیات سے اکتساب

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فیض کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر پر ان کی گہری نظر ہے جبکہ تذکرہ اسلاف اور خدماتِ اہل حدیث ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔ اسی لیے انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے جو ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے۔ مولانا کی خوبی ہے کہ اپنی تمام تر تدریسی، تقریری اور تحریری مصروفیات کے باوصف جماعتی و تنظیمی رابطے میں مستعد رہتے ہیں جو تمام کارکنان کے لیے قابل تقلید عمل ہے۔

قارئین کرام! یہ بات واضح اور اظہر من الشمس ہے کہ تمام افکار و مکاتب میں بلند ترین اور صداقت پر مبنی فکر وہی ہے جس کی بنیاد کتاب وسنت پر ہے اور جس میں سلف صالحین کے اعمال و آثار کی جھلک اور عکس نظر آئے۔ اسی فکر صادقہ کو لے کر پہلا قافلہ، پندرہ ہجری، عہد فاروقی میں سرزمین ھند وسندھ پر لنگر انداز ہوا اور اپنے قدوم لزوم میمنت سے اس سرزمین کو سرفراز کیا۔ یہ وہ عظیم قافلہ ہے جس کی قیادت دانش گاہ نبوت کے فیض یافتہ نفوس قدسیہ نے کی۔ جن کو اعزاز حاصل ہے کہ ان کے بارے میں بارگاہِ کبریا سے اعلان ہوتا ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو گیا اور وہ اللہ پر راضی ہو گئے۔‘‘

اور یہ حقیقت بھی ناقابل تردید ہے کہ اس سچی اور سُچی فکر کے حاملین اور اس مکتب صادقہ کے سالکین نے بڑی صعوبتیں اٹھائیں، اذیتیں برداشت کیں، قربانیاں دیں، مشقتیں جھیلیں، جیلوں میں رہے اور سنگین مقدمات کا سامنا کیا اور اگر وقت آیا تو بلا خوف و خطر پھانسیوں پر جھول گئے مگر انہوں نے کبھی بھی کتاب وسنت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا، محدثین کی فکر کو پراگندہ نہیں ہونے دیا، اسلاف کی عظمت کو داغدار نہیں ہونے دیا اور نہ ہی کبھی خالص دین میں آمیزش پر سمجھوتہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب انگریز سامراج کی طرف سے برصغیر کے مسلمانوں کو تقسیم کرنے کا گھناؤنا کھیل کھیلا گیا اور انہیں مزید تقسیم در تقسیم کرنے کے لیے کذب وافتراء کا طوفان بپا کیا گیا اور اس قبیح فعل کے لیے ایک ایسے شخص کو جامہ علماء پہنایا گیا، جبہ مشائخ سے آراستہ کیا گیا اور اس کے سر پر دستارِ فضیلت سجائی گئی۔ جس کی تربیت ہی تھانہ و کچہری میں ہوئی، باقاعدہ چار سال سیالکوٹ کچہری میں ملازمت کی۔ پھر واپس اپنے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آبائی مسکن قادیان پلٹ کر اپنے باپ کی معیت میں دیوانی مقدمہ بازی شروع کردی اور ساتھ دینی امور میں تحریر وتقریر بھی جاری رکھی اور جب کذب و دجل اور مکروفریب میں کافی قدرت حاصل کر لی تو خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ ابتدائی طور پر لوگوں کو جھوٹے خواب سنائے۔ پھر ہمت اور بڑھی تو الہامات کا دعویٰ کردیا۔ الہامات کے بعد مسیح موعود ہونے کا بھی دعویٰ کردیا اور جب ڈھٹائی اپنے عروج کو پہنچی تو نبوت کا دعویٰ بھی کر ڈالا۔ اس عجیب الحرکت شخص کو دنیا مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانتی ہے۔ اس نے مسیحیت کا پہلا دعویٰ جنوری 1891ء میں کیا۔ مگر کیا خوب نصیب پایا ہے ہمارے اسلاف ذی وقار نے کہ جب مرزا قادیانی نے اتنی بڑی جسارت کی اور ناموس نبوت کو گزند پہنچانے کی ناپاک کوشش کی تو اس کی بیخ کنی اور اسے انجام کار تک پہنچانے کے لیے اسلام کا پہلا سپوت جو میدان عمل میں نکلا اس کی خدمات کو آج بھی تاریخ نے مولانا محمد حسین بٹالوی کے نام سے محفوظ کر رکھا ہے۔

مولانا بٹالوی کو اللہ تعالیٰ نے کمال دینی غیرت وحمیت سے نوازا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بڑی جرأت و دلیری سے اس شخص کا پیچھا کیا اور اس کے ناپاک ارادوں اور جھوٹے دعوؤں کو طشت ازبام کردیا۔ چنانچہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رسالے میں مسیحیت کا دعویٰ کیا تو 14 جنوری 1891ء کو پہلا خط اُسے مولانا محمد حسین بٹالوی نے لکھا۔ جس میں اس سے استفسار کیا کہ مسیحیت کا جو دعویٰ تم نے اپنے رسالے میں کیا ہے اس کی توضیح کرو۔ جس کے جواب میں مرزا قادیانی نے 5 فروری 1891ء کو اپنے خط میں لکھا۔ ''مخدومی اخویکم۔ السلام علیکم۔ آپ کے استفسار کے جواب میں ''ہاں'' کافی سمجھتا ہوں۔ والسلام: خاکسار غلام احمد۔ مرزا قادیانی کے اس واضح اظہار واقرار کے بعد مولانا بٹالوی نے اوّلین استفتاء تیار کیا کہ اس قسم کے عقائد وخیالات کے حامل شخص کے بارے میں علماء دین اور مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں؟ جس کے جواب میں استاذ الاساتذہ سید محمد نذیر حسین محدث دھلوی نے تفصیلی جواب لکھا کہ ایسے عقائد وخیالات کا حامل شخص جھوٹا، کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس اوّلین فتوے کے ایک ایک حرف کو تاریخ نے اپنے دامن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں محفوظ کر رکھا ہے۔ حضرت محدث دہلوی کے تفصیلی فتویٰ کے بعد مولانا بٹالوی نے اس سوال کو تمام مکاتب فکر کے جید اور مستند علماء کرام کے سامنے رکھا۔ سب نے مرزا قادیانی کے دجل و فریب، کذب وافتراء اور کفر وارتداد پر اتفاق کیا۔ ان تمام علماء کرام کی لکھی ہوئی عبارتیں اور ان کے دستخط آج بھی کتابی شکل میں موجود ہیں۔

احباب گرامی! یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ برصغیر میں تحریک ختم نبوت کے بانی اور مرزا قادیانی کی تکفیر پر اوّلین مہر ثبت کرنے والے ضیغم اسلام اور وکیل قوم مولانا محمد حسین بٹالوی ہیں نور اللہ مرقدہٗ۔ جن کے بارے میں مرزا جی نے خود اعتراف کیا ہے۔

”چونکہ علماء پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر و تکذیب حد سے گزر گیا ہے۔ اس تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دھلوی کی گردن پر۔ مگر تاہم دوسرے مولویوں کا گناہ یہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتوے کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا بغیر تحقیق و تنقیح کے ایمان لے آئے ہیں۔“

(روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 45)

اور یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف پہلا فتویٰ سرخیل اہلحدیث مولانا محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا، مرزا قادیانی کا پہلا مباہلہ مجاہد اہل حدیث میاں صوفی عبدالحق غزنوی سے ہوا، قادیاں جا کر پہلا مناظرانہ چیلنج مفسر قرآن و حدیث شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے کیا، قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا پہلا تحریری مطالبہ متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندوی نے کیا اور بالآخر مرزا قادیانی نے 1907ء میں مولانا امرتسری کے خلاف باقاعدہ اشتہار شائع کیا کہ جو جھوٹا ہے وہ دوسرے کی زندگی میں مر جائے۔ تو پھر خدائے غیّور نے فیصلہ کیا کہ نبوت کا جھوٹا دعویدار مرزا قادیانی 1908ء میں بیت الخلاء میں پیوند خجالت ہوا جبکہ حق و صداقت کے امین اور ناموس رسالت ﷺ کے پاسبان و پہریدار بطل حریت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس کے بعد زندگی کی چالیس بہاریں دیکھیں اور شاہینوں کے شہر سرگودھا میں 1948ء میں خلد بریں کا سفر اختیار کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ونور اللہ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مرقدۂ۔ تحریک ختم نبوت 1891ء، تحریک ختم نبوت 1953ء اور تحریک ختم نبوت 1974ء، ہر موقعہ و مرحلہ پر اکابر اہل حدیث نے بڑی جاندار و شاندار جدو جہد کی ہے اور اپنا اہم کردار ادا کیا۔ بلکہ علاوہ ازیں کتاب و سنت کی بالا دستی، اتحاد بین المسلمین، بین المسالک ہم آنگی اور وطن عزیز کے تحفظ کے لیے اپنا بھر پور کردار ادا کیا۔ تحریک پاکستان سے لے کر موجودہ دور کے فتنوں دہشت گردی، تکفیریت اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے صف اوّل میں نمایاں حصہ ڈالا ہے جسے تاریخ کے اوراق میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جبکہ ڈاکٹر بہاؤ الدین سلیمان اظہر اہل حدیث علماء، شیوخ، عمائد اور کارکنان کی تمام خدمات کو حیطہ تحریر میں لے آئے ہیں جو بجا طور پر مستحسن اقدام ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن ثاقب کی زیر نظر کتاب مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان میں سابقہ اور موجودہ دور میں قائدانہ کردار ادا کرنے والی عظیم شخصیات کی خدمات سے متعلق ہے۔ جس کی بنیاد جولائی 1948ء کو لاہور میں رکھی گئی اور ابتدائی طور پر مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے بطور صدر، پروفیسر عبدالقیوم نے بطور سیکرٹری جنرل اور میاں عبدالمجید مالواڈہ نے بحیثیت ناظم مالیات نے اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں اور جماعت کا نام مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان رکھا گیا۔ بعد ازاں مولانا محمد اسماعیل سلفی، حافظ محمد گوندلوی، علامہ پیر بدیع الدین راشدی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا معین الدین لکھوی، میاں فضل حق، مولانا محمد عبداللہ، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا محمد حسین شیخوپوری، میاں محمد جمیل اور دیگر شخصیات نے کتاب و سنت کی بالا دستی اور جماعتی و تنظیمی استحکام کے لیے اپنا بھر پور کردار ادا کیا جبکہ موجودہ دور میں پروفیسر ساجد میر صاحب اور حافظ عبدالکریم صاحب بحیثیت امیر اور ناظم اعلیٰ اپنے رفقاء کے ساتھ مصروفِ عمل ہیں۔ انہیں ملک میں ہی نہیں بلکہ بیرون ملک بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فرزندانِ توحید و سنت کی نمائندہ جماعت صرف مرکزی جمعیت اہل حدیث ہے اور اس کی ذیلی تنظیمات، مرکزی جمعیت اہل حدیث شعبہ خواتین، اہل حدیث یوتھ فورس، جمعیت اساتذہ، اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن، جمعیت طلبہ اہل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث، اہل حدیث حکماء محاذ، ہومیو پیتھک ایسوسی ایشن اور دیگر تنظیمات کے عمائد و کارکنان کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ وکلاء، ڈاکٹرز، کسان، تاجر برادران اور مزدوروں کی تنظیمیں پائپ لائن میں ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث بنیادی طور پر تسلسل ہے "آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس" کا، جس کی بنیاد 1906ء میں رکھی گئی جس کی قیادت حافظ محمد عبداللہ محدث غازی پوری کو صدر، مولانا ثناء اللہ امرتسری کو ناظم اعلیٰ اور حمید اللہ دھلوی کو ناظم مالیات کی حیثیت سے سونپی گئی۔ ان قائدین اور ان کے عظیم رفقاء علماء کرام نے ہندوستان کے اکناف و اطراف کے اہل حدیث افراد کو نظم وضبط کا حصہ بنایا اور اس کے لیے شبانہ روز محنت کی ہمارے مرحومین اور موجودین اکابر و عمائد کی جدوجہد اور جہود مخلصہ کا ثمر ہے کہ اہل حدیث نے وطن عزیز میں چلنے والی ہر تحریک میں مؤثر کردار ادا کیا اور اٹھنے والے ہر فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

آخر میں مبارک باد پیش کرتا ہوں مولانا ثاقب صاحب کو کہ انہوں نے تالیفی طبع آزمائی کے لیے اچھے موضوع کا انتخاب کیا ہے۔ اس کوشش و کاوش کو جاری رکھنا چاہیے بلکہ مزید نوجوان اہل قلم کو اس میدان میں آگے آنا چاہیے جو ضلعی سطح پر اہل حدیث علماء کرام، مساجد و مدارس اور معاہد و جامعات کی خدمات کو ضبط تحریر میں لائیں اور نوجوان نسل کو اپنی تابندہ روایات اور شاندار ماضی سے روشناس کرائیں، انہیں حال سے منسلک کریں اور ان کی آنکھوں میں مستقبل کے چراغ روشن کریں۔ اگر نوجوان نسل اپنے ماضی سے لاتعلق، اپنے حال سے برگشتہ اور اپنے مستقبل سے مایوس ہو جائے تو قوم مضبوط و مستحکم نہیں ہو سکتی۔ ہماری ہر حال میں ذمہ داری ہے کہ مایوسیاں ختم کر کے امید کی قندیلیں روشن کریں۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

خام العلم و العلماء

ڈاکٹر عبدالغفور راشد لاہور

www.KitaboSunnat.com

1

- تعارف اہل حدیث
- تاسیس مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان
- جامعہ سلفیہ کا قیام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تعارف اہل حدیث

تاریخ، قدامت، عقیدہ اور فضائل

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین محمد وّ علیٰ آلہٖ واصحابہ۔ اما بعد:

اسلام وہ مذہب اور دین الٰہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل دین اور اپنی نعمت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدة: 3)

نیز ارشاد باری ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (آل عمران: 85)

اسلام نام ہے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید اور رسول مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو انہی دو چیزوں کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت فرمائی ہے۔

((ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنت رسولہٖ)) (موطا مالك: 2829، مستدرك الحاكم: 93/1 حديث: 318)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو یہ گارنٹی دی ہے کہ جب تک وہ انہی دو چیزوں کو مضبوطی سے تھامے رہیں گے تو وہ کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام کتاب وسنت کا نام ہے ان سے تمسک کرنا اور اس پر عمل کرنا ہدایت کی ضمانت ہے۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل بھی یہی تھا کہ وہ قرآن وحدیث ہی پر عمل پیرا تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز عمل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ مقدس اور مطہر جماعت تھی جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست دین سیکھا دوسروں تک پہنچایا اور اس پر عمل کر کے دکھلایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت اپنی پوری زندگی قرآن و حدیث کی تعلیمات پر عمل پیرا رہی۔ قرآن و حدیث کے ارشادات و احکامات کے مقابلے میں اپنی ہر خواہش کو ترک کر دیا۔ قرآن و حدیث کے نور سے اپنے سینوں کو منور کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ومنہج قرآن و حدیث ہی تھا۔ یہ وہ نفوس قدسیہ کی جماعت تھی جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی سعادت میسر رہی۔ جن کی ہر جماعت خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار سب کے ایمان واستقامت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور ان کے نجاح وفلاح کا تذکرہ قرآن مجید میں بار بار کیا گیا ہے۔ سورہ توبہ آیت 100 تا 117، سورہ الحشر آیت 8-10 ملاحظہ فرمالیجیے۔

اس لیے تمام صحابہ کرام کے عادل ہونے پر ہمارا ایمان ہے اور اس پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ جبکہ صحابہ کرام کی عدالت کا منکر بقول امام ابو زرعہ الرازی رحمہ اللہ (متوفی: 264ھ) زندیق ہے۔ (الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب، 49)

یہ امر مسلم ہے کہ زمانہ رسالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو بھی امر درپیش آتا تو اس کا فیصلہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا لیتے اور زمانہ نبوت کے بعد اور دورِ خلافت میں جو معاملہ پیش آتا تو وہ اس کے فیصلہ کے لیے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرتے۔ یہ طریقہ مسلمانوں میں عرصہ دراز تک قائم رہا اور صحابہ خیر القرون کا یہی طرز عمل اور منہج رہا۔ ان کی اصل نظر، فکر اور سوچ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مرکوز رہی۔

صحابہ کرام کی زندگی کا محور قرآن و حدیث تھا چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی کوئی مقدمہ پیش آتا تو وہ سب سے پہلے کتاب اللہ پر غور کرتے اگر اس کا حل مل جاتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے اگر کتاب اللہ میں اس کا حل نہ پاتے تو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر سنت رسول ﷺ سے اس مقدمہ کا حل نہ ہوتا تو پھر اپنے ساتھیوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی جماعت سے پوچھتے کہ یہ مسئلہ درپیش ہے اس کے متعلق کسی کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث یا فیصلہ کا علم ہے......؟ بعض مرتبہ ایک ہی واقعہ یا مقدمہ متعلق متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہو جاتا۔ اگر سنت رسول ﷺ کا علم نہ ہوتا تو اصحاب علم وفضل سے مشورہ کے بعد ایک متفقہ واجتماعی رائے پر اتفاق ہو جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد اپنے پہلے خطبہ میں یہی ارشاد فرمایا:

((أيها الناس انما أنا متبع ولستُ بمبتدع))

(تاریخ الخلفاء للسیوطی ص 60)

اے لوگو! میں سنت رسول کا متبع ہوں، اپنی طرف سے شریعت سازی کرنے والا نہیں ہوں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک اہم اور بڑا اختلاف خلیفہ کے انتخاب پر سامنے آیا۔ ایک گروہ نے کہا کہ "منا امیر و منکم امیر" ہمارا خلیفہ ہم سے ہوگا تمہارا خلیفہ تم میں سے ہو۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت حدیث رسول ﷺ "الائمة من قریش" سنائی کہ خلیفہ قریش سے ہونا چاہیے۔

"فلما سمعوا حديث الائمة من قريش رجعوا على ذالك"

(فتح الباری 41/7)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جیسے ہی مذکورہ حدیث سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنی تو اپنے فیصلے اور ارادوں سے باز آ گئے اور حدیث رسول کے سامنے میں اپنی گردنیں جھکا لیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی: 204ھ) فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا کہ حدیث رسول ﷺ مل جانے کے بعد اپنے فیصلے اور ارادے سے رجوع کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں:

"أن عمر كان يقول الدية للعاقلة ولا ترث المرأة من دية

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زوجها شيئاً حتىٰ أخبره الضحاك بن سفيان أن رسول الله ﷺ كتب اليه ان يورث امرأة اشيم الضبابى عن ديته فرجع اليه عمر" (الرسالة للشافعی 426، 427، ابو داؤد: 2927)

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عورت کو اس کے خاوند کی دیت سے حصہ ملنے کی حدیث ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے سنائی تو جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤقف سے رجوع کیا اور حدیث کے مطابق اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو بھی مدنظر رکھتے تھے، چنانچہ سنن دارمی میں ہے کہ

"فارق الدنيا تقياً نقياً علىٰ منهاج صاحبيه" (دارمی: 56/1)

اسی طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ان کا موقف تھا کہ شوہر کے فوت ہو جانے کے بعد عورت جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس مسئلہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث معلوم نہ تھی۔ آپ کو اس بارے میں حدیث رسول کی تلاش ہوئی تو حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی بہن فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا نے اپنا واقعہ سنایا کہ میرا شوہر قتل کیا گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "میں عدت کہاں گزاروں......؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اپنے شوہر کے گھر" اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ۔ (مؤطا، کتاب الطلاق)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند مرتد لوگ لائے گئے تو آپ نے ان کو زندہ جلانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس وقت جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو حدیث رسول پیش کی۔ "قال النبی ﷺ من بدل دينه فاقتلوه" "کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا۔" سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حدیث رسول سن کر فرمایا "صدق ابن عباس" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا۔

(بخاری: 3017، ارواء الغليل 124/8 حديث: 2471)

اس طرح کے متعدد واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امت میں اختلاف کا سبب:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور ایک سنہری دور تھا۔ صحابہ کرام آپ ﷺ کی سنت اور آپ کی اداؤں پر مر مٹتے تھے۔ دینی دنیوی اور ہر معاملے میں ان کا نقطہ نظر ایک ہی تھا کہ آپ ﷺ کی سنت پر عمل کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی پوری زندگیاں کتاب اللہ اور سنت نبوی کی پیروی میں گزار دیں اور پوری زندگی رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے میں سر مو فرق نہیں آنے دیا۔ وہ قرآن و حدیث پر عمل کرتے رہے اور اپنے پیش آمدہ مسائل کا حل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ میں تلاش کرتے اور ان سے اخذ کرتے تھے۔

ارشاد باری ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (النساء: 59)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف و افتراق نہ تھا ان کے بعد جب امت نے قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ بعض لوگوں کی آراء اور ان کے اجتہادات کو دین قرار دیا اور اس پر عمل کرنا اپنے لیے لازمی سمجھ لیا تو اس وقت امت کے درمیان افتراق و اختلاف پیدا ہوا۔

ان اختلافات، افتراق اور تبدیلیوں کے باوجود نبی کریم ﷺ کی امت میں ایک جماعت ہمیشہ ایسی رہی جن کا طرز عمل وہی رہا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کا تھا۔ اسی طرح نبی ﷺ کی پیش گوئی حرف بحرف صادق ہوئی۔

"یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاھلین"

(مشکوۃ المصابیح 36/1، شرف اصحاب الحدیث ص: 11، 28)

یہ وہی جماعت ہے جس کو ہر دور میں اصحاب الحدیث، اہل الحدیث کہا جاتا ہے۔

الحمد للہ اہل حق (اہل الحدیث) شروع زمانے سے آج تک یہ فریضہ ادا کرتے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ کی مذکورہ پیشین گوئی انہی پر صادق آتی ہے۔ جبکہ ان کے علاوہ دیگر مذاہب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ومسلک کے حاملین نے اپنے اپنے مذہب، منہج اور طریقے کے تحفظ کے لیے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ قرآن وحدیث میں تحریفات وتاویلات کیں اور اس کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوئے۔ لیکن اہل حدیث نے ان تحریفات، تأویلات اور گستاخیوں کو بے نقاب کیا اور حقائق کی نشاندہی کرتے آئے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

یہ اس جماعت اہل حدیث کے شایان شان ہے کہ جب بھی ان کے سامنے کوئی قرآن مجید کی آیت یا حدیث رسول پیش کی جاتی ہے تو کسی مجتہد یا امام کے قول و اجتہاد کو ماننے کے بجائے فوراً فرمان رسول کو قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جبکہ دیگر مذاہب اور طریقوں پر عمل کرنے والے قرآن وحدیث کو صرف تاویل وتغیر کے لیے حاصل کرتے ہیں اور انہیں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ (متوفی: 1944ء) رقمطراز ہیں۔

"طائفة منهم تؤول الاحاديث الصحيحة الى اقوال الفقهآء وآراء امامهم منهم فى بلادنا الشيخ عبدالحق المحدث بل عامة اهل بلادنا" (الهام الرحمٰن 29/1)

"حنفی فقہاء کی جماعت کا یہ حال ہے کہ صحیح احادیث میں تاویل وتحریفات کر کے ان کو اپنے امام کے قول کے موافق بتاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں جیسے شیخ عبدالحق اور عام (حنفی) علماء کا یہی شیوہ ہے۔"

اس کی مثال کے لیے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ (متوفی: 1920ء) کی یہ تحریر پڑھیے، مسئلہ خیار کے متعلق ہے:

"الحق والانصاف ان الترجيح للشافعي فى هذه المسئلة ونحن مقلدون يجب علينا تقليد امامنا ابى حنيفة۔ والله اعلم" (تقرير على الترمذى ص 650)

"حق اور انصاف کی بات یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کو اس مسئلہ میں ترجیح حاصل ہے، لیکن ہم کیونکہ مقلد ہیں لہٰذا ہم پر اپنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واجب ہے۔"

نیز مولانا محمود الحسن فرماتے ہیں:

"قول مجتہد بھی قول رسول ﷺ ہی شمار ہوتا ہے۔"

(تقاریر حضرت شیخ الھند ص 74 طبع ملتان)

کیا یہ بات مجتہد کو مقام رسول ﷺ دینے کے مترادف نہیں..........؟ اس بات پر تبصرہ صرف اس آیت سے ہوگا:

﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ﴾ (یونس: 32)

"حق کے بعد صرف گمراہی ہے لہٰذا تم کہاں بھٹکے جا رہے ہو۔"

اسی طرح حنفی مذہب کے ایک اور عالم دین جو حکیم الامت کے لقب سے مشور ہیں وہ فرماتے ہیں:

"اکثر مقلد عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث بھی کان میں پڑتی ہے تو ان کے قلب میں انشراح وانبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید کیوں نہ ہو، خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرت مذہب کے لیے تاویل ضروری سمجھتے ہیں، دل یہ نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کریں۔" (تذکرہ الرشید ص 131 جلد: 1)

ڈاکٹر قمر الزماں جو خود حنفی ہیں وہ لکھتے ہیں:

"اہل حدیث کے علاوہ وہ ہر فرقہ کسی نہ کسی درجہ میں حدیث کا انکاری ہے لیکن اپنے سوا سب دوسروں کو منکرین حدیث لکھتے ہیں۔" (حقیقت حدیث ص 7)

اہل الحدیث کا معنی و مفہوم:

یہ ایک مسلمہ اصول اور حقیقت ہے کہ جو بھی شخص یا جماعت جس نظریے، راستے اور طریقے کو اپناتی ہے تو اس شخص یا جماعت کو اسی نظریہ کی وجہ سے اس کو اس طرف منسوب کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری ہے:

﴿وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ﴾ (المائدة: 47)

''اہل انجیل کو چاہیے کہ وہ اس چیز کے موافق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں اتارا ہے۔''

امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی: 230ھ) اپنی سنن میں باب الوتر کے تحت حدیث لائے ہیں:

"عن علی رضی الله عنه قال اوتر رسول الله ﷺ ثم قال یا اهل القرآن اوتروا......" (نسائی: 1676)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر ادا فرمائے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے اہل قرآن وتر ادا کیا کرو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جنھیں انجیل دی گئی وہ اہل انجیل کہلائے اور جنھیں قرآن دیا گیا یعنی امت مسلمہ کو اہل قرآن کہا گیا۔

بالکل اسی طرح حدیث پر عمل کرنے والے، حدیث کو اپنا حرز جان تصور کرنے والے، حدیث کو اپنا طریقہ ومنہج بنانے والے، اپنے تمام مسائل کے حل کے لیے حدیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنے والے اور اس کی طرف دعوت دینے والوں کو ''اہل الحدیث'' کہا جاتا ہے۔

حدیث کیا ہے اور کسے کہا جاتا ہے......؟

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں لفظ ''حدیث'' دو چیزوں ایک قرآن مجید اور دوسرا واقعات، اقوال اور فرامین انبیاء علیہم السلام کے لیے مستعمل ہوا ہے۔

قرآن مجید کے لیے لفظ ''حدیث'' کا استعمال:

ارشاد باری ہے:

﴿اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا﴾ (الزمر: 23)

''اللہ تعالیٰ نے بہترین حدیث (یعنی قرآن مجید) کو نازل فرمایا جو ایسی کتاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے جو آپس میں ملتی جلتی ہے۔"

اس طرح ارشاد باری ہے:

﴿ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (الجاثیہ: 6)

"پس یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کے بعد اور کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے......؟"

ان آیات کے علاوہ دیگر کئی آیات قرآن مجید میں لفظ "حدیث" قرآن مجید کے لیے مستعمل ہوا ہے۔

واقعات، اقوال اور فرامین انبیاء علیہم السلام کے لیے لفظ "حدیث" کا استعمال:

لفظ "حدیث" قرآن مجید کے علاوہ واقعات، اقوال اور فرامین انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسے

﴿ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ ﴾ (طٰہٰ: 9)

"کیا آپ کے پاس موسیٰ علیہ السلام کی حدیث (یعنی ان کا واقعہ) آیا ہے......؟"

﴿ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ ﴾ (الذاریات: 24)

"کیا آپ کے پاس ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی حدیث (ان کا واقعہ/خبر) آئی ہے......؟"

﴿ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ ﴾ (التحریم: 3)

"اور جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی بعض ازواج میں سے کسی ایک کو مخفی طور پر ایک حدیث (بات) کہی۔"

مندرجہ بالا آیات میں لفظ "حدیث" قرآن مجید فرقان حمید میں قرآن پاک اور فرامین انبیاء علیہم السلام دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا اہل حدیث کا معنی و مفہوم ہوا قرآن و حدیث کو ماننے والے، اس پر عمل کرنے والے اور انہی دونوں کو اپنا منہج اور طریقہ بنانے والے۔ اہل سنت بھی یہی جماعت ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے۔ ان کو اصحاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الحدیث (یعنی قرآن وحدیث والے) بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے قانون پر عمل کرنا، ان دونوں کے علاوہ تیسری چیز کو درمیان میں داخل نہ کرنا اسی منہج اور نظریہ و طریقہ پر عمل کرنے کا نام اہل الحدیث ہے۔ اہل حدیث کی یہی دعویٰ ہے کہ وہ براستہ وحی الٰہی کے دونوں سرچشموں یعنی کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ کو اپنا دستور حیات اور اپنی پوری زندگی کے نشیب و فراز میں نافذ کیا جائے۔ اہل حدیث کی دعوت کسی امتی کے اجتہاد اور مخصوص فقہ پر عمل پیرا ہونے کا نام نہیں بلکہ اہل حدیث کی اصل دعوت ''اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول'' کی دعوت ہے۔

تعارف اہل حدیث:

اہل حدیث کا اصل نام مسلم ہے مگر یہ نام لفظ ''اہل حدیث'' کے لقب سے ملقب ہے جو کہ اس جماعت کا وجہ امتیاز اور باعث شہرت ہے۔ یہ لقب دو الفاظ کا مرکب ہے۔ ایک لفظ ''اہل'' دوسرا لفظ ''الحدیث'' یعنی حدیث والے، لہٰذا اہل الحدیث کا معنی و مفہوم ہوا قرآن و حدیث والے۔ اس نام و لقب کی حامل جماعت اہل الحدیث نے جس طرح قرآن وحدیث کو اپنا دستور الحیات اور نصب العین قرار دیا اور مشعل راہ بنایا ہے اس طرح کسی اور جماعت، مسلک، گروہ اور فرقہ نے نہیں قرار دیا۔ اس لیے اس جماعت کا حق ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہل حدیث یا اہل سنت و اہل اثر کہلائیں۔ اس جماعت کے علاوہ کوئی بھی جماعت اہل حدیث یا اہل سنت ہو نہیں سکتی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی 1174ھ) فرماتے ہیں:

''امّا المتعمقون فی الراء فلیسوا من اھل السنة فی شیء''

(الخیر الکثیر ص: 124)

''جو اپنی عقل رائے اور قیاس سے کام لے وہ اہل سنت نہیں ہو سکتا۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی: 728ھ) اہل سنت کی تعریف میں رقمطراز ہیں:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"ومن اهل السنة والجماعة مذهب قديم معروف قبل ان يخلق الله اباحنيفة ومالكا والشافعي واحمد فإنه مذهب الصحابة الذين تلقوه عن نبيهم ومن خالف ذالك كان مبتدعًا عند اهل السنة" (منهاج السنة 601/2)

"اہل سنت والجماعت قدیم ومعروف مذہب ہے جنھوں نے نبی ﷺ سے دین سیکھا۔ یہ اس وقت سے پیشتر کا مذہب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاروں ائمہ کرام رحمہم اللہ کو پیدا بھی نہیں فرمایا تھا۔ جو شخص اس کے خلاف چلے (اور اس کا انکار کرے) وہ اہل سنت کے نزدیک بدعتی ہے۔"

شاہ ولی اللہ دہلوی اور امام ابن تیمیہ رحمہما اللہ کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث کے سوا کوئی اور جماعت یا گروہ اہل سنت نہیں ہے کیونکہ بقول امام ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی: 774ھ)

"وقال بعض السلف: هذا اكبر شرف لاصحاب الحديث لان امامهم النبي ﷺ" (تفسير ابن كثير: 164/4)

"بعض سلف نے کہا کہ یہ اصحاب الحدیث (اہل الحدیث) کی سب سے بڑی فضیلت ہے کہ ان کے امام نبی ﷺ ہیں۔"

امام ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (متوفی: 429ھ) ملک شام وغیرہ کی سرحدوں پر رہنے والوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"كلهم على مذهب اهل الحديث من اهل السنة"

(اصول الدين ص 317)

"وہ سب لوگ اہل سنت میں سے اہل حدیث کے مذہب پر ہیں۔"

ان مندرجہ ذیل بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ اہل سنت کی طرح ان کا صفاتی نام اہل حدیث ہے۔ کسی امام ومحدث نے ان کے اس صفاتی نام کو غلط نہیں کہا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل حدیث کے طریقے اور منہج کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”ونحن لا نعني باهل الحديث المقتصرين علىٰ سماعه اوكتابته او روايته بل نعني بهم كل من كان احق بحفظه ومعرفته وفهمه ظاهرًا وباطنًا واتباعه ظاهرًا وباطنًا“

(مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ: 95/4)

”اہل حدیث سے ہماری مراد وہ لوگ نہیں جو محض سماع حدیث، کتابت حدیث اور روایت حدیث تک ہی محدود ہوں بلکہ ہماری مراد اور مقصود وہ لوگ ہیں جو ظاہر و باطن میں حفظ حدیث، اس کی معرفت، اس کے فہم اور اتباع کے پابند ہوں۔“

اہل حدیث ان صحیح العقیدہ اور متبع سنت جماعت کا لقب ہے جو کہ بغیر تقلید کے کتاب و سنت پر فہم سلف صالحین کی روشنی میں عمل کرتے ہیں اور ان کے عقائد، نظریات اور طرز عمل کتاب و سنت اور اجماع کے مطابق ہیں۔

لقب اہل حدیث عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں:

اہل حدیث کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام اور اس کے رسول ﷺ کی احادیث، اقوال، افعال اور تقریرات پر عمل کرنا۔

لقب ”اہل حدیث“ کی ابتداء رسول اللہ ﷺ اور عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہو چکی تھی جیسا کہ امام شمس الدین السخاوی رحمہ اللہ (متوفی: 902ھ) طبرانی کے حوالے ایک حدیث سے پیش کرتے ہیں:

”قال النبي ﷺ اذا كان يوم القيامة يجئ اصحاب الحديث ومعهم المحابر فيقول الله لهم انتم اصحاب الحديث......“

(القول البديع ص 251)

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اہل حدیث اس حال میں آئیں گے کہ دواتیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ رب کریم انہیں فرمائے گا تم ”اہل حدیث“ ہو......!“

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لقب اہل حدیث عہد رسول ﷺ میں موجود تھا۔ اسی طرح یہ لقب عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی رائج تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی: 57ھ) جیسے جلیل القدر اور فقیہ الامت صحابی بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے۔

(الاصابة 104/3، تاریخ بغداد 467/9)

مشہور صحابی مفسر قرآن جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (متوفی: 68ھ) کو بھی اہل حدیث کہا گیا۔ (تاریخ بغداد: 21/9)

مشہور صحابی حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے: ''فانكم خلوفنا و اهل الحديث بعدنا'' یعنی تم لوگ ہمارے جانشین اور ہمارے بعد اہل حدیث ہو۔ (شرف اصحاب الحدیث ص 12، تذكرة الحفاظ: 95/1)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا لقب اہل حدیث خیر القرون کے زمانہ میں موجود تھا۔ اہل حدیث قدیم جماعت ہے جس کے قائد اور امام صرف جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ یہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے آج تک چلی آ رہی ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (متوفی: 1971ھ) کرتے ہیں ''اہل حدیث تو تمام صحابہ تھے۔'' (اجتہاد و تقلید ص 48 سطر 13 مطبوعہ علمی مرکز لاہور)

مفتی احمد یار نعیمی حنفی بریلوی (متوفی: 1971ھ) لکھتے ہیں کہ: ''کوئی صحابی تابعی حنفی قادری نہ ہوئے۔'' (جاء الحق، حصہ دوم ص 222)

لقب اہل حدیث عہد تابعین و اتباع تابعین میں:

اسی طرح جماعت اہل حدیث کا وجود مسعود عہد تابعین و تبع تابعین بکثرت موجود تھا یہ لقب اس دور مسعود میں بھی مروج تھا۔ چنانچہ امام عامر بن شرجیل الشعبی رحمہ اللہ (متوفی:110ھ) جو کہ کبار تابعین میں سے تھے جن کی پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی۔ صحابہ کے شاگرد اور ان سے روایت کرتے تھے۔ موصوف پہلی اور دوسری صدی کے ابتدائی محدث اور عالم تھے وہ فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ولو استقبلتُ من امری ما استد برتُ ماحدثتُ الابما اجمع علیه اهل الحدیث" (تذکرة الحفاظ : 76/1)

"اس وقت جو کچھ میرے ذہن میں اور جو کچھ میں نے سمجھا ہے اگر مجھے اس کا پہلے ہی سے علم اور یقین ہوتا تو میں صرف وہی احادیث روایت کرتا اور بیان کرتا جن پر اہل حدیث کا اجماع واتفاق ہے۔"

اسی طرح امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"......امض بنا نفر من اصحاب الحدیث" (تذکرة الحفاظ 76/1)

"امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے اہل حدیث (صحابہ کرام) کی جماعت کو دیکھا۔"

امام حافظ عبدالغنی بن سعید الازدی رحمہ اللہ (متوفی: 409ھ) فرماتے ہیں:

"فمعنیٰ قول الشعبی ان معه مشیٰ جماعة من اهل الحدیث" (المؤتلف و المختلف، للحافظ الازدی المصری، بحواله لقب اهل حدیث ازرانا شفیق پسروری ص 105)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اصحاب رسول ﷺ لقب اہل حدیث سے ملقب تھے اور یہ لقب دور صحابہ میں بھی مروج تھا۔

امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہری رحمہ اللہ (متوفی: 124ھ) ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"قال: این انتم یا اصحاب الحدیث؟ فحدثهم بتلك الاربع مائة حدیثاً" (المعرفة والتاریخ للفنوی 640/1)

"اے اہل حدیثو! تم کہاں ہو......؟ پھر ان کو چار سو احادیث پڑھائیں۔"

امام زہری کے متعلق امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی: 189ھ) فرماتے ہیں:

"وکان ابن شهاب اعلم عند اهل الحدیث بالمدینة من غیره فیها" (مؤطا محمد، باب الیمین مع الشاهد ص 363)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"امام زہری مدینہ منورہ کے اہل حدیث کے ہاں سب سے بڑے عالم تھے۔"

فقیہ الوقت امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی: 164ھ) فرماتے ہیں:

"الملائكة حراس السمآء و اهل الحديث حراس الارض"

(شرف اصحاب الاحدیث، ص :65)

"فرشتے آسمان کے اور اہل حدیث زمین کے نگہبان ہیں۔"

امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی: 261ھ) اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

"وما عَلِمْنَا احدًا من ائمة السَّلف...... مثل ايوب السختياني، وابن عون، ومالك بن انس، وشعبة بن الحجاج، ويحىٰ بن سعيد القطان، و عبدالرحمٰن مهدي و من بعدهم من اهل الحديث......" (صحیح مسلم ص 22، دارالسلام، الریاض)

"یہ تمام ائمہ کرام ومحدثین عظام اہل حدیث تھے۔ ان کا حدیث پڑھنا پڑھانا حرز جان تھا اور ان کا عمل حدیث پر تھا۔"

امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ (متوفی: 194ھ) سے کسی نے پوچھا کہ اہل حدیث کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ انھوں نے جواب میں فرمایا:

"هم خير اهل الدنيا" (معرفة علوم الحديث للحاكم ص 3)

"اہل حدیث پوری دنیا میں بہترین جماعت ہے۔"

ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد تابعین و تبع تابعین میں بھی لقب اہل حدیث موجود تھا۔ جو کہ حدیث پڑھنے، پڑھانے اور اس پر عمل کرنے والی جماعت پر بولا جاتا تھا۔ یہ جماعت اس عہد مبارک میں کثرت سے موجود تھی اور اسی نام ولقب سے مشہور تھی۔

لقب اہل حدیث کے متعلق محدثین کرام کے اقوال و آراء:

جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ لقب اہل الحدیث عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عہد تابعین و تبع تابعین عظام رحمہم اللہ میں موجود تھا۔ اس لقب کی حامل جماعت اہل حدیث خیر القرون میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موجود تھی۔ یہ لقب محدثین کرام و ائمہ عظام رحمہم اللہ میں بھی بکثرت موجود اور مشہور تھا۔ چنانچہ تیسری صدی ہجری میں بھی اس لقب کی حامل جماعت جماعت اہل حدیث کثرت سے موجود تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی: 204ھ) فرماتے ہیں۔

"اذا رأیتُ رجلاً من اصحاب الحدیث فکأنی رأیتُ النبی ﷺ حیًّا" (شرف اصحاب الحدیث ص: 85)

''جب بھی میں کسی اہل حدیث کو دیکھتا ہوں تو یوں محسوس کرتا ہوں کو گویا میں نے رسول اللہ ﷺ کو زندہ حالت میں دیکھا ہے۔''

امام ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی: 430ھ) فرماتے ہیں:

"وذهب الشافعی مذهب اهل حدیث" (حلیة الاولیاء 112/9)

''امام شافعی رحمہ اللہ اہل حدیث کے مذہب (طریقے) پر عامل تھے۔''

امام حافظ محمد بن ابراہیم النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی: 318ھ) نے بھی امام شافعی رحمہ اللہ کو ''اہل حدیث'' کہا ہے۔ (الاوسط: 307/2)

اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی: 728ھ) امام شافعی رحمہ اللہ کے متعلق رقمطراز ہیں:

"أخذ مذهب اهل الحدیث واختار لنفسه" (منهاج السنة 143/4)

''امام شافعی رحمہ اللہ نے مذہب اہل حدیث پسند کر کے اسے اختیار کر لیا تھا۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی: 241ھ) سے بھی لقب اہل حدیث کا ثبوت موجود ہے۔ چنانچہ امام خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے حدیث رسول ﷺ ''لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق'' (بخاری: 7311) کے متعلق پوچھا گیا کہ اس سے مراد کون ہیں......؟ آپ نے فرمایا:

"ان لم تکن هذه الطائفة المنصورة اصحاب الحدیث فلا ادری من هم......؟" (شرف اصحاب الحدیث ص 15، فتح الباری: 529/13، معرفة علوم الحدیث للحاکم ص 2)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اس طائفہ منصورہ اصحاب الحدیث (اہل حدیث) نہیں ہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں......؟"

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"لیس قوم عندی خیر من اهل الحدیث لا یعرفون الاالحدیث...... واهل الحدیث افضل من تکلم فی العلم"

(شرف اصحاب الحدیث، ص : 27)

"میرے نزدیک اہل حدیث سے بہتر کوئی اور جماعت نہیں کیونکہ وہ حدیث رسول ﷺ کے علاوہ کوئی اور بات جانتے اور کرتے نہیں...... اور اہل حدیث اس شخص سے افضل اعلیٰ ہیں جو علم کلام کرے۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واما الامام احمد بن حنبل فکان مذهبه اهل الحدیث"

(منهاج السنة ص 143)

بلکہ طبقات کی کتب میں مرقوم ہے کہ "احمد رجل من اهل الحدیث"

(طبقات الحنابله، ص:8)۔

اس سے ثابت ہوا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ مذہب اہل حدیث پر تھے اور ان کا عمل حدیث پر تھا۔ اسی طرح امام دارالہجر مالک بن انس رحمہ اللہ (متوفی: 179ھ) سے بھی لقب اہل حدیث منقول ہے چنانچہ حضرت وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مالك امام اهل الحدیث" (تذکرة الحفاظ 188/1)

اسی طرح امام ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ (متوفی:429ھ) امام مالک رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"امام اهل الحدیث فی عصره" (اصول الدین 263/1)

"امام مالک رحمہ اللہ اپنے دور میں اہل حدیث کے امام تھے۔"

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (متوفی: 150ھ) سے بھی لقب اہل حدیث منقول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چنانچہ ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"اصل ابی حنیفة فی الکلام کا صول اهل الحدیث"

(اصول الدین 30/1)

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصول عقائد میں اہل حدیث کے اصول کی طرح تھے۔''

بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

"اذا صح الحدیث فهو مذهبی"

(شامی 28/1، رد المختار 50/1، فتاویٰ دار العلوم دیو بند 65/1)

یعنی میرا مذہب (عمل) صحیح حدیث کی پیروی ہے۔

مولوی فقیر محمد جہلمی (متوفی: 334ھ) لکھتے ہیں کہ ''امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی: 198ھ) کہتے ہیں کہ ''مجھے پہلے پہل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اہل حدیث بنایا۔''

(حدائق حنیفہ ص 134 طبع سوم، مطبع نول کشور)

نوٹ:...... حدائق حنفیہ کے بعد والے نسخوں میں ''اہل حدیث'' کے لفظ کو تبدیل کر کے ''محدث'' کر دیا گیا ہے۔ جیسے مطبوعہ مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ اردو بازار لاہور، ص: 160۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ سے لقب اہل حدیث کا ثبوت پیش ہوا۔ ان کے علاوہ یہ لقب محدثین کرام، ائمہ عظام اور سلف الصالحین رحمہم اللہ سے بھی ثابت ہے اور وہ اس لقب کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"......امام مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة وابن خزیمة وابو یعلی والبزار ونحوهم علی مذهب اهل الحدیث لیسوا مقلدین بعینه من العلماء......" (مجموع فتاویٰ: 40/20)

''یہ تمام ائمہ و محدثین رحمہم اللہ اہل حدیث تھے وہ کسی کے مقلد نہیں تھے۔''

امام حاکم نیساپوری رحمہ اللہ (متوفی: 405ھ) امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی: 233ھ) کے متعلق فرماتے ہیں: "امام اهل الحدیث" (المستدرك للحاکم: 198/1)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اہل حدیثوں کے امام ہیں۔"

فن اسماء رجال کے ماہر اور مشہور امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی: 277ھ) فرماتے ہیں:

"واتفاق اهل الحديث على شيء يكون حجة"

(كتاب الكرسيل ص 192)

"کسی چیز (مسئلہ) پر اہل حدیث کا متفق ہونا یہ بھی حجت ہے۔"

امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ (متوفی: 259ھ) فرماتے ہیں:

"ليس في الدنيا مبتدع الآ وهو يبغض اهل الحديث"

(معرفة علوم الحديث ص 4)

"دنیا میں ہر بدعتی اہل حدیث سے بغض رکھتا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا جو شخص اہل حدیث سے بغض رکھتا ہے اور ان سے نفرت کرتا ہے وہ یقینی بدعتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی: 198ھ) سے بھی یہی مروی ہے:

"ليس في الدنيا مبتدع الا وهو يبغض اهل الحديث"

(مقدمه شرح جامع الاصول للجزری ص 10 طبع مصر)

امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (متوفی: 240ھ) فرماتے ہیں "تم کسی شخص کو دیکھو کہ اہل حدیث سے محبت رکھتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ سنت پر قائم ہے۔

"ومَن خالف هذا فاعلم انه مبتدع"

(شرف اصحاب الحديث ص 40)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (متوفی: 561ھ) اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں اہل بدعت کی علامات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"فعلامة اهل البدعة الوقيعة في الاثر"

(ص 198 مطبوعه مرتضوی، دهلی)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اہل بدعت کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی بدگوئی کرتے ہیں۔''

پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین میں اس جماعت کو''اہل اثر'' اور''اہل حدیث'' نام سے ذکر کیا ہے۔ پیر صاحب رقم فرماتے ہیں کہ

''ولا اسم لهم الا اسم واحد وهو اصحاب الحديث''

(أيضاً، ص: 198)

''اس جماعت کا ایک ہی نام ہے وہ ہے اہل حدیث۔''

(غنية الطالبين مترجم أردو ص 170)

امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ سلیمان بن طرخان التیمی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''كان التيمى عندنا من اهل الحديث''

(مسند على بن جعد 594/1، الجرح والتعديل لابن ابى حاتم 125/4)

''ہمارے نزدیک سلیمان التیمی اہل حدیث میں سے ہیں۔''

امام حافظ محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ (متوفی:354ھ) اہل حدیث کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ:

''ينتحلون السنن ويذبون عنها و يقمعون من خالفها''

(صحيح ابن حبان، حديث: 6129، الاحسان 140/1)

''(اہل حدیث وہ جماعت ہے) جو احادیث پر عمل کرتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کے مخالفین (سے بحث و مباحثہ میں ان) کا رد کرتے ہیں۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صاحب الحديث عندنا من يستعمل الحديث''

(مناقب الامام احمد لابن الجوزى ص208)

''ہمارے نزدیک صاحب الحدیث (یعنی اہل حدیث) وہ شخص ہے جو حدیث پر عمل کرتا ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امام ولید الکبرا لجبی رحمہ اللہ (متوفی: 214ھ) نے آخر عمر میں اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

"قال فانی أوصیکم اتقبلون...... قال: علیکم بما علیه اصحاب الحدیث فانی رأیت الحق معهم"

(شرف اصحاب الحدیث ص 31-32)

"میں تمہیں جو وصیت کروں اسے قبول کرو گے......؟ تو انھوں نے جواب دیا ہاں! انھوں نے ان کو حکم دیا کہ "جماعت اہل حدیث کی صحبت اختیار کرنا۔ بلاشبہ میں نے حق کو انہی میں پایا ہے۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل حدیث کے طریقے کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ونحن لانعنی باهل الحدیث المقتصرین علیٰ سماعه اوکتابته اوروایته بل نعنی بهم کل من کان احق بحفظه ومعرفته وفهمه ظاهرًا باطنًا واتباعه ظاهرًا وباطنًا"

(مجموعه فتاویٰ ابن تیمیه 95/4)

"اہل حدیث سے ہماری مراد وہ لوگ نہیں جو محض سماع حدیث، کتابت حدیث اور روایت حدیث تک ہی محدود ہوں بلکہ ہماری مراد اور مقصود وہ لوگ ہیں جو ظاہر و باطن میں بھی حدیث کے حفظ، اس کے ضبط و معرفت، اس کے فہم اور اتباع کے پابند ہوتے ہیں۔"

رئیس المحدثین امام فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (متوفی:256ھ) حدیث رسول اللہ ﷺ "لاتزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق " کے متعلق فرماتے ہیں: "یعنی اهل الحدیث"

(مسائل الاحتجاج بالشافعی، للخطیب ص 48، الحجة فی بیان المحجة: 246/1)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس سے مراد اہل حدیث ہیں۔''

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ محدثین عظام و ائمہ کرام رحمہم اللہ کے دور میں لقب ''اہل حدیث'' اور جماعت اہل حدیث موجود تھی کسی ایک محدث اور امام نے اس لقب کو اختیار کرنا ناجائز اور بدعت ہرگز نہیں کہا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان محدثین عظام وائمہ کرام کے نزدیک جماعت اہل حدیث وہ جماعت ہے جو کتاب وسنت پر عمل پیرا ہے بغیر شخصی تقلید کے اور سلف صالحین کے فہم کے مطابق قرآن وحدیث پر عمل کرتی ہے۔ ان کے عقائد ونظریات کتاب وسنت کے مطابق ہیں۔ اہل الحدیث، اصحاب الحدیث، اہل الاثر، اہل سنت یہ ایک ہی جماعت کے صفاتی نام اور لقب ہیں۔

اہل حدیث کے امام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

جماعت اہل حدیث کے امام ومرشد وقائد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ کیونکہ وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ہیں اور آپ کی اطاعت اور تابعداری کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو شریعت سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے اہل حدیث اپنے آپ کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام قرآن مجید اور آپ کی احادیث پر ان کا مکمل ایمان ویقین ہے۔ خود کو اہل الحدیث، اصحاب الحدیث، اہل الاثر اور اہل سنت نام سے متعارف کرواتے ہیں اور اس پر وہ فخر کرتے ہیں کیونکہ اہل حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اب تک سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرتے آرہے ہیں۔

اہل حدیث کسی غیر نبی کی طرف اپنی نسبت اور تعلق جوڑنے کو ناپسند کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''أعلیٰ ملة ابن ابی طالب انت......؟'' کیا آپ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے طریقے پر ہو؟ انھوں نے جواب دیا ''لا ولا علیٰ ملة ابن عفان'' نہ میں علی رضی اللہ عنہ کے طریقے پر اور نہ ہی عثمان رضی اللہ عنہ کے طریقے پر ہوں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''فعلیٰ ملة مَن انت ......؟'' پھر آپ کس کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

طریقے پر ہیں؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''علیٰ ملة محمد ﷺ'' میں تو محمد ﷺ کے طریقے پر ہوں۔ (المطالب العالیة لابن حجر 74/3، الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم الظاهری 174/6)

جماعت اہل حدیث دنیا میں اس وقت جتنی بھی شخصی یا علاقائی نسبتیں ہیں ان میں سے کسی غیر نبی اور امتی کی طرف نسبت اور تعلق کو صحیح قرار نہیں دیتے۔ وہ صرف اپنی نسبت اور تعلق امام اعظم، مرشد اعظم، محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف کرتے ہیں۔ لہٰذا اس جماعت کے حقیقی امام و مرشد محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی: 774ھ) سورہ بنی اسرائیل کی آیت: 71 ﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ .... ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''وقال بعض السّلف هذا اكبر شرف لاصحاب الحديث لِاَنّ اِمامُهم النبي ﷺ'' (تفسیر ابن کثیر 59/3، دارالسلام الریاض)

''بعض سلف صالحین سے منقول ہے کہ یہ آیت اصحاب الحدیث (اہل حدیث) کی سب سے بڑی فضیلت ہے کیونکہ ان کے امام صرف نبی ﷺ ہی ہیں۔''

اسی طرح اسی آیت کی تفسیر میں امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (متوفی: 911ھ) فرماتے ہیں:

''ليس لاهل الحديث منقبة اشرف من ذالِك لانه لا امام لهم غيره ﷺ'' (تدریب الراوی 126/6)

''اہل حدیث کے لیے اس سے زیادہ فضیلت والی اور کوئی بات نہیں ہوسکتی کیونکہ ان کا اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کوئی امام اور مرشد نہیں ہے۔''

امام محمد بن داؤد التیمی المنذلاوی رحمہ اللہ (متوفی: 901ھ) فرماتے ہیں:

''ليس لنا شيخ الا رسول الله ﷺ'' (شذرات الذهب: 10/8)

''ہمارے، استاد، مرشد، امام اور قائد کوئی اور شخص نہیں بلکہ صرف اور صرف محمد

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔"

علامہ عبداللہ بن عبدالحمید الاثری اہل حدیث کے تعارف میں رقمطراز ہیں:

"لیس لھم امام معظم یاخذون کلامه کله ویدعون ما خالفه الا رسول الله ﷺ وھم اعلم الناس باحواله وباقواله وافعاله لذالك ھم اشد الناس حُبًّا للسنة واحرصھم علیٰ اتباعھا واکثرھم موالاة لأھلھا." (الوجیز فی اصول الفقه ص 32)

"اہل حدیث کا کوئی ایسا خاص امام نہیں جن کی تمام باتیں وہ تسلیم کرلیں اور جو باتیں ان کے خلاف ہوں وہ چھوڑ دیں سوائے رسول اللہ ﷺ کے جو ان کے حقیقی امام (وقائد) ہیں۔ لہٰذا اہل حدیث سنت نبوی کے بہت پابند اور سنت کو جاننے والے علماء سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اہل حدیث اپنے عقیدے، قول، عمل اور دعوت پر بہت مستحکم اور مضبوطی سے ثابت قدم رہتے ہیں کسی کی طرف سے تکلیف وایذاء پہنچنے یا لوگوں کے بے جاء اعتراضات اور پروپیگنڈوں سے خائف ہو کر صحیح عقیدہ ومنہج سے منحرف نہیں ہوتے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جس جماعت یا گروہ کے پیشوا، امام اعظم اور مرشد اعظم خود رسول اللہ ﷺ ہوں اس جماعت کی کیا شان، کتنا اعلیٰ درجہ اور فضیلت ہو گی وہ جماعت دیگر جماعتوں سے کتنی ممتاز ہو گی اس کا اندازہ ہر صاحب فہم وبصیرت کر سکتا ہے۔

کسی کا ہو رہے کوئی، نبی کے ہو رہے گے ہم

اہل حدیث متعلق علماء احناف کے اقوال وآراء:

عربی مثل مشہور ہے کہ "الفضل ماشھدت به الاعداء" یعنی اصل تعریف اور فضیلت وہ ہے جو مخالف بیان کریں۔ اہل حدیث اور اہل الاثر اصحاب الحدیث، اہل سنت جیسے القاب سے متصف جماعت کو عوام الناس مخالفین مختلف القابات سے یاد کرتے ہیں اور ان پر کئی قسم کے الزامات تراشتے رہتے ہیں لیکن ان کو سوچنا چاہیے کہ ان کے اکابرین اور علماء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے جماعت اہل حدیث کے بارے میں کن خیالات وآراء کا اظہار کیا ہے۔ یہاں صرف چند علماء احناف واکابرین کی آراء پیش کی جاتی ہیں۔

1: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی:150ھ) کے شاگرد رشید امام قاضی ابو یوسف الکوفی رحمہ اللہ (متوفی:182ھ) اہل حدیث سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

"ماعلى الارض خير منكم اليس قد جئتم اوبكرتم تسمعون حديث رسول الله ﷺ." (شرف اصحاب الحديث ص59)

''روئے زمین پر تم سے بہتر کوئی جماعت نہیں کیونکہ تم لوگ ہر وقت آتے جاتے رسول اللہ ﷺ کی احادیث (پڑھتے) سنتے رہتے ہو۔''

قاضی ابو یوسف کی اس بات سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر علم حدیث کا علم ہے کیونکہ یہی علم وحی الٰہی، قرآن مجید کی توضیح وتشریح ہے دستور العین و دستور حیات علم حدیث اور عمل بالحدیث ہو کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور جماعت، گروہ اور فرقہ ہو سکتا ہے؟

2: حنفی مذہب کے مجتہد فی المذہب علامہ کمال الدین بن الھمام (متوفی:861ھ) اپنی مایہ ناز کتاب "فتح القدير شرح الهداية" میں اہل حدیث کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں: "اهل الحديث غفر الله لهم" (فتح القدير 159/1) ''اللہ تعالیٰ اہل حدیث کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے۔

3: مشہور فقیہہ سید احمد طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی:1231ھ) فرماتے ہیں:

"وكل واحد من هذه الفرق يدعى انه عليه قلت ليس ذالك بالا دعاء والتثبت باستعمالهم الوهم القاصر القول الزاعم بل بالنقل عن جهابذة هذه الصنعة علماء اهل الحديث الذين جمعوا صحاح الاحاديث فى امور رسول الله ﷺ واحواله وافعاله وحركاته وسكناته واحوال الصحابة المهاجرين والانصار الذين اتبعوهم باحسان مثل الامام البخارى

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ومسلم وغیرهما من الثقات المشهورین الذین اتفق اهل المشرق والمغرب علیٰ صحة ما اوردوه فی کتبهم من امور النبی ﷺ واصحابه رضی الله عنهم ثم بعد النقل ینظر الی الذین تمسك بهدیهم واقتضی اثرهم واهتدیٰ بسیرهم فی الاصول والفروع فیحکم بانه من الذین هم وهذا هو الفارق بین الحق والباطل والممیز بین من هو علیٰ صراط مستقیم وبین من هو علیٰ السبیل الذی علیٰ یمینه وشماله"

(حاشیه الدرر المختار 153/4)

"ہر فرقے والا یہی دعویٰ کرتا ہے کہ ہم ہی حق پر اور صراط مستقیم پر ہیں مگر ان کا دعویٰ بغیر ثبوت کے ہے جو ثابت نہیں۔ اس کے ثبوت کے لیے طریقہ یہ ہوگا کہ جن ماہرین علمائے اہل حدیث نے صحیح احادیث کی جمع و تدوین میں بڑی بڑی کتب تصنیف کی ہیں۔ ان کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے احکام، اقوال، افعال واحوال مرقوم ہیں اور ان میں صحابہ کرام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے احوال جمع کیے گئے ہیں۔ مثلاً: امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین کی کتب جن کے معتبر ہونے پر مشرق و مغرب کے سب اہل علم و فضل متفق ہیں۔ ان کتب کے مطالعہ کے بعد دیکھا جائے کہ کس جماعت والے حق کے طریقے پر عمل پیرا ہیں اور اصول و فروع میں آپ ﷺ کے طریقے کے پابند ہیں۔ اس کے بعد ہی ایسے لوگوں کے متعلق فیصلہ دیا جائے گا کہ وہ صراط مستقیم پر ہیں۔ حق اور باطل کے درمیان تفریق کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ صراط مستقیم اور دیگر راہوں کے درمیان یہی حد فاصل ہے۔"

امام طحاوی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث ہی صراط مستقیم پر ہیں اور تہتر فرقوں میں ناجی جماعت اگر ہے تو وہ اہل حدیث ہیں جو کتاب اللہ، حدیث رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے طریقے پر چلنے والی جماعت ہے۔ ان جماعتوں اور فرقوں میں سے ناجی جماعت وہی ہے جو اہل حدیث کے طریقے پر چلنے والی ہے۔ یہی مسلک حق و باطل کا معیار ہے۔

4: احناف کے مشہور مفتی علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی 1252ھ) لکھتے ہیں:

"فقد حكى في الدر المنثور عن سفيان بن عيينه انه فسر الصالحين في قوله تعالىٰ "الشهداء والصالحين" باهل الحديث كذافي "مسالك الابرابر الىٰ احاديث النبي المختار للكوراني" رضي الله تعالىٰ عنهم و نفعنا ببر كاتهم وحشرنا في زمرتهم واماتنا علىٰ محبتهم"

(عقود اللآلي في الا سانيد العوالي، المصور ص 11)

''امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ قرآن مجید کی آیت ﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ ...... (سورہ النساء:69) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "الصالحون" سے مراد ''اہل حدیث'' ہیں۔ شامی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل حدیث سے راضی ہو، ہمیں ان کی برکات سے نفع بخشے، قیامت کے دن ہمارا حشر ان کے ساتھ کرے اور ان کی صحبت پر ہمارا خاتمہ کرے۔''

ابن عابدین شامی حنفی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل حدیث جماعت کی شان اور اس کی فضیلت سے بخوبی واقف تھے۔ ان کی شان میں رطب اللسان ہیں۔ قرآن کریم سے ان کی عظمت ثابت کر رہے ہیں کہ یہی صالحین کی جماعت اور یہی منعم من اللہ جماعت ہے۔

5: حنفی مذہب کے مشہور عالم امام جعفر الطحاوی رحمہ اللہ (متوفی:321ھ) سے کسی عالم نے ایک بار کہا کہ آج تو آپ بھی اہل حدیث کے زمرہ میں نظر آ رہے ہو تو انھوں نے کہا کہ ''هذا من فضل الله وانعامه'' (لسان المیزان: 2891) ''یہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔'' اس سے ظاہر ہوا کہ اہل حدیث ہونا یا اہل حدیث کے طریقے پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام کا نتیجہ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

6: علامہ فخر الدین زرادی دھلوی رحمہ اللہ (متوفی: 748ھ) اپنے رسالہ "اصول السماع" میں لکھتے ہیں:

"اعلم ان اهل السنة والجماعة ثلاث الفقهآء والمحدثون والصوفية، فالفقهاء سموا المحدثين "اصحاب الظاهر" لانهم يعتمدون علىٰ مجرد الخبر و يطلبون الاسناد الصحيح و سموا انفسهم اهل الرأى لانهم يعملون بالرأى ويتركون خبر الواحد ......" (نزهة الخواطر: 102/2)

"اہل سنت کے تین فرقے ہیں۔ فقہاء، اہل الظاہر (اہل حدیث) اور صوفیاء فقہاء اہل حدیث کو اہل الظاہر کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر روایت پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ صحیح اسناد والی روایات کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں جبکہ فقہاء اپنے آپ کو اہل الرائے کہلواتے ہیں کیونکہ وہ رائے پر عمل کرتے ہیں اور اگر کوئی خبر واحد ان کی روایت وفہم کے خلاف ہو تو اس کو ترک کر دیتے ہیں۔"

علامہ فخر الدین دہلوی کے تجزیہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے متعلق اہل حدیث کا مسلک کس قدر صاف اور واضح ہے۔

7: مشہور حنفی عالم ملاں علی قاری رحمہ اللہ (متوفی: 1014ھ) امام ابو الفضل عراقی رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں

"لايحل لاحد ممن هو بهذا الوصف ان ينقل حديثاً من الكتب بل ولو من الصحيحين مالم يقرأه علىٰ من يعلم ذالك من اهل الحديث." (الموضاعات الكبرىٰ ص:44)

"عام واعظین اور خطباء کے لیے کسی بھی کتاب سے حدیث نقل کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ حدیث صحیحین (بخاری ومسلم) کی ہی کیوں نہ ہو جب تک اہل حدیث سے حدیث کی تحصیل نہ کرلے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

8: مولانا عبدالعزیز پڑھیاروی حنفی ملتانی، شیخ ابن عربی حاتمی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں "العلماء وارثون انبیآئهم هم اهل الحدیث"

(کوثر النبی ﷺ ص: 2)

9: علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ اہل حدیث جماعت کے حق میں یہ دعائیہ کلمات لکھتے ہیں
"رحم الله المسلمین من اهل الحدیث و اهل الاثر والنظر"

(الجواهر المضية فی طبقات الحنفیة 432/2)

"اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں (کی اس جماعت) پر رحم فرمائے جو اہل حدیث اور اہل اثر ونظر ہیں۔"

10: اسی طرح علامہ عبدالحیٰ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی:1304ھ) علامہ محمد بن حسین بکر خواھرازدہ بخاری رحمہ اللہ (متوفی:633ھ) کے متعلق رقمطراز ہیں:
"وکان مائلاً الی الحدیث واهله"

(الفوائد البهية فی تراجم الحنفية ص :123)

"وہ حدیث اور اہل حدیث کی طرف میلان رکھتے تھے۔"

شیخ محی الدین محمد سلیمان الکافیجی رحمہ اللہ (متوفی:832ھ) کے متعلق لکھتے ہیں کہ:"
"وکان محباً لاهل الحدیث" (ایضاً ص 170)
"وہ اہل حدیث سے عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔"

11: مشہور مترجم و عالم مولانا سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ (متوفی:1919ء) رقمطراز ہیں
"ہم نے اجماع کیا کہ شافعی، مالکی و حنبلی بلکہ تمام اہل حدیث مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ ابن جریر طبری حتی کہ علمائے ظاہر یہ سب اہل سنت والجماعۃ و برحق ہیں اور سب کا تمسک قرآن واحادیث اہل السنۃ پر اور عقائد حقہ کے ساتھ ہے۔"

(عین الهداية مترجم، کتاب الصلوٰۃ والمختار فی القنوت الاخفاء لأنه دعاء 538/1)

12: اسی طرح مولوی حکیم انیس احمد حنفی صدیقی اہل حدیث کی تعریف میں لکھتے ہیں "آئمہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کے طریقے پر چلنے والے حضرات اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ بھی اصل میں اہل السنۃ ہیں۔ چونکہ اہل حدیث اور اہل سنت مترادف الفاظ ہیں۔ حدیث کے معنی ہیں سنت یا طریق نبوی ﷺ۔" (مسلک اعتدال ص 54 تیسرا ایڈیشن)

13: مشہور دیو بندی عالم، مفسر قرآن مولانا احمد علی حنفی قادری لاہوری (متوفی:1962ء) فرماتے ہیں"......میں قادری اور حنفی ہوں۔ اہل حدیث نہ قادری ہیں اور نہ حنفی، مگر ہماری مسجد میں 40 سال سے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کو حق پر سمجھتا ہوں۔"

(ملفوظات طیبات، ص:150)

14: مشہور حنفی عالم اور مصنف مولانا مناظر احسن گیلانی (متوفی:1956ء) تحریک اہل حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ "اس (بات) کو تسلیم کرنا چاہیے کہ اپنے دین کے اساسی سرچشموں (قرآن و حدیث) کی طرف توجہ ہندوستان (متحدہ) کے حنفی مسلمانوں کی جو پلٹی، اس میں اہل حدیث اور غیر مقلدیت کی اس تحریک کو بھی دخل ہے، عمومیت غیر مقلد تو نہیں ہوئی لیکن تقلید جامد اور کورانہ اعتماد کا طلسم ضرور ٹوٹا۔"

(ماہنامہ برہان دہلی اگست 1958ء)

15: آخر میں حنفیوں کے مفتی اعظم ہند مولانا محمد کفایت اللہ حنفی دھلوی (متوفی:1952ء) اہل حدیث کو اہل سنت شمار کیا ہے موصوف رقمطراز ہیں: "جواب: ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں......" (کفایت المفتی 325/1)

مندرجہ بالا حنفی مذہب کے ائمہ کرام اور بزرگان دین کے حوالہ جات پڑھنے کے بعد مخالفین کو اہل حدیث جماعت پر طعن کرنے، اعتراضات کرنے اور ان کی طرف غلط باتیں منسوب کرنے سے باز آجانا چاہیے۔

ساری دنیا ہے مری سارا زمانہ میرا
جس کو سنتا ہوں وہ کہتا ہے فسانہ میرا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قدامتِ اہل حدیث:

جماعت اہل حدیث قدیم جماعت ہے۔ اس جماعت کو ہر دور میں مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔ مثلاً اہل الحدیث، اصحاب الحدیث، اصحاب السنن، اہل الاثر، اہل سنت محمدی وغیرہ۔ امیر المومنین جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس جماعت کو اصحاب السنن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں

"فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللّٰہ" (سنن الدارمی 62/1)

عہد تابعین میں امام الحدیث عامر بن شراحیل شعبی اور امام زہری رحمہ اللہ اس جماعت کو "اہل الحدیث" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

(تذکرہ الحفاظ 98/1، المعرفۃ والتاریخ للفتوی 460/1)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی:748ھ) نے اپنی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں اہل الحدیث کا تذکرہ لکھا ہے۔ آپ نے اہل حدیث کو طبقات میں ذکر کیا ہے۔ چھٹے طبقہ کا ذکر کر کے آخر میں لکھتے ہیں:

"وکان فی زمان ھٰؤلاءِ خلائق من اصحاب الحدیث"

(تذکرۃ الحفاظ 328/1)

"اس دور میں اہل حدیث کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔"

اس کے بعد آپ نے آٹھویں طبقہ کا ذکر کیا ہے جو کہ تیسری صدی ہجری کا درمیانہ دور ہے۔ فرماتے ہیں:

"فان المجلس والواحد فی ھذا الوقت کان مجتمع فیہ ازید من عشرۃ الآفِ محبرۃ یکتبون الآثار و یعتنون بھذا الشان"

(تذکرۃ الحفاظ 529-530/2)

"ایک ہی مجلس میں ایک ہی محدث کے سامنے احادیث لکھنے والے دس ہزار سے بھی زیادہ اصحاب الحدیث (اہل حدیث) جمع ہوتے تھے۔ جو نبوی آثار لکھتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے اور اس کا خوب اہتمام کرتے تھے۔"

بلکہ حنفی مذہب کے رکن رکین امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی:189ھ) اپنی کتاب موطا میں لکھتے ہیں:

"وكان ابن شهاب اعلم عنداهل الحديث بالمدينة من غيرها"

(مؤطا محمد، باب اليمين مع الشاهد، ص 263)

"امام زہری مدینہ میں اہل حدیث کے ہاں سب سے بڑے عالم تھے۔"

نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور اتباع تابعین رحمہم اللہ کے ادوار مسعود میں اس مقدس جماعت کو "محمدی" لقب سے پکارا جاتا تھا۔ (مصنف عبدالرزاق، الاسماء والصفات للبيهقی)

امام ابوبکر بن شاہین رحمہ اللہ (متوفی:385ھ) دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اپنے آپ کو "محمدی المذھب" کہلواتے تھے۔ (تذكرة الحفاظ)

گویا کہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کرنا پسند نہ تھا۔ ان کا لقب اہل حدیث اس لیے ہے کہ ان کا دستور قرآن و حدیث ہے۔ اہل حدیث کا مطلب ہے قرآن و حدیث والے ان کو اہل سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اس جماعت کے قائد، مرشد اور امام صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ یہ جماعت عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک چلی آ رہی ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف ان کے مخالفین بھی کرنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ حنفی عالم مولانا محمد ادریس کاندھلوی اپنے رسالہ اجتہاد و تقلید ص 48 پر ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ "اہل حدیث تو تمام صحابہ تھے۔" بریلوی مسلک کے عالم حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی (متوفی:1971ء) لکھتے ہیں: "کوئی صحابی، تابعی حنفی نہ ہوئے۔"

(جاء الحق، حصہ دوم ص 222)

اسی طرح عہد صحابہ میں کئی ممالک فتح ہوئے۔ تمام صحابہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے تھے اور وہ اہل حدیث تھے۔ امام ابو منصور عبدالقاہر البغدادی رحمہ اللہ (متوفی:429ھ) رقمطراز ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"بيان هذا واضح فى ثغور الروم والجريرة وثغور الشام وثغور آذربائيجان وباب الابواب كلهم علىٰ مذهب اهل الحديث من اهل السنة وكذالك ثغور افريقة واندلس وكل ثغور وراء بحر المغرب اهله من اصحاب الحديث وكذالك ثغور اليمن علىٰ ساحل الزنج" (اصول الدين ص 317)

"یہ بات واضح اور سب کو معلوم ہے کہ روم، جزیرہ، شام، آذربائیجان کے علاقوں کے تمام (باشندے) مسلمان اہل حدیث مسلک (وطریقے) پر تھے۔ اسی طرح افریقہ اندلس، بحر المغر ب کے علاقوں کے لوگ اور مغرب، یمن اور زنج کے ساحل کے تمام مسلمان اہل حدیث مسلک پر عمل پیرا تھے۔"

یہ تمام علاقے پہلی صدی ہجری ہی میں فتح ہو چکے تھے۔ یہ وہ تمام علاقے ہیں جو اصحاب رسول ﷺ اور تابعین عظام واتباع تابعین رحمہم اللہ کے ہاتھوں فتح ہوئے اور ان علاقوں میں اسلام بھی صحابہ وتابعین وغیرھم کے ذریعے ہی پھیلا جس کے نتیجہ میں ان علاقوں کے باشندے اہل حدیث مسلک پر تھے۔ چنانچہ جنگ یرموک 21 ھ میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت عمیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے رومیوں پر چڑھائی کی اور فتح پائی۔" (فتوح البلدان ص 143)

الجزیرہ کو حضرت عیاض بن غنم الفہری رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔

(فتوح البلدان ص179، الاصابة 50/2)

شام پہلی مرتبہ 14 ھ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے صلح کی شرائط پر فتح کیا جبکہ دوسری مرتبہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ کے ذریعہ شام کو فتح کیا۔

(فتوح البلدان ص 128، شذرات الذهب 34/1)

اندلس کو صحابی رسول تمیم الداری رضی اللہ عنہ کے شاگرد موسیٰ بن نصیر تابعی رحمہ اللہ نے 92ھ کو فتح کیا۔ اسی وجہ سے موسیٰ بن نصیر کو فاتح اندلس کہا جاتا ہے۔ (جزوة المقتبس، ص :317)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جبکہ افریقہ حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا۔

(شذرات الذہب 99/1، تہذیب التہذیب 299/3)

یہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے تھے اور اسی پر عمل پیرا تھے۔ یعنی اہل حدیث تھے۔ جنھوں نے ان اسلامی ممالک کو فتح کیا تو یہ یقینی امر ہے کہ ان ممالک میں مسلک اہل حدیث ہی قائم و نافذ رہا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت اہل حدیث کا وجود مسعود پہلی صدی ہجری سے چلا آ رہا ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی: 728ھ) رقمطراز ہیں:

"ومن اهل السنة الجماعة مذهب قديم معروف قبل ان يخلق الله ابا حنيفة ومالكا والشافعي واحمد فانه مذهب الصحابة الذين تلقوه على نبيهم ومن خالف ذالك كان متبدعا عند اهل السنة والجماعة" (منهاج السنة: 256/1)

"اہل سنت والجماعت قدیم و معروف جماعت ہے جو اس وقت سے بھی پیشتر کا مذہب ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کو پیدا بھی نہ کیا تھا اور یہ مذہب (اہل سنت والجماعت کا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب (اور طریقہ) ہے۔ انھوں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ طریقہ سیکھا تھا اور جو شخص اس کے خلاف عمل کرے یا خلاف چلے وہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بدعتی ہے۔"

اسی طرح محدث دیار ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ اللہ (متوفی: 1176ھ) رقمطراز ہیں:

"اعلم ان الناس كانو قبل المائة الرابعة غير مجتمعين على التقليد الخالص لمذهب واحد بعينه"

(حجة الله البالغة: 152/1)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''چوتھی صدی ہجری تک لوگ کسی خاص متعین مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے۔

مولوی فقیر محمد جہلمی (متوفی:1334ھ) لکھتے ہیں ''تیسری یا چوتھی صدی میں چاروں ائمہ کے مذہب مقرر ہوئے۔'' (حدائق الحنفیۃ ص 40)

مذکورہ بالا حوالہ جات خصوصاً شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولوی فقیر محمد جہلمی کے بیان سے واضح ہوا کہ مذاہب اربعہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کا وجود چوتھی صدی ہجری میں قائم ہوا۔ ان کے نزدیک صحابہ کرام، تابعین عظام اور اتباع تابعین رحمہم اللہ بلکہ چوتھی ہجری تک جتنے بھی مسلمان تھے وہ اہل سنت والجماعت اور اہل حدیث تھے۔ نبی ﷺ کے زمانہ 11ھ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ 102ھ تک ہے، تابعین کا زمانہ 180ھ تک اور تبع تابعین کا زمانہ 220ھ تک زمانہ ہے یہ خیر القرون مشہود لھا بالخیر کی میعاد تھی۔ مذاہب اربعہ کی تقلید اس میعاد تک ثابت نہیں۔ لہٰذا جس طریقے اور منہج پر قرون ثلاثہ مشہود لھا بالخیر گزرے ہیں وہی طریقہ اور منہج حق ہے اور موجب نجات ہے۔

اہل حدیث کے تعارف وفضائل پر محدثین کی لکھی ہوئی کتابیں:

جماعت اہل حدیث کے فضائل، مناقب اور ان کے حق میں سلف صالحین کے دور میں بھی محدثین کرام رحمہم اللہ نے کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے چند کے نام لکھے جا رہے ہیں۔

1: ''تاویل مختلف الحدیث فی الرد علیٰ اعداء اهل الحدیث'' یہ کتاب اپنے دور کے مشہور محدث امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (متوفی: 276ھ) نے لکھی ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اہل حدیث جماعت کا تعارف شاندار الفاظ میں بیان کیا ہے اور اہل حدیث کے مخالفین یعنی اہل رائے کا کھلے الفاظ میں خوب رد کیا ہے۔ نیز امام الدینوری رحمہ اللہ کی تصانیف میں ''مذاہب المحدثین'' کے نام سے بھی ایک کتاب کا نام موجود ہے۔ (علوم الحدیث)

2: ''شعار اصحاب الحدیث'' مؤلف امام ابو احمد الحاکم الکبیر رحمہ اللہ (متوفی:388ھ) اس کتاب میں امام حاکم الکبیر رحمہ اللہ نے اہل حدیث کا تعارف اور ان کے فضائل کو بیان کیا ہے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے عقائد و مسائل کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (متوفی:2013ء) کی تحقیق و ترجمہ سے ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو شمارہ: 9، اور مقالات جلد 2 میں چھپ چکی ہے۔

3: ''جزء فی بیان ان الفرقة الناجية من النار و بیان فضیلة اهل الحدیث علی سائر المذاهب و مناقبهم'' اس کتاب کے مؤلف مشہور محدث و امام الجرح والتعدیل ابو عبداللہ الحاکم رحمہ اللہ (متوفی:405ھ) کے استاد امام ابو حامد احمد بن محمد ابراہیم النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی:364ھ) ہیں۔ موصوف نے اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ فرقہ ناجیہ کون سی جماعت ہے اور اس کا تعارف کیا ہے۔ جماعت اہل حدیث کے مناقب و فضائل کو ثابت کیا ہے۔ ان کا دیگر مذاہب پر جو مقام اور فضیلت ہے اس کو شاندار الفاظ میں بیان کیا ہے اور اہل رائے کا خوب رد کیا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ حال ہی میں محمد سلیمان شہداد پور سندھ (2018ء) کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

4: امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی:463ھ) کے نام سے کون واقف نہیں ان کی خدمات اور جہود سے پوری دنیا معترف ہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد 56 کے قریب ہے۔ علماء کا کہنا ہے کہ تاریخ بغداد کے علاوہ ان کی اور کوئی تصانیف نہ ہوتی تو صرف یہ کتاب تاریخ بغداد ان کے علم و فضل اور وسعت معلومات کے لیے کافی تھی۔ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے بھی اہل حدیث کے فضائل، مناقب اور تعارف پر مستقل دو کتابیں لکھی ہیں۔

(1) شرف اصحاب الحدیث (2) نصیحة اهل الحدیث

(تاریخ بغداد: 224/1)

ان میں سے شرف اصحاب الحدیث زیادہ مشہور و معروف ہے۔ جو متعدد بار شائع ہو چکی ہے اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

5: "الانتصار لاصحاب الحدیث" یہ کتاب امام، محدث اور فقیہ خراسان ابوالمظفر منصور بن محمد السمعانی رحمہ اللہ (متوفی:486ھ) کی لکھی ہوئی ہے۔ جس میں اہل حدیث جماعت پر اہل الرائے کی طرف سے کیے گئے اعتراضات وشبہات کا خوب رد کیا گیا ہے اور ان کی پُر زور تردید کی گئی ہے اور اس کتاب میں امام سمعانی نے اہل حدیث کا دفاع بہت اعلیٰ اور اَحسن انداز میں کیا ہے۔

6: ''عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث'' اس کتاب کے مصنف امام ابو اسماعیل عبدالرحمٰن بن اسماعیل الصابونی رحمہ اللہ (متوفی:449ھ) ہیں۔ موصوف نے اس کتاب میں جماعت اہل حدیث کا تعارف اور ان کے عقائد کو واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ امام الصابونی لکھتے ہیں:

"ویعتقد أهل الحدیث ویشهدون ان اللّٰه سبحانه و تعالیٰ فوق سبع سموات علیٰ عرشه"

(عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث ص 14)

''اہل حدیث یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر ہے۔''

7: ''فضائل اصحاب الحدیث'' اس کتاب کے مصنف امام علی بن حسن المعروف ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی:571ھ) ہیں اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں اہل حدیث کے فضائل و مناقب کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کے عقائد و مسائل کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

8: ''مناقب اہل الحدیث'' اس کتاب کے مصنف امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد المعروف ضیاء المقدسی رحمہ اللہ (متوفی:643ھ) ہیں۔ اہل حدیث جماعت کے مناقب اور فضائل پر یہ ایک شاندار اور بہترین کتاب ہے۔ جس میں جماعت اہل حدیث کے فضائل و مناقب اور ان کی تعریف کو شاندار انداز اور زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ کتابیں ہیں جو سلف صالحین کے دور میں مختلف ائمہ کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ نے جماعت اہل حدیث کے عقائد، فضائل، مناقب اور معارف پر لکھی ہیں۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

ائمہ حدیث کی نسبتیں اور طبقات کا ذکر:

ائمہ حدیث اور محدثین کرام میں سے بعض ائمہ حدیث کی نسبتیں کسی امام اور اس کی فقہ کی طرف ہونا یا مخصوص طبقات میں اس کا ذکر ہونا اس سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اس امام کا مقلد اور اسی کی فقہ پر عمل کرتے ہیں۔ بلکہ یہ نسبت استادی، شاگردی یا پھر زیادہ موافقت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ اللہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"وكان صاحب الحديث ايضاً قد ينسب الى احد المذاهب لكثرة موافقته له كالنسائي والبيهقي ينسبان الى الشافعي"

(حجة الله البالغة 153/1)

"کبھی ائمہ حدیث کو کسی مذہب کی کثرت موافقت کی وجہ سے اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ جیسے امام نسائی اور امام بیہقی رحمہما اللہ کو شافعیت کی طرف منسوب کیا گیا ہے حالانکہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد نہ تھے۔"

اسی طرح طبقات کی کتب کو دیکھا جائے ان میں کئی ایک محدث، عالم، فقیہہ اور مجتہد کو مختلف طبقات والوں نے اپنے اپنے مذہب کے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ بلکہ ہر ایک نے اپنے طبقات کو بڑھانے کے لیے بڑی بڑی ہستیوں کو شامل کر کے اپنے مذہب کو بڑھایا ہے۔ ان طبقات کی کتب میں بہت سارے ایسے ائمہ کرام اور محدثین عظام کا ذکر موجود ہے جو کہ خود درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ جبکہ وہ مجتہد اور غیر مقلد تھے۔ مثلاً امام شافعی کا ذکر طبقات شافعیہ میں کیا گیا ہے جبکہ خود امام شافعی رحمہ اللہ غیر مقلد اور مجتہد تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو امام سبکی رحمہ اللہ (متوفی 771ھ) نے (طبقات شافعیہ 99/1) میں ذکر کیا ہے۔ تو کیا امام احمد بن حنبل امام شافعی کے مقلد اور ان کی فقہ کے متبع تھے؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح امام داؤد ظاہری رحمہ اللہ (متوفی:270ھ) کو طبقات الشافعیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔(طبقات الشافعیہ 42/2) جبکہ داؤد ظاہری مجتہد، غیر مقلد اور ظاہر روایت پر عمل کرنے والے تھے۔ اسی طرح حنفیہ میں امام قاضی ابو یوسف اور امام محمد بن حسن الشیبانی مجتہد فی المذہب تھے لیکن طبقات کی کتب میں ان کا ذکر طبقات حنفیہ میں کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض ائمہ کرام اور علماء عظام خود یہ کہتے تھے کہ ہم کسی کے مقلد نہیں اس کے باوجود ان کو مقلد اور طبقات کی کتابوں میں شمار کیا گیا ہے۔ مثلاً امام ابو بکر القفال، امام ابو علی، امام القاضی حسین ان سے منقول ہے:

"لسنا مقلدين للشافعي بل وافق رأينا رأيه"

(تقریرات الرافعی 11/1، التقریر والتجبیر 453/3)

"ہم امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد نہیں ہیں بلکہ صرف ہماری رائے ان کی رائے سے موافق ہوگئی ہے۔"

اسی طرح کسی بھی معتبر و مستند عالم اور فقیہ کی لکھی ہوئی کتاب "طبقات المقلدین" کے نام سے نہیں ہے بلکہ مشہور امام ابو محمد القاسم الاندلسی رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی کتاب "الرد علی المقلدین" کے نام سے اہل علم کے ہاں مشہور و معروف ہے۔ طبقات پر لکھی گئی کتابوں میں ایک ہی محدث اور امام کو مختلف فقہی مذاہب والوں نے اپنے اپنے طبقات میں شامل کر کے اپنے مذہب کو بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً امام وکیع بن الجراح کو طبقات حنفیہ (الجواهر المضية: 208/2) میں ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح طبقات حنابلہ (طبقات الحنابلة لابی الحسین بن ابی یعلی: 391/2) میں ذکر کیا گیا ہے۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی: 233ھ) کو (الجواهر المضية: 212/2) طبقات حنفیہ میں ذکر کیا گیا ہے جبکہ طبقات حنابلہ (مختصر طبقات الحنابلة للنابلسی: ص 266) میں بھی ذکر کیا ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی:181ھ) کو احناف نے اپنے طبقات میں ذکر کیا گیا ہے (الجواهر المضية 181/1، الفوائد البهية للكهنوی ص 103) جب کہ طبقات مالکیہ نے ان کا ذکر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنے طبقات کی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔(الدیباج لابن فرحون، ص: 130) امام ابوبکر بن داوٗد السجستانی رحمہ اللہ کا طبقات شافعیہ (طبقات الشافعیہ للسبکی 229/2) میں ذکر موجود ہے جبکہ ان کا ذکر طبقات حنابلہ (للنابلسی 51/2) میں بھی موجود ہے۔

اس طرح کی بے شمار مثالیں طبقات کی کتب میں موجود ہیں۔ پس مجرد طبقات کی کتابوں میں شمار ہونا یا ان کا داخل ہونا کسی کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ہر ایک نے اپنے فقہی مذہب کو شہرت دینے کی خاطر ان محدثین عظام اور ائمہ کرام رحمہم اللہ کو اپنے طبقات میں شامل کیا ہے۔

وکل یدعی وصلاً لیلیٰ　　　ولیلیٰ لا تقرلھم بذاکا

عقائد اہل حدیث:

قرآن وحدیث پر مکمل ایمان رکھنے اور اس پر عمل کرنے والی جماعت کا نام اہل حدیث ہے۔ جن کے عقائد قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ یہ جماعت کتاب وسنت کے منصوص و براہین کے مقابلے میں کسی غیر نبی، امام و مجتہد کے قول، قیاس اور اجتہاد کو قبول نہیں کرتی۔ ان کے عقائد اور عمل کی اساس صرف وحی الٰہی قرآن مجید اور اللہ کے رسول ﷺ کے فرامین صحیحہ کا مجموعہ احادیث ہے۔ اہل حدیث تقلید کو دین کی اساس نہیں سمجھتے جو قرآن وحدیث کے علاوہ ہے۔ اس تقلید کی ابتداء خیر القرون مشہود لہا بالخیر کے بعد دور فتن چوتھی صدی ہجری میں ہوئی۔

اہل حدیث کے نزدیک ایمان کے تین ارکان ہیں۔ دل کا اطمینان، زبان سے تصدیق اور عمل بالجنان۔ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (متوفی:852ھ) فرماتے ہیں:

"فالسلف قالوا ھو العمل والنطق والاعتقاد"

(فتح الباری 46/1)

اسی طرح اہل حدیث ایمان میں زیادتی و کمی کے قائل ہیں۔ اچھے اعمال کرنے سے ایمان بڑھتا ہے اور برے اعمال کی وجہ سے اس میں کمی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿ لِيَزْدَادُوٓا إِيمَٰنًا مَّعَ إِيمَٰنِهِمْ ﴾ (الفتح: 4)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّآ إِيمَٰنًا وَتَسْلِيمًا ﴾ (الاحزاب: 22)

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ احکم الحاکمین مالک ارض وسماء ہمارا خالق، مالک اور رزاق ہے۔ ہم اس کے بندے ہیں، وہ ہمارا معبود حقیقی ہے۔ اہل حدیث کا بنیادی عقیدہ ہے کہ ہر قسم کی جسمانی اور مالی عبادت رب العالمین کی رضا کی خاطر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا عقیدہ قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا ہے

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِى وَنُسُكِى وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِى لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُسْلِمِينَ ۝ ﴾ (الانعام: 162,163)

"اے پیغمبر ﷺ اپنے عقیدے کا اعلان کر دیجیے کہ میری ہر قسم کی عبادت اور بندگی جانی ہو خواہ مالی یعنی نماز، قربانی اسی طرح میرا جینا اور میرا مرنا یعنی ساری زندگی صرف اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کے حصول کے لیے ہے۔ میری پوری زندگی اور عمل میں کسی کی کوئی شراکت نہیں ہے۔ اس عقیدہ کا مجھے اپنے مالک کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔ جس کا ماننے والا سب سے پہلے میں ہی ہوں۔"

یہی عقیدہ آپ ﷺ کی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا تھا اور یہی عقیدہ جماعت اہل حدیث کا ہے۔

اہل حدیث فقط رسول اللہ ﷺ کے تابعدار ہیں آپ ﷺ کی تابعداری کو اپنے آپ پر لازم قرار دیتے ہیں۔ آپ کے قول وفعل کو ہی شریعت سمجھتے ہیں اور اسی پر ہی عمل کرتے ہیں۔ اہل حدیث اپنے آپ کو صرف رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں اسی وجہ سے خود کو "محمدی" کہلواتے ہیں۔ یا آپ کے لائے ہوئے پیغام قرآن مجید اور اس کی تفسیر یعنی حدیث بیان کرنے والے "اہل سنت" کہلواتے ہیں یا قرآن وحدیث بیان کرنے والے "اصحاب الحدیث" یا "اہل الاثر" کہلواتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر موجودہ دور تک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سب اہل حدیث رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں آپ کو اپنا امام، قائد اور مرشد مانتے ہیں اور آپ ﷺ کی طرف اپنی نسبتوں کو منسوب کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ کسی امتی کی طرف اپنی نسبت کرنے کو معیوب جانتے ہیں۔

چنانچہ مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ''فعلی ملة من انت...... ؟'' پھر آپ کس کے طریقے پر ہیں؟ عبداللہ بن عباس نے جواب دیا ''علیٰ ملة محمد ﷺ'' یعنی میں محمد ﷺ کے طریقے پر ہوں۔ (المطالب العالیہ لابن حجر: 74/3)

اسی طرح امام ابو بکر ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی: 375ھ) اپنے متعلق فرماتے ہیں ''انا محمدی المذهب'' میں محمدی مذہب پر ہوں۔ (تذکرۃ الحفاظ 988/1)

جماعت اہل حدیث کے صرف امام و مرشد کے محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں اس وقت جتنی بھی شخصی و مروجہ نسبتیں ہیں اہل حدیث ان میں سے کسی بھی امتی کی نسبت کی طرف اپنی نسبت کرنا یا تعلق جوڑنا صحیح نہیں سمجھتے۔ امام محمد بن داؤد التیمی رحمہ اللہ (متوفی: 901ھ) فرماتے ہیں:

''لیس لنا شیخ إلا رسول الله ﷺ'' (شذرات الذهب 10/8)

''ہمارے استاد، مرشد اور قائد کوئی اور نہیں بلکہ صرف رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔''

جس جماعت کے قائد اور پیشوا خود رسول ﷺ ہوں۔ اس جماعت کا کتنا اعلیٰ مقام و مرتبہ اور فضیلت ہوگی۔ وہ جماعت دیگر جماعتوں سے کتنی ممتاز ہوگی اس کا اندازہ ہر صاحب فہم کرسکتا ہے۔

جماعت اہل حدیث اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر یقین رکھتی ہے اور ان کے برحق ہونے کی گواہی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی صفات سے پہچانتی ہے جو صفات قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں ان صفات کو بے مثل جانتے ہوئے ان میں کسی کو تشبیہ نہیں دیتے اور نہ ہی ان صفات میں تاویل و تعطیل کے قائل ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کے عقیدہ کے مطابق عقائد رکھتے ہیں۔ ارشاد باری ہے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (الشوریٰ: 11)

"اس کی ذات اور صفات کے مثال کوئی نہیں وہی سمیع اور بصیر ہے۔"

اہل حدیث کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش عظیم پر مستوی ہے۔ استویٰ علی العرش کو بغیر کسی تشبیہ کے کامل یقین رکھتے ہیں اور اس کی کیفیات بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

اہل حدیث کے عقائد میں یہ بھی ہے کہ وہ قیامت، حشر ونشر، حساب و کتاب، میزان و پل صراط، جنت اور اس کی تمام نعمتیں، رویت باری تعالیٰ، حوض کوثر، قیامت کے دن شفاعت، جہنم اور اس کے عذاب کے متعلق جو کچھ قرآن و حدیث میں بیان ہوا ہے اس پر من وعن یقین رکھتے ہیں۔

اس جماعت کے عقائد و نظریات خالص سلف صالحین کے عقائد کے موافق ہیں۔ توحید وسنت اور اتباع سنت ان کا امتیازی وصف ہے۔ شرک کو حرام اور بدعت کو گمراہی و ضلالت جانتے ہیں تو ہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی سے دور رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت، عبودیت و بشریت کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی عالم الغیب، مختار کل نہیں مانتے۔ وفات کے بعد انبیاء کرام کی حیات دنیوی کے قائل ہیں اور نہ ہی کسی نبی کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اہل حدیث کے نزدیک مجالس میلاد اور انعقادِ عرس سب بدعات ہیں۔ ائمہ دین اور محدثین کرام کے زہد وتقویٰ، علم وعمل اور فضائل ومناقب کے اقرار واحترام کے قائل ہیں۔ اسی احترام و اقرار کے باوجود قرآن و حدیث اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں کسی امتی اور فرد کے قول کو شرعی حجت تسلیم نہیں کرتے۔

اہل حدیث عقائد و اعمال میں اذان میں ترجیع و تثویب کے قائل و عامل ہیں۔ نمازیں اوّل وقت پر ادا کرتے ہیں۔ نماز میں ہاتھ سینے پر باندھنا، آمین بالجہر کہنا اور رفع الیدین ان کا معمول ہے۔ نماز میں فاتحہ خلف الامام کے قائل و عامل ہیں۔ جہری نمازوں میں بسم اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بالجہر پڑھتے ہیں، نماز جنازہ جہری، نماز جنازہ غائبانہ اور نماز عیدین میں 12 تکبیرات زوائد کے قائل و عامل ہیں۔ ماہ رمضان میں بسلسلہ قیام اللیل آٹھ رکعات تراویح ادا کرتے ہیں۔ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو درست نہیں سمجھتے۔

نیز اہل حدیث تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عادل جانتے ہیں ان کے ایمان کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں دی ہے۔

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴾ (الحجرات: 7)

اور اللہ تعالیٰ ان کی ابدی رضا مندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾ (المائدۃ: 119)

''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ پر راضی ہوئے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

فضائل و مراتب کے لحاظ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مختلف درجات میں ہیں۔ مگر ان تمام صحابہ میں عشرہ مبشرہ افضل ہیں، ان میں خلفائے راشدین افضل و اعلیٰ ہیں۔ پھر خلفائے راشدین میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ اس لیے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''محمد ابن الحنیفیة قال قلت لابی ای الناس خیرٌ بعد رسول اللہ ﷺ قال: ابو بکرٍ'' (بخاری: 3671)

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مسلک و موقف تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ابو داؤد: 4628)

پھر باتفاق اہل سنت جناب امیر عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف تھا۔ (بخاری: 3671)

ان کے بعد افضلیت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں:

"كُنَّا في زمن النبي ﷺ لانعدل بابي بكرٍ احدًا، ثم عُمَر ثم عثمان......" (بخاری: 3698)

ان کے بعد حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا مقام ہے۔ ان چاروں خلفاء کی خلافت علی الترتیب خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ کے قائل ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت:

امت محمدیہ کا ایمان اس اساس اور بنیاد پر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، پیغمبر اور رسول ہیں۔ آپ پر سلسلہ وحی اور سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری وحی اور آخری کلام ہے۔ دین اسلام جس کی تعلیم سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وساطت سے نوع انسانی کے مختلف گروہوں کو جزواً جزواً پہنچتی رہی جس نے آ کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر کامل و مکمل صورت اختیار کر لی۔ اس کے بعد تا قیامت کسی نئے نبی آنے اور کسی انسان پر وحی کے نزول کی ضرورت باقی نہیں رہی اور یہ کہ محمد عربی ﷺ کے بعد جو شخص نبوت و رسالت کا مدعی ہو یا سلسلہ وحی کے اجرا کا عقیدہ رکھتا ہو وہ کاذب، مفتری اور دجال ہے۔ مسلمانوں کا اس مسئلہ پر کلی اجماع اور اتفاق رہا ہے کہ محمد عربی ﷺ پر سلسلہ نبوت ہر لحاظ سے ختم ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے بعد مسلمانوں کی تاریخ میں جب بھی کسی شخص نے دعویٰ نبوت کیا تو علماء امت نے اس کے ارتداد کا فتویٰ دیا اور مسلمان ارباب اقتدار نے ہمیشہ جھوٹے مدعیان نبوت کے قتل کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سب سے پہلا اجماع مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے قتل پر ہوا جب مسیلمہ کذاب نے دعوائے نبوت کیا اور ایک بڑی جماعت گمراہ ہو کر اس کی پیرو ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلا جہاد جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مہاجرین و انصار کا ایک عظیم لشکر مسیلمہ کذاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف جہاد کے لیے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و افادیت کسی بھی اہل ایمان سے مخفی نہیں۔ مسلمانوں کی حیات اجتماعی اور وحدت ملی اس عقیدے کے ساتھ وابستہ ہے۔ قرآن و حدیث، اجماع صحابہ اور اجماع امت سب کے سب اس عقیدہ کی حقانیت وصداقت پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن اس قدر مسلمہ حقیقت اور اجماعی عقیدے کے خلاف جس وقت سرزمین قادیان میں ایک گہری سازش کے تحت انگریز حکومت کو مضبوط کرنے اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے قادیانی نبوت کے نام سے قصر نبوت میں نقب زنی کی گئی۔

1843ء کو جب انگریز برصغیر پاک و ہند پر قابض ہوا تو اس نے اپنے عنان اقتدار کی گرفت کو مضبوط کرنے کے لیے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لیے یہ منصوبہ بنایا۔ گورا انگریز اس حقیقت سے بخوبی واقف اور آگاہ تھا کہ مولوی مسئلہ بتا سکتا ہے، بنا نہیں سکتا مسئلہ بنانا نبی کا کام ہے۔ چنانچہ اس انگریز نے اس جعلی نبوت کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرایا۔ انگریز کی مصلحتوں اور نوازشوں کو اس نے خوب پروان چڑھایا۔

اس مسیلمہ قادیان مرزا غلام احمد کی پرورش اور اس کے پیروکاروں کی پرداخت اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت سے کی گئی۔ انگریز سرکار کے عملدار اور محقق جناب ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے 1857ء کی جنگ آزادی کے اسباب پر 1871ء میں اپنی تحقیقی رپورٹ ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' (Our Indian Musalmans) کے نام سے اپنی سرکار کو پیش کی اس کا خلاصہ یہ ہے ''برطانوی حکومت کے راستے میں اسلام کا تصور جہاد ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جنگ آزادی ہند کے بعد انگریز سرکار کو سب سے زیادہ جس بات سے خوف ہے وہ مسلمانوں کا جذبہ جہاد ہے۔ انگریز سامراج جہاد کی اہمیت اور تاریخ سے مکمل آگاہ بھی تھا اور اس سے خائف اور لرزاں بھی۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لیے اس نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کو گود لیا اور اس سے اپنے مقاصد کے لیے مزعومہ تقدس کی گھٹی دی۔ (ہمارے ہندوستانی مسلمان) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مختلف دعاوی مثلاً: مبلغ، مجدد، مثل مسیح اور مسیح موعود وغیرہ کی منزلیں طے کرتے ہوئے بالآخر 1891ء میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ جس کے بعد مرزا قادیانی اور ان کے متبعین مرزائیوں نے مسلمانوں سے بالکل الگ جداگانہ اسلوب زیست اپنایا۔ ان کے عقائد الگ، ان کی نمازیں الگ، عبادت گاہیں الگ، معاشرتی معاملات الگ، رشتے ناطے کا سلسلہ منقطع، غرض انھوں نے مسلمانوں سے بالکل علیحدگی اختیار کرلی اور اپنے آپ کو الگ امت قرار دے دیا۔ انگریز سرکار کی ماتحتی، ان کی مصلحتوں اور نوازشوں سے یہ فتنہ خوب پروان چڑھا۔ رفتہ رفتہ یہ ناسور پھیلتا گیا یہاں تک کہ اس نے ایک تن آور درخت کی شکل اختیار کرلی۔ امت مسلمہ کے ان خوش نصیب لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی کروڑہا رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں جنھوں نے ناساعد حالات میں اس فتنہ کا بڑی بہادری، دلیری اور جوانمردی سے مقابلہ کیا اور اس میں کامیاب ہوئے۔ جس میں تمام مکاتب فکر نے بھرپور شرکت کی۔

فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے علمائے امت خصوصاً علمائے اہل حدیث نے جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس وقت سے اب تک مسلسل دیتے چلے آرہے ہیں۔ وہ انتہائی قابل قدر و رشک اور ناقابل فراموش ہیں بلکہ اس فتنہ کی تردید میں علمائے اہل حدیث کا کردار سب سے زیادہ تابناک، مؤثر اور اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اس تاریخی حقیقت کو وقت کا کوئی مؤرخ جھٹلا نہیں سکتا۔ بلکہ دوسرے مسلک کے علماء کرام نے فتنہ قادیانیت کے خلاف علمائے اہل حدیث کی خدمات جلیلہ کا برملا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ مشہور صحافی اور خطیب جناب شورش کاشمیری (متوفی: 1975ء) رقمطراز ہیں:

”علمائے اہل حدیث نے مرزا صاحب کے کفر پر فتویٰ دیا، ان کا فتویٰ نذیریہ جلد اول کے صفحہ 4 پر موجود ہے۔ مرزا قادیانی اس فتویٰ سے تلملا اٹھا اور میاں

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ میاں صاحب سو برس سے اوپر ہو چکے تھے اور انتہائی کمزور تھے۔ آپ نے مرزا کے چیلنج کو اپنے تلامذہ کے سپرد کیا۔ مرزا اپنی عادت کے مطابق فرار ہو گئے۔ جن علماء اہل حدیث نے مرزا اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا بشیر شہسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی سرفہرست تھے۔ لیکن جس شخصیت کو علمائے اہل حدیث میں فاتحہ قادیان کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسر تھے۔''

(تحریک ختم نبوت، ص:40)

رد قادیانیت کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کی زندگی اور اس کے مرنے کے بعد جس قدر علمائے اہل حدیث کی خدمات ہیں اس کی مثال برصغیر کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ علماء اہل حدیث نے ہر محاذ پر اس فرقہ ضالہ و باطلہ کو خوب ذلیل و خوار کیا۔ ان سے تقریری اور تحریری مناظرے کیے اور ان کے خلاف کتابیں بھی لکھیں۔ علمائے اہل حدیث کی ان خدمات کا احاطہ اس مضمون میں نہیں ہو سکتا بلکہ اس پر الگ کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت:

ختم نبوت کا عقیدہ بھی اسلام کی آفاقیت اور قرآن و حدیث کے غیر متبدل ہونے سے عبارت ہے۔ تکمیل دین کا قرآنی تصور اس عقیدے کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے جس میں ذرا سا بھی تزلزل مسلمان کی متاع ایمان نہ صرف ضائع کر دیتا ہے بلکہ دولت اسلام سے بھی اسے محروم کر دیتا ہے۔ قرآن مجید کی بے شمار آیات اور نبی مکرم ﷺ کی سیکڑوں احادیث اس عقیدے کی توضیح فرماتی ہیں۔ سادہ لفظوں میں اس عقیدے کی وضاحت یہ ہے کہ ہر مسلمان یہ عقیدہ و اعتقاد رکھے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور ان کے بعد ہمیشہ کے لیے وحی کے نزول کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وحی کے ذریعہ جو دین آپ کو عطا کیا گیا وہی آخری دین ہے اور اس میں تمام رشد و ہدایت موجود ہے۔ اب نہ کسی نئے نبی و رسول کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی مزعومہ مصلح و مثل مسیح کی۔

جماعت اہل حدیث کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسلام آخری دینِ حنیف، قرآن منزل من اللہ آخری آسمانی وحی اور کتاب ہے اور نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی ظلی، بروزی، تابع، صاحب شریعت عارضی اور نہ ہی مستقل نبی آئے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۠﴾ (الاحزاب: 40)

جس کی توضیح و تشریح خود رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ:

((اَنَا خاتم النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي .))

(ابو داؤد: 4252، ترمذی: 2219)

''میں ختم المرسلین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

لہٰذا آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب، مفتری اور دجال ہوگا۔ جماعت اہل حدیث کا عقیدہ ہے کہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا آنجہانی غلام احمد قادیانی تک جتنے بھی مدعیان نبوت گزرے ہیں وہ سب کے سب کذاب اور دجال تھے۔ مگر ان مدعیان نبوت میں مرزا قادیانی کذب و دجل میں سب سے بڑھ کر تھا۔

بلاد ہند و سندھ اور مسلک اہل حدیث:

تاریخ شاہد ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت 15 ہجری میں پہنچا۔ (فتوح البلدان، ص: 438، فتح نامہ سندھ معروف چچ نامہ، ص: 97) 93 ہجری میں سندھ کے شہر دیبل میں اسلام کا ورود مسعود ہوا۔ اہلیان سندھ بڑے خوش نصیب

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ جن کی سرزمین پر برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے اسلام کے جتھے وارد ہوئے اور ان کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچا۔ دین کی دعوت اور جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ کے ماننے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس و مطہر جماعت یہاں پہنچی۔ جب تاریخ و سیر صحابہ کے موضوع کی کتب کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ہمیں کتنے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس نام نظر آتے ہیں۔ وہ سب صحابہ کرام موحد، متبع سنت، مجاہدین، قرآن و حدیث کو ماننے والے اور اس پر عمل کرنے والے تھے۔ گویا کہ وہ سب کے سب اصحاب الحدیث، اہل الاثر اور اہل الحدیث تھے۔ امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی: 277ھ) فرماتے ہیں:

"ثم تفرقت الصحابة رضي الله عنهم في النواحي والامصار، والثغور في فتوح البلدان والمغازي والامارة والقضاء فبث كل واحد منهم في ناحيته وبالبلد الذي هو به، ما وعاه وحفظه عن رسول الله ﷺ وحكموا بحكم الله عزوجل وامضوا الامور على من سن رسول الله ﷺ وافتوا فيما سئلوا عنه مما حضرهم من جواب رسول الله ﷺ عن نظائرها من المسائل وجردوا انفسهم مع تقدمة حسن النية والقربة الى الله تقدس اسمه لتعليم الناس الفرائض والاحكام والسنن والحلال والحرام حتى قبضهم الله عزوجل رضوان الله ومغفرته ورحمته عليهم اجمعين." (تقدمة المعرفة لكتاب الجرح والتعديل، ص: 8، طبع هند: 1952ء)

"(رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف شہروں، علاقوں اور سرحدی علاقوں کی فتوحات، جہاد، امارات اور قضا کے سلسلہ میں پھیل گئے۔ جنھوں نے اپنے مفتوح علاقوں اور شہروں میں رسول اللہ ﷺ سے جو سن کر یاد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا اس کو عام کیا اور ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات، احادیث اور سنن کو لوگوں تک پہنچایا اور ان کو جاری کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر اور معاملات کو چلایا اور رسول اللہ ﷺ سے مسائل کے جوابات میں جو کچھ انھوں نے سن رکھا تھا ان مسائل کے مطابق فتویٰ دیا اور حسن نیت اور اللہ تعالیٰ کی رضا و چاہت کے حصول کے ساتھ لوگوں کو فرائض و احکامات، سنن، حلال وحرام کی تعلیم کے لیے اپنے آپ کو ہمہ تن تیار کیا اور اپنے کام میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کو اٹھالیا۔ رضی اللہ عنہم''

اسلام کی پاکیزہ دعوت دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے جانثاروں کی مقدس جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سندھ میں بھی تشریف فرما ہوئے۔ انھوں نے وحی الٰہی کے نزول کا زمانہ دیکھا اور صاحب وحی نبی مکرم ﷺ کے ارشادات وفرامین سنے تھے۔ یہ صحابہ کرام عمل و اخلاق کے پیکر بن کر آئے تھے۔ اس دور میں عقل، رائے، قیاس، قیل و قال کا رواج نہ تھا۔ خالص قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ ہی ان کی دعوت کا منہج و طریقہ کار تھا۔ صحابہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے اور قرآن وحدیث کو دلیل، حجت اور ثبوت مانتے تھے اور اسی پر عمل کرنے والے تھے۔ دوسرے لفظوں میں اہل الحدیث تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے اور عمل کے لیے دیوبندی حنفی عالم مولانا محمد ادریس کاندھلوی رقمطراز ہیں: ''اہل حدیث تو تمام صحابہ تھے۔'' (اجتہاد وتقلید، ص:48)

اس طرح ہندوستان کے مختلف مواضع میں اسلام پھلتا پھولتا رہا، یہاں تک کہ بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ:

"اعلم ان الناس كانوا قبل المأة الرابعة غير مجتمعين على التقليد الخالص لمذهب واحد بعينه" (حجة الله البالغه : 122/1)

''یعنی چوتھی صدی ہجری تک تقلید کا کوئی رواج نہیں تھا۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مولوی فقیر محمد جہلمی حنفی لکھتے ہیں:

''تیسری یا چوتھی صدی میں چاروں مذہب مقرر ہوئے۔''

(حدائق الحنفیہ، ص: 40)

منصورہ جو کہ سندھ کا قدیمی دارالخلافہ اور بڑا علمی مرکز رہا ہے جو کہ سندھ کے ضلع سانگھڑ کے شہر شہداد پور سے 9 میل مشرقی فاصلے پر اس تاریخی اور تہذیبی شہر کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ منصورہ کو خلیفہ ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ (متوفی: 125ھ) کے دور خلافت میں عمرو بن قاسم رحمہ اللہ (متوفی: 126ھ) نے آباد کیا۔ اس شہر کی تعمیر 122ھ سے پہلے ہوئی تھی۔ علامہ بشار مقدسی (ولادت: 336ھ) جو کہ ایک بڑے مؤرخ اور سیاح گزرے ہیں۔ وہ چوتھی صدی ہجری میں سیاحت کی غرض سے سندھ آئے تھے۔ انھوں نے سندھ آ کر جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور مشاہدہ کیا اس کو قلمبند کیا۔ موصوف منصورہ کے متعلق اپنے مشاہدات قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''منصورہ سندھ کا مرکزی شہر اور ملک کا دارالخلافہ ہے۔ دمشق کی طرح بنا ہوا ہے۔ مکانات لکڑی اور مٹی کے بنے ہوئے ہیں اور جامع مسجد اینٹوں اور پتھر سے بنی ہوئی ہے اور بڑی ہے۔ عمان کی مسجد کی طرح ساگون کی لکڑی کے ستون پر قائم ہے۔ اس کے چار دروازے ہیں...... یہاں کے باشندے لائق اور بامروت ہیں۔ ان کے ہاں اسلام کو تازگی حاصل ہے۔ علم اور اہل علم یہاں کثرت سے ہیں...... ان لوگوں میں ذہانت، ذکاوت، نیکی ہے اور یہ خیرات کرتے ہیں...... یہاں کے ذمی بت پرست ہیں۔ مسلمانوں میں عام واعظین کا وجود نہیں ہے اور ان کی کوئی رسوم وغیرہ نظر نہیں آئی............ مسلمانوں میں اکثر اہل حدیث ہیں اور میں نے یہاں قاضی ابو محمد منصوری کو دیکھا جو داؤدی تھے اور اپنے مذہب کے امام مانے جاتے تھے...... اور بڑے شہروں میں حنفی فقہاء بھی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں مالکی اور حنبلی نہیں اور نہ ہی معتزلہ ہیں، لوگ سیدھے اور صحیح مسلک پر ہیں۔ ان میں نیکی اور پاکدامنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو غلو، عصبیت اور قتل و غارت گری اور فتنوں سے بے فکر کر دیا ہے۔'' (احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم للبشار المقدسی، ص: 360، 363)

بشار مقدسی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سندھ کے مسلمانوں کی جتنی بھی آبادی تھی ان میں نہ صرف اہل حدیث موجود تھے بلکہ وہ اکثریت میں تھے۔ کیونکہ جب مسلمانوں نے 94ھ میں سندھ کو فتح کیا تو اس وقت کسی بھی مذہب و مسلک کا وجود نہ تھا بلکہ صرف امام اعظم نبی مکرم ﷺ کی جماعت موجود تھی اور منصورہ کے لوگ سیدھے اور صحیح مسلک پر عمل پیرا تھے۔ ان میں نیکی اور پاکدامنی موجود تھی۔ حقیقت میں یہ برکت ان کو مسلک اہل حدیث کی وجہ سے ملی تھی۔ یہ سب مسلک اہل حدیث کا کمال تھا کہ لوگ غلو، عصبیت، قتل و غارتگری اور دیگر فتنوں سے محفوظ تھے اور ان تمام چیزوں سے بے فکر تھے۔ اس دور میں نہ صرف مسلک اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کی موجودگی کی کثرت نے جہاں دوسرے پیوندہ مذاہب و مسالک کی قلعی کھول دی ہے تو وہاں اہل علم و فضل اور صاحب قلم و قرطاس شخصیتوں کو بھی پریشان کر دیا ہے۔ چنانچہ مشہور مؤرخ اور سیرت نویس جناب علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (متوفی: 1953ء) منصورہ میں اہل حدیث کی موجودگی پر بڑی حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس قدیم عہد میں یہاں اہل حدیث کا ہونا بڑی حیرت انگیز بات ہے۔ داؤدی فرقے سے مراد داؤد بوھرے نہیں بلکہ امام داؤد ظاہری کے پیروکار مراد ہیں جو کہ ایک قسم کے اہل حدیث ہی تھے۔'' (عرب و ہند کے تعلقات، سید سلیمان ندوی، ص: 299، اردو اکیڈمی سندھ کراچی)

بشار مقدسی کے مذکورہ حوالہ پر سندھ کے ایک عالم اور مؤرخ جناب مولانا نور احمد نظامانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(متوفی 1934ء) نے بہترین تبصرہ کیا ہے جو کہ بالکل انصاف اور حقیقت پر مبنی ہے۔
موصوف لکھتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین حضرات کو علامہ مقدسی کا یہ بیان دیکھ کر شاید یقین ہوگیا ہوگا کہ اہل حدیث کا فرقہ کوئی نیا فرقہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کی بنیاد محمد بن عبدالوہاب نجدی کے وقت سے پڑی ہے۔ اس بات سے اب بھی کسی کو کوئی انکار نہ ہوگا کہ قدیم زمانہ میں ایسے جلیل القدر علماء گزرے ہیں جو کہ کسی خاص امام کے مقلد نہ تھے۔ مگر علامہ مقدسی کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں اہل حدیث کی کثیر تعداد ہندوستان میں موجود تھی۔"

(تاریخ سندھ، ص: 176، مہران اکیڈمی، شکار پور سندھ)

فخر اندلس سیف بے نیام امام ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی: 456ھ) جو کہ پانچویں صدی ہجری کے نامور اہل علم وفضل اور مؤرخ گزرے ہیں وہ ہندوستان کی فتوحات کا ذکر خصوصاً سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ (متوفی: 421ھ) کے دور اور ان کی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ثم افتتح السلطان العادل محمد بن سبكتكين فتوحات متصلات الى ان مات رحمه الله بلادًا عظيمة في الهند هي الآن مسكونه بالمسلمين معمورة بطلاب الحديث والقرآن والغالب عليها والحمد لله رب العالمين مذهب الظاهر."

(جمل فتوح الاسلام بعد رسول الله ﷺ، ص: 350)

"یعنی سلطان عادل محمود بن سبکتگین رحمہ اللہ نے ہند میں اپنی فتوحات کا سلسلہ وفات تک جاری رکھا جس نے ہندوستان کے کئی شہروں اور علاقوں کو فتح کیا۔ جو اب مسلمانوں کا ملک اور وطن ہے۔ اب یہ ملک اور وطن قرآن وحدیث کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طالب علموں سے معمور ہے۔ ہندوستان میں ظاہری مذہب (یعنی اہل حدیث مذہب) غالب ہے۔ الحمد للّٰه علی ذالك“

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ جو کہ 357ھ کو پیدا ہوئے اور 63 سال کی عمر پائی اور 421ھ میں فوت ہوئے۔ آپ نے برصغیر پاک و ہند پر 34 سال تک عدل وانصاف سے حکمرانی کرتے رہے۔ سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے متعلق عرض ہے کہ آپ پہلے حنفی المسلک تھے اور بعد میں اہل حدیث مسلک سے منسلک ہوگئے تھے۔ ان کو حدیث پڑھنے والے طالب علموں اور خصوصاً علمائے اہل حدیث سے دلی لگاؤ اور محبت تھی اور ان پر اعتماد کرتے تھے۔ مؤرخ ہند محمد قاسم فرشتہ سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

”سلطان محمود نیز ابوالطیب سہل بن سعد سلیمان صعلوکی را کہ از ائمہ اہل حدیث بود برسم رسالت پیش ایلک خان فرستادہ“ (تاریخ فرشتہ فارسی: 40/1، فقہائے ہند از محمد اسحاق بھٹی: 92/1، طبع جدید)

ایلک خان نے جب ماوراء النہر کا علاقہ فتح کیا تو اس کی اطلاع اس نے ازراہ مسرت سلطان محمود غزنوی کو دی، سلطان نے اس خوشی میں اس کے پاس بطور سفیر ابوالطیب سہل بن سلیمان صعلوکی رحمہ اللہ کو بھیجا جو کہ اس دور کے ائمہ اہل حدیث میں سے تھے۔

تاریخ فرشتہ فارسی میں ابوالطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کے متعلق واضح لکھا ہوا ہے کہ ”از ائمہ اہل حدیث بود“ وہ ائمہ اہل حدیث میں سے تھے۔ جب کہ تاریخ فرشتہ اردو مترجم عبد الحی خواجہ ایم اے جلد اول ص 102 مطبوع شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور میں لفظ ”اہل حدیث“ کی جگہ ”مشہور محدث“ لکھا گیا ہے۔

مذکورہ تاریخی حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے قرآن و حدیث کو ماننے والے، اس پر عمل کرنے اور اس کی دعوت دینے والے اہل حدیث تشریف فرما ہوئے۔ جو کہ چوتھی صدی ہجری میں ہندوستان میں بکثرت موجود تھے۔ حق اور سچ کو چھپا کر

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کتمان علم کے مرتکب ہو کر سادہ لوح عوام کو یہ بتلایا جاتا اور انہیں یہ سمجھایا جاتا ہے کہ اہل حدیث جماعت صدی یا ڈیڑھ صدی قبل کی پیداوار ہے۔ اس دور میں برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کے اعاظم رجال وفضل موجود تھے۔ جن کا فیض اندر اور باہر ہر جگہ عام تھا۔ سندھ کا ہر بڑا شہر علم وعلماء اور حدیث پڑھنے والے طالب علم کا مرکز تھا اور سندھ میں کتاب اللہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعلیم کے بڑے بڑے مراکز قائم تھے۔ خصوصا منصورہ، ملتان، دیبل اور ٹھٹھہ وغیرہ علم کے مرکز تھے۔ جن میں رواۃ حدیث اور اجلّہ علماء رہتے تھے۔

دیبل کے بارے میں مشہور مؤرخ یاقوت حموی رحمہ اللہ (متوفی:626ھ) رقمطراز ہیں:

"وقد ينسب اليها قوم من الرواة" (معجم البلدان: 118/4)

''دیبل کی طرف محدثین کی ایک بڑی جماعت منسوب ہے۔''

اس کے بعد یعنی چوتھی صدی ہجری کے بعد برصغیر پاک و ہند میں تقلید کی بیماری کا رواج ہوا اور برصغیر کے مسلمان اسلام کی حقیقی روح اور تعلیمات یعنی قرآن وحدیث سے دور ہوتے چلے گئے اور توہمات، پیر پرستی و شخصیت پرستی میں مبتلا ہوتے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ساتویں صدی ہجری میں مصری محدث علامہ شمس الدین رحمہ اللہ اپنے ساتھ چار سو کتابیں ساتھ لے کر علاؤ الدین خلجی کے دور حکومت (695 ہجری سے 715 ہجری) میں ہندوستان تشریف لائے تو انھیں معلوم ہوا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو ترک کیا جاتا ہے اور فقیہوں کی روایات اور ان کے اقوال و آراء پر عمل کیا جاتا ہے لہٰذا علامہ موصوف (شمس الدین) یہ کہہ کر واپس لوٹ گئے کہ ''جس شہر میں حدیث کے باوجود فقہ کی روایات پر عمل ہو وہ شہر تباہ کیوں نہیں ہوجاتا اور اس پر آسمانی مصائب کیوں نہیں برسنے لگتے۔''

(تاریخ فیروز شاہی، ص: 299)

خطہ برصغیر پاک و ہند جہاں سب سے پہلے اسلام کا پیغام پہنچا۔ جہاں قرآن وحدیث کی خالص سچی اور کھری دعوت دینے والے صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور محدثین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذی وقار رحمہ اللہ کی پاکیزہ ومقدس جماعت کا ورود مسعود ہوا۔ یہاں کے لوگوں نے اسلام کے پیغام کو سینے سے لگایا اور قرآن وحدیث کو اپنا دستور حیات اور منہج مان کر اس پر عمل کرنے لگے۔ چوتھی صدی ہجری کے بعد یہاں تقلید کا فروغ ہوا اور مختلف مذاہب ومسالک مقرر ہوئے۔ آناً فاناً یہ خطہ حنفیت کی زد میں آ گیا۔ رفتہ رفتہ زمانہ کے گردش نے یہاں کے مسلمانوں میں اہل حدیث کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا۔ ہند وسندھ جو کبھی اہل حدیث مسلک کا گہوارہ اور مرکز تھا وہ دیکھتے ہی دیکھتے تقلید شخصی کے پھندوں میں پھنس گیا ان میں تقلید شخصی کی بیماری سرایت کر گئی جس کے نتیجے میں ہندوستان کے مسلمان اسلام کے اصل سرچشمہ قرآن وحدیث سے دور ہوتے گئے اور شخصیت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ اس تقلید وشخصیت پرستی نے ملت اسلامیہ کا ستیاناس کر دیا۔ مسلمان ملت اسلامیہ کی شاہراہ اعظم سے کٹ کر اختلاف وانتشار، فرقہ بندی اور گروہ سازی میں منقسم ہو گئے۔ علامہ عراقی اس بارے میں لکھتے ہیں: ''چوتھی صدی ہجری تک کے مسلمان خواہ وہ ناخواندہ تھے یا خواندہ، عالم تھے یا جاہل فرقہ بندی اور گروہ بندی سے مامون ومحفوظ تھے۔ صرف قرآن وحدیث پر عمل پیرا تھے۔ اس وقت تقلید شخصی کا وجود نہ تھا۔ سب لوگ مسلمان ہی کہلاتے تھے۔ لیکن چوتھی صدی ہجری کے آخر یا پانچویں صدی کے آغاز میں ان کے درمیان اختلاف کی خلیج حائل ہو گئی اور امت محمدیہ دو فرقوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ اہل الحدیث والسنۃ کہلانے لگا جو حق اور سچ پر تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث وآثار صحابہ رضی اللہ عنہم کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو اپنا دستور حیات اور زندگی کا مشن سمجھتا تھا۔ ان کے پاس احادیث رسول کا گراں بہا ذخیرہ بھی جمع تھا۔ دوسرا گروہ اہل رائے کے نام سے مشہور ہوا اس نے اہل الحدیث والسنہ کے خلاف چلنا شروع کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو پس پشت ڈال دیا۔ کتاب اللہ وسنت کے احکامات ومسائل، قرآن وحدیث کے اصول وفرامین کو نظر انداز کر کے ائمہ ومجتہدین اور فقہاء کی آراء،

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قیاسات اور ان کے اقوال و افعال پر اپنے مذہب وعقائد اور عمل کی بنیاد رکھی۔ من گھڑت مسائل واحکام وضع کر کے ان کا نام فقہ رکھا۔ جو سراسر کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ کے منافی اور مخالف ہیں۔ امت مسلمہ میں فرقہ بندی کی عمارت کھڑی کرنے اور تقلید شخصی کو فروغ دینے والے بھی یہی ہیں۔ جس کے سبب آج فرقہ بندی کے درخت جڑ پکڑ گئے ہیں۔

(التاريخ الملة : 134/2)

برصغیر خصوصا سندھ میں یہ تبدیلی کیسے آئی۔ اس کے متعلق مشہور اہل علم اور مؤرخ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی (متوفی: 1923ء) لکھتے ہیں کہ ''جب سندھ میں عربوں کی حکومت ختم ہوگئی اور ان کے بجائے غزنوی اور غوری سلاطین سندھ پر قابض ہوئے خراساں اور ماوراء النہر سے سندھ میں علماء آئے تب سے علم حدیث اس علاقہ میں کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ معدوم ہوگیا اور لوگوں میں شعر و شاعری، فن نجوم، فن ریاضی اور علوم دینیہ میں فقہ و اصول فقہ کا رواج زیادہ ہوگیا۔ یہ صورتحال کافی عرصہ تک قائم رہی یہاں تک کہ علمائے سندھ کا خاص موضوع یونانی فلسفہ رہ گیا اور علم تفسیر وحدیث سے غفلت بڑھ گئی۔ مسائل فقہیہ کے سلسلے سے جو تھوڑا سا تذکرہ کتاب وسنت میں آجاتا تھا بس اس پر قانع ہوگئے۔ فن حدیث میں امام صنعانی کی ''مشارق الانوار'' کا رواج تھا۔ اگر کوئی شخص اس فن میں زیادہ ترقی کرتا تھا تو امام بغوی کی ''مصابیح السنہ'' یا ''مشکوٰۃ'' پڑھ لیتا تھا، اس شخص کے متعلق یہ سمجھا جاتا کہ وہ بہت بڑے ''محدث'' ہیں اور یہ سب محض اس لیے تھا کہ لوگ عام طور پر ہندوستان میں اس فن کی اہمیت وافادیت اور مرتبت سے ناواقف تھے۔ وہ لوگ علم حدیث کی طرف سے غافل تھے نہ اس علم کے ائمہ کے حالات و واقعات سے واقف تھے اور نہ اس علم کا ان کے درمیان کوئی چرچا تھا محض تبرکاً مشکوٰۃ شریف پڑھا کرتے تھے، ان کے لیے سب سے زیادہ سرمایہ علم فقہ کی تحصیل تھا اور وہ بھی تقلید کے طور پر تحقیق کے طور پر نہیں۔'' (الثقافة الاسلامية فی الهند ، بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت، از سید ابوالحسن علی ندوی: 5/179، 177)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری رحمہ اللہ (متوفی 1996ء) لکھتے ہیں:

''اسلام درہ خیبر کے راستے برصغیر میں داخل ہوا۔ محمد بن قاسم کے علاوہ برصغیر میں جتنے فاتحین داخل ہوئے وہ سب درۂ خیبر کے راستے سے داخل ہوئے۔ محمود غزنوی کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ حنفی نہیں تھا۔ جیسا کہ تاریخ فرشتہ کا بھی یہی خیال ہے بلکہ وہ خالص کتاب وسنت کے علمبردار تھا۔ غوری، لودھی، تغلق، سوری، سادات، غلامان، مغل اور دیگر فاتح خاندان خواہ وہ افغانی النسل تھے یا ترکی النسل وہ سب کے سب پکے حنفی المذہب تھے۔ کیونکہ اسلام حجاز سے چلا۔ عراق، ایران، ماوراء النہر، ترکستان، منگولیا، ازبکستان اور افغانستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان پہنچا۔ ظاہر ہے کہ اتنی لمبی مسافت طے کرنے کے بعد اس میں آمیزش ہونا ایک فطری امر ہے۔ پھر یہ خاندان اپنے ساتھ اپنے علماء لے کر آئے۔ ان علماء نے اپنے حنفی اثرات سے پورے ماحول کو حنفی المذہب بنا دیا۔''

(تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں، ص: 141، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ، ماموں کانجن، فیصل آباد)

اسی سبب سے برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں میں تقلید اور شخصیت پرستی کا فروغ ہوا اس کے بعد جب مغلیہ سلطنت کا دور شروع ہوا تو شہنشاہ ہمایوں (وفات: 963ھ) تعزیہ پرستی کا آغاز ہوا۔ شہنشاہ اکبر (متوفی: 1014ھ) کے دور حکومت میں دین الٰہی کے نام سے برصغیر میں دہریت پھیلی، جہانگیر کے دور حکومت میں سجدہ تعظیمی کا رواج ہوا۔ شاہ جہاں کے دور میں قبر پرستی کو شہ ملی۔ مغلیہ دور حکومت کے متعلق علامہ شبلی حنفی رحمہ اللہ (متوفی 1914ء) لکھتے ہیں:

''مغل دربار میں عام لباس تھا گیردار پائجامہ اور ہندوانی پگڑی، ہندو راجاؤں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی طرح مسلمان امراء اور بادشاہان بھی زیورات پہنتے۔ سلام کے بدلے سجدہ کرنے کا رواج ہوا، مسلمانوں نے بلا جھجک ہندوؤں کے ساتھ اپنی لڑکیوں کی شادی کروانا شروع کردی۔" (اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر، ص: 52)

اس مشرکانہ ماحول اور قرآن و حدیث سے دور اور الحاد و بے دینی اور بے رخی برتنے کے دور میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے شیخ الہند حضرت محدث شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (متوفی: 1174ھ) کو اس خطہ میں پیدا کیا جن کی محنتوں، کاوشوں اور جدوجہد سے یہاں عمل بالحدیث کا رواج ہوا اور حاملین قرآن و حدیث جماعت اہل حدیث کے دور کا اعادہ ہوا۔ بقول مخدوم معین الدین ٹھٹھوی رحمہ اللہ (متوفی 1174ھ) "آپ اس وقت اٹھے جب ربع صدی تک حدیث کی کتابوں کو ہاتھ لگانے کا رواج نہیں تھا۔"

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے بعد ان کے پوتے امام و مجاہد سید شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ (شہادت: 1246ھ) میدان عمل میں آئے۔ انھوں نے اپنی جدوجہد کو صرف زبان و قلم تک محدود نہ رکھا بلکہ اعلانیہ جہاد فی سبیل اللہ کیا۔ شرک و بدعت اور رسم و رواج کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ بالآخر ایک بڑی جماعت تیار کر کے میدان جہاد میں آئے۔ اس وقت برصغیر پاک و ہند میں اہل حدیث جو نظر آ رہے ہیں وہ شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی جدوجہد اور محنت کا نتیجہ ہے۔ ان کے بعد شیخ الکل فی الکل امام فی الحدیث حضرت سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی: 1320ھ) جو کہ میاں صاحب کے نام سے عوام و خواص میں مشہور تھے۔ میدان عمل میں آئے جنھوں نے باسٹھ سال تک حدیث کی تعلیم اور تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے اور وعظ و ارشاد کرتے رہے۔ تقریباً اسی لاکھ انسانوں کو تقلید و شخصیت پرستی کی قید سے نجات دلا کر عمل بالحدیث کی راہ دکھائی۔ وائسرائے ہند نے آپ کو عہدے کی پیشکش کی مگر آپ نے درس حدیث کی خاطر بوریا نشینی کو ترجیح دی۔ (الحیات بعد الممات، از مولانا فضل حسین بہاری، ص: 103) میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کو امام الہند

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ (متوفی: 1958ء) نے ''تمام دنیا کے شیخ الحدیث کے لقب سے نوازا'' (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص: 88) برصغیر پاک و ہند اور بیرون ہند علم حدیث کے متلاشی زیادہ تر حضرت میاں صاحب کے شاگرد یا ان کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ ان کی اس طویل اور مسلسل جدوجہد اور خدمت و تدریس حدیث نے برصغیر پاک و ہند میں بے شمار اصحاب علم و فضل اور علمائے حدیث پیدا کیے۔ ان کا احاطہ کرنا ناممکن ہے جنھوں نے متحدہ ہندوستان میں قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی دعوت اور پیغام کو عام کیا۔

شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں نے خاص کر استاد العلماء مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری رحمہ اللہ (متوفی 1918ء) اور امام المفسرین والمناظرین فاتح قادیان الاستاد مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (متوفی: 1948ء) جنھوں نے 22 ستمبر 1906ء کو متحدہ ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کی ایک سلفی تنظیم قائم کی جس کا نام اس وقت ''آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس'' رکھا۔ اب اس سلفی جماعت کا نام ''مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند'' ہے۔

14 اگست 1947ء کو ملک تقسیم ہوا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وجود عمل میں آیا۔ اس تقسیم کے وقت افراتفری پھیل گئی۔ خاندانوں کے خاندان بچھڑ گئے۔ مشرقی پنجاب کے بہت سے علاقوں میں جماعت اہل حدیث کے لوگ بڑی تعداد میں آباد تھے۔ تقسیم ملک نے ان تمام حالات کو یکسر منتشر کر دیا۔ جہاں دوسری دینی و مذہبی جماعتوں کا نقصان ہوا وہاں جماعت اہل حدیث کو بھی جانی، مالی اور علمی نقصان اٹھانا پڑا۔ چنانچہ تقسیم ملک کے بعد 24 جولائی 1948ء کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور کے اجلاس میں ایک دینی جماعت بنام مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا عمل وجود میں آیا۔ جو اب بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نام سے پورے ملک میں اہل حدیث کی نمائندہ جماعت ہے جس کے اس وقت امیر حضرت الامیر پروفیسر سینیٹر علامہ ساجد میر حفظہ اللہ اور ناظم اعلیٰ سینیٹر ڈاکٹر حافظ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عبدالکریم ﷫ ہیں۔

معمولات زندگی کے ہر شعبے میں قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرنا، قرآن وسنت کی دعوت عام کرنا، اس کی اشاعت کرنا، جہاں قرآن و حدیث سے بے توجہی برتی جارہی ہو وہاں اس کی اہمیت ظاہر کرنا اور جتانا، ہر ایک کے دل میں کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ پیدا کرنا وغیرہ کا نام تحریک اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث ہے۔

نوٹ:......اس مضمون کو تحریر کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں اور رسائل سے استفادہ کیا گیا:

1: تاریخ اہل حدیث، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

2: تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں، مولانا قاضی محمد اسلم سیف، ماموں کانجن، فیصل آباد۔

3: تاریخ اہل حدیث، ڈاکٹر بہاؤالدین، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

4: تاریخ اہل حدیث، مولانا احمد الدہلوی، اسلامی اکادمی لاہور۔

5: شرف اصحاب الحدیث، للخطیب البغدادی۔

6: فضائل اہل حدیث ترجمہ شرف اصحاب الحدیث، مترجم: مولانا عبداللہ سلیم، مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

7: اہل حدیث کا مذہب، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، مکتبہ ثنائیہ سرگودھا، پنجاب۔

8: تحریک اہل حدیث افکار و خدمات، بشیر انصاری، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، راوی روڈ، لاہور۔

9: خطبات راشدیہ جلد 1، علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی، جمعیت اہل حدیث سندھ، کراچی۔

10: تنقید سدید برسالہ اجتہاد و تقلید، علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی، مطبوعہ وزیر آباد۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

11: ہم اہل حدیث کیوں ہیں......؟ مولانا عبدالغفور جامعہ ابراہیمیہ، سیالکوٹ۔

12: اصلی اہل سنت، مولانا عبدالغفور جامعہ ابراہیمیہ، سیالکوٹ۔

13: لقب اہل حدیث، رانا شفیق پسروری، مخزن علم، الفضل مارکیٹ، لاہور۔

14: لقب اہل حدیث، حافظ شبیر احمد جمالی، مکتبہ حافظ زبیر علی زئی، نواب شاہ، سندھ۔

15: اہل حدیث ایک صفاتی نام، حافظ زبیر علی زئی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور۔

16: سراج المحمدی المعروف تاریخ اہل حدیث، حافظ محمد جوناگڑھی، کراچی۔

17: سلفیت کا تعارف، ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری، مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھجن یوپی۔

18: مجموعہ رسائل، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مکتبہ محمدیہ اردو بازار، لاہور۔

19: برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، محمد اسحاق بھٹی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔

20: برصغیر میں اہل حدیث کی سرگذشت، محمد اسحاق بھٹی، مکتبہ سلفیہ لاہور۔

21: ماہنامہ دعوت اہل حدیث، حیدرآباد سندھ، مسلک اہل حدیث نمبر۔ ربیع الاول 1428ھ۔

22: عقیدہ اہل حدیث، مولانا محمد یحیٰ گوندلوی، جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساھووالہ، سیالکوٹ۔

23: فکر اہل حدیث ہی کیوں......؟ سعید احمد چینوٹی، مرکزی جمعیت اہل حدیث، فیصل آباد وغیرہ۔

ابوسفیان محمد خان محمدی

المکتبۃ المحمدیۃ الاسلامیۃ

ملکانی شریف، ضلع بدین، سندھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تاسیس

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

قیام پاکستان سے قبل ہندوستان گیارہ صوبوں پر مشتمل تھا اور قیام پاکستان سے قبل اس میں چالیس کروڑ انسان آباد تھے۔ جن میں سے دس کروڑ مسلمان تھے۔ جن علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ وہ صوبہ سرحد (کے پی کے) موجودہ بلوچستان (یہ اس وقت صوبہ نہ تھا) سندھ، پنجاب، بنگال اور آسام تھے۔ بہار یوپی، دہلی، گجرات اور بمبئی وغیرہ میں مسلمان اگرچہ تعداد کے لحاظ سے کم تھے۔ تاہم مجموعی اعتبار سے اپنا خاص اثر و رسوخ رکھتے تھے اور بعض مقامات پر اکثریت میں تھے۔ یوپی، کرناٹک اور مدراس وغیرہ کے علاقوں میں اس سے بھی کم تعداد میں تھے لیکن وہاں بھی ان کی آواز کو اہمیت حاصل تھی۔

دس کروڑ مسلمانوں میں سے خالص حاملین کتاب و سنت، مسلک اہل حدیث کے افراد کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ تاہم آثار بتاتے ہیں کہ ایک کروڑ کے لگ بھگ اہل حدیث ضرور ہوں گے۔ آثار کا مطلب ان کے مدارس، مساجد، مطابع، اخبارات اور علماء کرام کے حلقہ ہائے وعظ و تبلیغ جنہیں شمار میں لانا ممکن نہیں۔ دہلی، پنجاب اور یوپی کے متعدد اضلاع میں اہل حدیث خاصی تعداد میں آباد تھے اور ان علاقوں میں بہت سے مقامات پر ان کے تدریسی اور تبلیغی مراکز قائم تھے۔ بنگال کے بھی اکثر بلاد و قصبات اور دیہات میں حاملین مسلک اہل حدیث کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی اور ان کے اثرات کی حدود بڑی وسیع تھیں۔

22، 23 دسمبر 1906ء کو ہندوستان کے صوبہ بہار کے شہر آرہ میں وہاں کے مدرسہ احمدیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جماعت اہل حدیث کے بہت سے علماء کرام اور مقررین نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرکت کی۔ اس موقع پر اہل حدیث حضرات کو تنظیم کی لڑی میں پرونے کے لیے "آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس" کا قیام عمل میں آیا۔ یہ جماعت اہل حدیث کی مؤثر تنظیم تھی۔ جس میں ہندوستان کے وہ تمام اہل حدیث اکابر شامل تھے۔ جو علم وعمل اور تقویٰ وصالحیت کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی شہرت دیار ہند سے نکل کر دیار عرب تک پہنچی اور اس سے تعلق رکھنے والے ہر عالم کو ہر طبقہ فکر میں اعزاز کا مستحق گردانا جاتا تھا۔

آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے اولین صدر مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری جو خداداد فضل وکمال سے استاذ الاساتذہ کے بلند مرتبہ پر فائز تھے انہوں نے 21 صفر 1337ھ بمطابق 20 نومبر 1918ء کو اس جہان فانی سے کوچ کیا۔

ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کو منتخب کیا گیا۔ آپ نے اسلام کا دفاع ہر محاذ پر کیا اور ہر اسلوب اور ہر رنگ میں مخالفین کو شکست دی۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو ملک بھر میں متعارف کرانے اور جگہ جگہ اس کی تنظیمیں قائم کرنے کے لیے تین جلیل القدر شخصیات مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (متوفی 1918ء)، مفسر قرآن حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (متوفی 1956ء) اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی۔

14 اگست 1947ء کو ملک تقسیم ہو گیا۔ پاکستان کا قیام عمل میں آ گیا۔ افراتفری پھیل گئی۔ اس انقلاب نے بھائی کو بھائی سے، رشتہ دار کو رشتہ دار سے اور خاندان کو خاندان سے الگ کر دیا، کوئی نہ جانتا تھا کہ کون کہاں ہے؟ مشرقی پنجاب کے بہت سے علاقوں میں جماعت اہل حدیث کے لوگ بڑی تعداد میں آباد تھے اور جماعت اہل حدیث کے علماء کرام اپنے اپنے مقام پر انتہائی فعال اور سرگرم عمل تھے۔ انہیں ایک عرصہ اپنی جگہ اور ٹھکانوں پر جمے ہوئے بیت گیا تھا۔ ان کے بڑے بڑے حلقہ تدریس قائم تھے۔ وعظ ونصیحت اور تقاریر کے سلسلے جاری وساری تھے۔ ہر ایک کا اپنی جگہ اثر ورسوخ قائم تھا۔ تقسیم ملک نے ان تمام امور کو یکسر ختم کر دیا۔ اہل علم ایک دوسرے سے بچھڑ گئے اور ان کے علم وعمل کے دائرے سمٹ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ یہ صورت حال جہاں دوسری دینی و مذہبی جماعتوں کے لیے تکلیف کا باعث بنی وہاں جماعت اہل حدیث کے لیے بدرجہ غایت اذیت کا سبب بنی۔

ان حالات میں جماعت اہل حدیث کے منتشر افراد کو اکٹھا کرنے اور تنظیم کی سلک میں پرونے کا مسئلہ درپیش آیا اور خیال پیدا ہوا کہ جماعت اہل حدیث کے علماء کرام کو پاکستان کے نئے حالات کے مطابق تحریک عمل کے میدان میں اترنا چاہیے۔

اس کے لیے سب سے پہلے جماعت کے اولین ناظم اعلیٰ پروفیسر عبدالقیوم (سابق صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج لاہور) نے مولانا سید محمد داؤد غزنوی سے اس خیال کا اظہار کیا لیکن بات اس سے آگے نہ بڑھ سکی۔ یہ بات ان دو بزرگوں کے درمیان رہی۔

1948ء کے آغاز میں جب دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں تعلیمی سال کا آغاز ہوا اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کو حضرت سید داؤد غزنوی تدریس کے لیے لے آئے اور انہیں شیخ الحدیث کا منصب عطاء کیا۔ اس دوران مولانا داؤد غزنوی اور مولانا عطاء اللہ حنیف کے درمیان انتشار جماعت اور نظم جماعت پر گفتگو ہوئی۔ مولانا عطاء اللہ حنیف کی خصوصیت تھی کہ جماعت کے اکابر و اصاغر بہت سے علماء کرام سے ان کے ذاتی مراسم تھے اور ان سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ تقسیم کے نتیجے میں جو حالات پیدا ہوئے مولانا عطاء اللہ حنیف ان سے بہت متاثر تھے۔ آپ فیروز پور سے ہجرت کر کے گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ آگئے تھے اور اپنے علاقے سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کے لیے بہت فکر مند رہتے تھے اور ہر ملنے والے سے دریافت کرتے کہ کون کہاں جا کر آباد ہوا ہے۔ معلوم ہونے پر ان سے ملنے یا بذریعہ خط و کتابت اس کے حالات سے آگاہ ہونے کے لیے بڑی بے تابی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ آپ کو جلد ہی معلوم ہو گیا تھا کہ کون کہاں جا کر آباد ہوا ہے اور کون سے علماء کرام غیر مسلموں کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری امرتسر سے ہجرت کر کے لاہور پہنچے اور چینیانوالی مسجد میں قیام فرمایا جہاں پر حضرت مولانا سید داؤد غزنوی نے ان کی خوب مدارت کی پھر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد اسماعیل سلفی آپ کو گوجرانوالہ لے گئے اور آپ بعد ازاں پھر سرگودھا تشریف لے گئے اور 15 مارچ 1948ء کو وہیں وفات پائی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری مسلک اہل حدیث کا سرمایہ صد افتخار اور اسلام کے عظیم ترجمان تھے۔ آپ کی ذات گرامی کو ایک جماعت کی حیثیت حاصل تھی۔ جماعت اہل حدیث کے مراکز ٹوٹ جانے، مدارس و مساجد کے اجڑ جانے اور علماء کے بکھر جانے پر آپ نہایت افسردہ تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف کے پاس سب سے زیادہ علماء کرام کے ڈاک پتے تھے اور آپ کی نسبت مولانا محمد اسماعیل سلفی کو کم علماء کے پتوں کا علم تھا مولانا داود سید داؤد غزنوی اور مولانا عطاء اللہ حنیف نے لاہور میں مولانا محی الدین احمد قصوری، میاں عبدالمجید (مالواڈہ) (متوفی 1971ء)، حاجی محمد اسحاق حنیف (متوفی 1969ء) اور مولانا ظفر اقبال وغیرہ سے جماعتی نظم کے بارے سوچ و بچار کی۔ ابتدائی مشورے کے بعد تقریباً ڈھائی سو علماء و زعمائے جماعت کو خط لکھے گئے اور یہ حضرات 24 جولائی 1948ء کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں جمع ہوئے۔ یہ جماعت کے سرکردہ حضرات کا اس وقت بھرپور نمائندہ اجتماع تھا اور سب حضرات خوش تھے کہ انہیں باہم ملنے اور ایک دوسرے سے ہم کلام ہونے کا موقع ملا ہے۔ گویا کہ عید کا سماں تھا۔

اجلاس میں جن علماء کرام اور زعمائے جماعت نے شرکت کی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں: مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، حافظ محمد گوندلوی، حافظ عبداللہ روپڑی (وفات: 1964ء)، مولانا شرف الدین دہلوی (وفات: 1961ء)، مولانا محمد یونس دہلوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا محمد عبدہ الفلاح (وفات: 1999ء)، مولانا ظفر اقبال، مولانا محی الدین قصوری، مولانا محمد علی قصوری، ایم اے کینٹب، مولانا محمد اسماعیل غزنوی (وفات: 1960ء)، مولانا عبدالحمید سوہدروی، حافظ محمد اسماعیل ذبیح (وفات: 1975ء)، پروفیسر عبدالقیوم، ڈاکٹر ریاض

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قدیر، شیخ عبدالرشید صدیقی، حاجی محمد اسحاق حنیف (وفات: 1969ء)، مولانا محمد اسحاق رحمانی، میاں عبدالمجید (وفات: 1971ء)، مولانا معین الدین لکھوی اور مولانا محمد اسحاق بھٹی وغیرہ اس تاسیسی اجلاس میں شریک ہوئے۔

اجلاس میں متعدد حضرات نے تقاریر کیں اور اجلاس کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کی۔ مقررین کی فہرست میں مولانا داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محی الدین احمد قصوری، مولانا محمد یونس دہلوی اور مولانا عبدالمجید سوہدروی کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ مقررین نے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس اور اس کی دینی خدمات کا ذکر کیا اور ہندوستان کی بہت سی شخصیتوں اور ان کے تصنیفی و تدریسی کارناموں کی یاد تازہ کی گئی۔ مشرقی پنجاب کے مدارس اور مدرسین کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ کیا گیا۔

اگست 1947ء کے خون ریز ہنگاموں میں جام شہادت نوش کرنے والے علماء کرام اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی وفات کو جماعتی اعتبار سے بہت بڑا صدمہ قرار دیا گیا اور مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے عہدیداروں کا انتخاب:

اس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث (مغربی) پاکستان کے تین عہدیدار منتخب کیے گئے۔

1: **صدر**:...... حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی صاحب۔

2: **ناظم اعلیٰ**:...... پروفیسر عبدالقیوم صاحب

3: **ناظم مالیات**:...... میاں عبدالمجید صاحب

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا دفتر اور صدر (مولانا داؤد غزنوی) کا مسکن بھی لاہور تھا۔ اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ ناظم اعلیٰ اور ناظم مالیات بھی لاہور سے تعلق رکھنے والے ہوں تاکہ جماعتی امور نمٹانے اور مشاورت میں آسانی رہے۔ قیام جمعیت کے کچھ عرصہ بعد مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کو ناظم دفتر مقرر کیا گیا۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی نامزدگی کا اختیار صدر جمعیت مولانا سید محمد داؤد غزنوی کو دیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ جب تک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جماعت کی رکن سازی اور نئے انتخاب نہیں ہوتے۔ اجلاس میں شریک حضرات کو مجلس شوریٰ کا رکن تصور کیا جائے گویا کہ یہی جماعت کی مجلس شوریٰ ہوگی۔

مجلس عاملہ کے ارکان:

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تاسیس کے بعد صدر جمعیت مولانا سید داؤد غزنوی صاحب نے اکیس ارکان پر مشتمل مجلس عاملہ نامزد کی۔ صدر، ناظم اعلیٰ اور ناظم مالیات بحیثیت عہدہ مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ ارکان عاملہ میں حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، خان مہدی زمان خان کھلا بٹ (وفات: 1974ء) مولانا اسماعیل غزنوی، مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑوی، مولانا ظفر اقبال، مولانا حافظ عبد اللہ روپڑی، حاجی محمد اسحاق حنیف، مولانا محمد یونس دہلوی اور مولانا معین الدین لکھوی تھے۔

پروفیسر عبد القیوم کا استعفیٰ:

حکومت پنجاب نے سرکاری ملازموں کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری کیا کہ سرکاری ملازم کسی سیاسی یا نیم سیاسی جماعت کا عہدیدار نہیں بن سکتا۔ پروفیسر عبد القیوم صاحب اس وقت گورنمنٹ کالج (لاہور) میں عربی کے پروفیسر ہونے کی حیثیت سے سرکاری ملازم تھے۔ اس لیے انہوں نے مئی 1949ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی نظامت علیا سے استعفیٰ دے دیا۔ 30 مئی 1949ء کو پروفیسر عبد القیوم صاحب کی جگہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ لیکن اس زمانے میں پنجاب حکومت کی طرف سے مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب کو گوجرنوالہ کی میونسپل حدود میں نظر بند کر دیا تھا اور آپ اپنے شہر سے باہر تشریف نہیں لے جا سکتے تھے۔ اس لیے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کا قائم مقام ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اس سے تین ماہ بعد مولانا محمد اسماعیل سلفی پر پابندی ختم ہوئی تو ستمبر میں مولانا سلفی صاحب حج کے لیے تشریف لے گئے۔ فریضہ حج ادا کر کے نومبر میں تشریف لائے تو دسمبر میں باقاعدہ طور پر نظامت کی ذمہ داریاں نبھانا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دیں۔ آپ مولانا سید داؤد غزنوی کی وفات (دسمبر 1963) تک اس منصب پر فائز رہے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف کا عرصہ نظامت تقریباً چھ ماہ پر مشتمل تھا۔

جامعہ سلفیہ کا قیام:

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قیام کے کچھ عرصہ بعد ہی اکابرین جماعت کے ذہنوں میں یہ خیال گردش کرنے لگا کہ جماعت کا ایک مرکزی دارالعلوم ہونا چاہیے جہاں سے دور حاضر کو سمجھنے اور حالات کے مطابق فریضہ تبلیغ ادا کرنے والے مبلغ، مدرس اور خطباء تیار کیے جائیں۔ یہ ایک ایسا بنیادی منصوبہ تھا جس کے بارے جماعت کے اجلاسوں میں گفتگو ہوئی اور اس پر عمل کی مختلف تجاویز پیش ہوئیں۔ 2، 3 اور 4 اپریل 1954ء کو ملتان میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے موقع پر مجلس شوریٰ کے اجلاس میں مرکزی دارالعلوم کے قیام کا حتمی فیصلہ کیا گیا۔ لیکن مالی دشواریوں اور بعض دیگر معاملات کی بناء پر فوری طور پر اس اہم منصوبے کو عملی شکل دینا مشکل امر تھا۔ لہٰذا طے پایا کہ آئندہ سال لائل پور (فیصل آباد) کانفرنس کے موقع پر آخری اور حتمی فیصلہ کر ہی لیا جائے گا۔

دارالعلوم کا قیام:

جماعت کے سامنے اہم سوال یہ تھا کہ مرکزی دارالعلوم کہاں قائم کیا جائے۔

1: سب سے اول امیر جماعت حضرت مولانا سید داؤد غزنوی نے پیش کش کی کہ لاہور میں اپنے دارالعلوم تقویۃ الاسلام کی عمارت جماعت کے سپرد کرنے کے لیے تیار ہیں اور اس کی لائبریری بھی جماعت کے دارالعلوم کے لیے وقف ہوگی۔ جبکہ اس لائبریری میں بہت سی نادر و نایاب کتب موجود تھیں۔

2: میاں محمود علی قصوری (بار ایٹ لاء) کو جب علم ہوا کہ جماعت ایک مرکزی دارالعلوم کے لیے کسی موزوں جگہ کی تلاش میں ہے۔ انہوں نے اپنے دونوں بڑے بھائیوں (مولانا محی الدین احمد قصوری اور مولانا محمد علی قصوری) کے ذریعے سید داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی اور دیگر زعماء کو پیغام دیا اور خود بھی بالمشافہ ملاقات کر کے پیش

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کش کی کہ وہ قصور میں دارالعلوم کے قیام کے لیے کئی ایکڑ زمین اور تعمیر کے لیے رقم بھی دینے کے لیے تیار ہیں اور لائبریری کے لیے مالی تعاون بھی کریں گے۔ مزید یہ کہ مسجد بھی اپنے خرچ سے تعمیر کروائیں گے۔

3: لاہور سے گوجرانوالہ کے راستے پر جی ٹی روڈ سے متصل بارہ تیرہ ایکڑ کا ایک قطعہ بہت کم قیمت پر مل رہا تھا۔ مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، میاں عبدالمجید، حاجی محمد اسحاق حنیف اور مولانا محمد اسحاق بھٹی اسے دیکھنے بھی گئے لیکن یہ اراضی اس لیے نہ خریدی کہ بارشوں کے دنوں میں وہ پورا علاقہ پانی کی زد میں آجاتا تھا۔

4: فیصل آباد (لائل پور) سے مولانا عبیداللہ احرار نے مولانا سید داؤد غزنوی کو بذریعہ فون اطلاع دی کہ سمندری روڈ پر سردار خضر حیات ٹوانہ (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب) کا کئی مربعوں پر مشتمل رقبہ ہے۔ اگر آپ سردار خضر حیات سے براہ راست بات چیت کر لیں تو ممکن ہے کہ ہمیں ضرورت کے مطابق کچھ سستی زمین مل جائے۔ مولانا داؤد غزنوی صاحب ٹوانہ صاحب کے پاس گئے وہ نہایت احترام سے پیش آئے اور مولانا غزنوی صاحب سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ غزنوی صاحب نے آمد کا مقصد بیان کیا لیکن زمین کا سودا نہ ہوسکا۔ جماعت دو مربع زمین لینا چاہتی تھی اور وہ اس رقبے کے پچاس ہزار روپے مانگتے تھے جماعت اتنی رقم ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔

فیصل آباد میں دارالعلوم کے قیام کا فیصلہ:

کئی مراحل سے گزرنے کے بعد بالآخر دارالعلوم کے مقام اور شہر کا قطعی فیصلہ کر لیا گیا۔ ہوا اس طرح کہ فیصل آباد کے دو نیک فطرت بھائیوں کریم بخش اور امام الدین کی پونے دو ایکڑ زمین تھی وہ چاہتے تھے کہ ان کی زمین پر دینی مدرسہ قائم کیا جائے یا وہ اسے کسی دینی ادارے کے نام وقف کرنا چاہتے تھے تاکہ یہ ان کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے جامع مسجد اہل حدیث (امین پور بازار فیصل آباد) کے امام مولانا عبد الواحد سے بات کی۔ انہوں نے مولانا عبیداللہ احرار سے رابطہ کیا۔ ان دونوں نے انہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشورہ دیا کہ وہ اپنی زمین انجمن اہل حدیث فیصل آباد کے نام وقف کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے زمین وقف کر دی۔ مولانا عبد الواحد (وفات: 1997ء) اور مولانا عبید اللہ احرار (وفات: 1975ء) نے اس کی اطلاع صدر جماعت مولانا سید داؤد غزنوی اور ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل سلفی کو دی۔ بالآخر اس زمین پر دار العلوم کے قیام کا فیصلہ کر لیا گیا۔

جامعہ سلفیہ کا نام:

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تیسری کانفرنس 3، 4 اپریل 1955ء کو فیصل آباد میں ہوئی۔ کانفرنس کے موقع پر مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔ دیگر مسائل کے ساتھ یہ مسئلہ بھی پیش ہوا کہ مرکزی دار العلوم کے قیام اور جگہ کا فیصلہ تو ہو چکا ہے لیکن یہ طے کرنا باقی ہے کہ اس کا نام کیا ہوگا؟

مولانا محمد حنیف ندوی نے فرمایا کہ اس کا نام ''جامعہ سلفیہ'' ہونا چاہیے۔ یہ نام آسان بھی ہے، عام فہم بھی اور ہمارے مسلک سے ہم آہنگ بھی ہے۔ انہوں نے کہا ''جامعہ سلفیہ'' سے فراغت حاصل کرنے والے سلفی کہلائیں گے۔ یہ نسبت ان کے مسلک کی ترجمانی بھی کرے گی اور ان کے تعلیمی ادارے کے مقاصد کی وضاحت کا باعث بھی ہوگی۔

جامعہ سلفیہ کا سنگ بنیاد:

4 اپریل 1955ء کو جامعہ سلفیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ بے شمار لوگوں نے اس بابرکت تقریب میں شرکت کی۔ فیصل آباد کانفرنس میں شامل ہونے والے بیرونی اور مقامی لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ مقامی اخبارات کے نمائندے بھی اس موقع پر موجود تھے۔ تمام اخبارت نے کانفرنس کی کاروائی جلی سرخیوں میں شائع کی اور بعض نے خاص نمبر شائع کیے اور جامعہ سلفیہ کے سنگ بنیاد کے متعلق تفصیلات بیان کیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کے ارکان کے علاوہ مختلف مدارس کے شیوخ الحدیث اور مہتمم حضرات بھی شریک تھے۔

مولانا سید داؤد غزنوی کی تجویز کے مطابق ''جامعہ سلفیہ'' کی پہلی اینٹ فیصل آباد کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مشہور بزرگ حکیم نور الدین نے رکھی۔ اس کے بعد دو ممتاز شخصیات صوفی محمد عبداللہ (وفات: 1975ء) اور میاں محمد باقر (وفات: 1997ء) نے ایک ایک اینٹ رکھی۔

اس موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی نے نہایت موثر اور پرسوز تقریر کی جس میں مسلک اہل حدیث کی وضاحت فرمائی اور برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی تدریسی اور سیاسی خدمات کا تفصیل سے تذکرہ کیا اور جامعہ سلفیہ کے قیام کے مقاصد بیان کیے۔

اس کے بعد مولانا سید داؤد غزنوی نے بارگاہ رب العالمین میں ہاتھ پھیلائے اور خشوع وخضوع کے ساتھ طویل اور رقت انگیز دعا کی۔

اس وقت یہ جگہ شیخوپورہ روڈ پر فیصل آباد سے تین میل کے فاصلہ پر تھی۔ باہر شیخوپورہ روڈ پر بورڈ لگایا گیا جس پر "الجامعة السلفية" لکھا گیا۔

مالی تعاون:

جامعہ سلفیہ کے قیام نے اس وقت ایک بہت بڑی تحریک کی صورت اختیار کر لی تھی۔ جماعت کا ایک ایک فرد اس میں تعاون کے لیے پیش پیش رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی کی بھاگ دوڑ اور سرگرمیوں سے متاثر ہوکر پوری جماعت متاثر ہوگئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جماعت کے سامنے صرف یہی مسئلہ ہے اور وہ ہر اعتبار سے اس منصوبے کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کا عزم کیے ہوئے ہیں۔

اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ مولانا محمد اسحاق چیمہ، مولانا محمد صدیق، مولانا اللہ بخش کبیر پوری، مولانا عبداللہ ثانی، مولانا عبدالواحد، میاں فضل حق، مولانا قاضی محمد اسلم سیف، مولانا محمد یوسف انور، حافظ عبداللطیف (سمندری) خلیل اثری، حکیم ثناء اللہ و دیگر بہت سے رفقاء کرام گروپوں کی شکل میں دیہات میں جاتے اور جامعہ کے لیے تعاون اکٹھا کرتے۔

یہ تمام سرگرمیاں اخبار ''الاعتصام'' میں شائع ہوتی تھیں جو بزرگ جس انداز میں کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خدمت انجام دیتے اس کی پوری تفصیل اخبار میں چھپتی۔ ہر شخص اپنی حیثیت اور استعداد کے مطابق مالی تعاون کرتا تھا۔ پانچ اور دس روپے دینا بھی اس دور میں بڑی ہمت کا کام تھا۔ لیکن بہت سے لوگوں نے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں روپے دیئے۔ جامعہ کی تعمیر میں حاجی مولا بخش صاحب نشاط ٹیکسٹائل ملز لائل پور نے بیس لاکھ اینٹ اور میاں فضل حق صاحب نے ایک لاکھ اینٹ دی۔ (تقبل اللہ جھودھم)

جامعہ سلفیہ کے قیام و تعمیر کے سلسلہ میں پورے ملک کی جماعت نے جس مسرت آمیز جوش و خروش کا مظاہر کیا اور ہر شخص نے اپنی استطاعت کے مطابق جس اخلاص اور جذبے سے تعاون کا ہاتھ بڑھایا اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جامعہ سلفیہ کی دلی آرزو کا عملی پرتو اور اس کے ذہن کی صدائے دیرینہ کا صحیح ترین جواب ہے۔ جہاں عوام نے اس کی معاونت کو اپنا فریضہ قرار دیا۔

بے شک عظیم المرتبت تھے وہ لوگ جنہوں نے جماعت کی اس مرکزی درسگاہ کے قیام کا منصوبہ بنایا اور اس کی تعمیر و ترقی کے لیے جدوجہد کی۔ اس میں تدریسی سلسلے کا آغاز کیا اور آج تک یہ سلسلہ پوری شان و عزیمت سے جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

2

امراء

- مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ
- مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ
- علامہ حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ
- محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ
- ضیغم اسلام مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ
- شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ
- ولی کامل بقیۃ السلف حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ
- قائد اہل حدیث علامہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

نائب امراء

- علامہ قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ
- علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ
- مناظر اسلام مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمہ اللہ
- بطل جلیل علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ
(اوّلین صدر)

مولانا سید محمد داؤد غزنوی 1895ء کو حضرت الامام سید عبد الجبار غزنوی کے گھر امرتسر شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ سید عبداللہ غزنوی کے پوتے ہیں۔

تعلیم :...... ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سید عبد الجبار غزنوی اور مولانا عبد الاول غزنوی سے حاصل کی۔ اردو اور حساب کی تعلیم مولانا گل محمد سے حاصل کی۔ جنہیں سید عبد الجبار غزنوی نے مدرسہ غزنویہ میں رکھا ہوا تھا۔ دہلی ان ایام میں علوم دینیہ کا مرکز تھا اور آپ کا دل وہاں جا کر تعلیم حاصل کرنے کے لیے بے تاب تھا۔ لیکن اپنے والد گرامی سے اس قدر مرعوب اور ہیبت زدہ تھے کہ ان سے اجازت لینے کی جرأت نہ کر سکے۔ بلکہ دہلی پہنچ کر والد گرامی حضرت الامام عبد الجبار غزنوی کو خط لکھا اور دہلی میں قیام کی اجازت چاہی۔ آپ اس مادر علمی سے فیض یاب ہونے کے لیے بے قرار تھے جہاں سے سید عبداللہ غزنوی اور حضرت الامام عبد الجبار غزنوی فیض یاب ہو چکے تھے اور یہ درس گاہ میاں نذیر حسین محدث دہلوی (متوفی 1902ء) کی تھی۔ مولانا سید داؤد غزنوی کو استاذ الاساتذہ حضرت عبد اللہ غازی پوری رحمہ اللہ سے علم حدیث پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور حضرت مولانا عبد اللہ غازی پوری رحمہ اللہ حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے فیض یاب تھے حضرت میاں صاحب نے حضرت شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ سے استفادہ کیا اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے خلف الرشید تھے اور نواسے بھی اور شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے جانشین تھے۔ حضرت سید داؤد غزنوی نے علوم عقلی میں مولانا سیف الرحمٰن سے اکتساب کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عملی زندگی کا آغاز:

مولانا سید داؤد غزنوی فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے شہر امرتسر واپس تشریف لے آئے اور بڑی مستعدی اور ذوق وشوق کے ساتھ اپنی آبائی درس گاہ مدرسہ غزنویہ میں تفسیر اور حدیث کا درس دینے لگے۔ ایک عرصہ تک کتاب وسنت کے چشمہ صافی سے تشنگان علوم اسلامیہ کی پیاس بجھاتے رہے اور اس زمانے میں تدریس کے ساتھ ساتھ تبلیغ و اشاعت دین، تحریک آزادی وطن سے دلچسپی اور کمال خطابت کی وجہ سے امرتسر میں اپنا ایک مقام حاصل کر لیا تھا۔ آپ کو جو علمی اور روحانی میراث ملی تھی وہ اس کے سزاوار بھی تھے اور امین بھی۔ اگر آپ نے اپنا دامن سیاست میں الجھایا نہ ہوتا یا سیاست نے آپ پر دھاوا نہ بولا ہوتا اور آپ کی سرگرمیاں علمی حد تک محدود رہتیں تو بلاشبہ آپ کے فیوض وکمالات کمال صورت اختیار کر لیتے۔ آپ کا کتب خانہ بے مثل تھا آپ سفر وحضر اور ریل وجیل میں مطالعہ کے عادی تھے۔ آپ تمام علوم اسلامیہ پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ ذہانت وفطانت میں لاثانی شخصیت تھے۔ زہد و ورع، علم وفضل، تحقیق و دانش، عبادت وریاضت، جرأت و مردانگی اور وجاہت آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ آپ برصغیر کے ایسے دودمان عالی سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کے علمی و روحانی فیوض کے احساس سے پاک وہند کے لوگ سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

سیاست میں حصہ:

مولانا سید داؤد غزنوی اصلاً علمی ذوق رکھنے والے تھے۔ آپ تدریس کرنا چاہتے تھے لیکن حالات کی سنگینی اور وقت کے تقاضوں نے انہیں سیاست میں آنے پر مجبور کر دیا۔ مولانا سید داؤد غزنوی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے پنجاب میں جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی اور خلافت کمیٹی کی طرح ڈالی۔ نتیجتاً تین سال قید بامشقت ہوئی۔ دوسری مرتبہ 1925ء میں پکڑے گئے تیسری مرتبہ 1927ء میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کی تحریک میں گرفتار کیے گئے۔ مجلس احرار قائم ہوئی تو آپ اس کے بانیوں میں سے تھے۔ ایک عرصہ تک اس کے سیکرٹری جنرل رہے، کشمیر ایجی ٹیشن میں چوتھی مرتبہ قید ہوئے۔ تحریک مغل پورہ اور تحریک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کھپورتھلہ میں بھی گرفتار ہوئے۔ ہندوستان چھوڑو تحریک میں تقریباً تین سال جیل میں رہے۔ دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ میں گرفتار ہوئے۔ 1945ء میں صوبہ پنجاب کے کانگریس کے صدر چنے گئے۔ 1946ء کا الیکشن دھاری والا کی لیبر سیٹ سے لڑا اور پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1946ء میں کانگریس سے الگ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

پاکستان بنا تو سید حسین شہید سہروردی، نواب افتخار حسین ممدوٹ، میاں عبد الباری، چوہدری محمد افضل چیمہ اور مولانا عبد الستار خان نیازی سے مل کر جناح عوامی مسلم لیگ قائم کی۔ مارچ 1951ء کے صوبائی انتخابات میں چونیاں سے مہاجر سیٹ سے صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ آپ چیتے کا جگر اور شاہین کا تجسس رکھتے تھے۔ کٹ سکتے تھے مگر ضمیر کا سودا نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نہ دبنے والے اور نہ ہی ڈرنے والے تھے۔ آپ اپنے دور میں سب سے زیادہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ (وفات: 1958ء) سے متاثر تھے۔

آپ کے صاحبزادے پروفیسر سید ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں:

> ”میں نے ایک دفعہ ان سے پوچھا کیا آپ نے لیگ میں شامل ہوتے وقت ابو الکلام آزاد سے مشورہ کیا تھا؟ فرمانے لگے کہ اگر ان سے مشورہ کے لیے چلا جاتا تو مجھے کبھی مسلم لیگ میں شامل نہ ہونے دیتے۔ قرین مصلحت یہی تھا کہ لیگ میں شمولیت کے اعلان کے بعد ان سے ملاقات کی جاتی۔“

صحافت کی میدان میں:

مولانا سید داؤد غزنوی نے یکم اپریل 1927ء کو امرتسر سے ہفتہ وار ”مجلہ توحید“ کا پہلا شمارہ شائع کیا اور اس کے سرورق پر جلی حروف میں یہ دعا اور اس کا ترجمہ لکھا:

﴿رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا﴾ (بنی اسرائیل: 80)

”اے پروردگار! جس راستہ پر میں نے قدم رکھا ہے اور جو سفر میں نے اختیار کیا

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہے اس میں مجھے بہتر مقام تک پہنچا ئیو اور تمام مشکلات اور مخالف طاقتوں کے ہجوم سے بہتر طریق سے نکالیو۔ میں عاجز و کمزور اور ضعیف و ناتواں ہوں مگر تو اپنی نصرت واعانت سے اس کارزار حق و باطل میں فتح وغلبہ عنایت فرما۔ آمین''
اس ہفت روزہ کی پیشانی پر ہمیشہ یہ آیت مرقوم ہوتی تھی۔

﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

(آل عمران : 139)

مجلہ توحید میں دینی و مذہبی مضامین کے علاوہ آپ نے بلند پایہ علمی و تحقیقی مضامین بھی لکھے۔ ایک مضمون ''ایام ہدایت اور امام سیاست'' کے عنوان سے تین اقساط میں لکھا جس میں منصب امامت پر نہایت شرح و بسط سے روشنی ڈالی۔ ایک تحقیقی مضمون ''تدوین حدیث'' پر لکھا۔ جس کا عنوان تاریخ جمع و تدوین احادیث رسول ﷺ تھا۔ اس مضمون میں تحقیق پیش کی کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ و تابعین میں حدیث کا کتنا سرمایہ ضبط تحریر میں آ چکا تھا اور ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ اور ﴿اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ کی تشریح بھی فرمائی۔ آپ اپنے ہم عصر صحافیوں سے کبھی کبھار نوک جھونک میں بھی کرلیا کرتے تھے۔

رسالہ توحید میں لکھنے والے:

مجلّہ توحید میں حضرت سید داؤد غزنوی کے علاوہ بہت سے ممتاز علماء اور مقتدر ہستیوں کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ جن میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں:

مولانا سید سلمان ندوی، مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا عبد الواحد غزنوی (وفات: 1930ء)، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری (وفات: 1930ء)، مولانا محمد اسماعیل غزنوی، مولانا محمد علی قصوری ایم اے (وفات: 1956ء)، مولانا محی الدین قصوری۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تنظیم:

1947 میں پاکستان قائم ہوا۔ مشرقی پنجاب کے بساط ارضی خون مسلم سے رنگین ہوئی تو مسلمانوں نے مغربی پنجاب کا رخ کیا۔ ان میں امیر، فقیر، عوام اور علماء بھی تھے اور مسلک

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے بھی تھے اور دیگر مسالک کے لوگ بھی تھے۔ وہ دور انتہائی افراتفری اور تکلیف واذیت کا دور تھا۔ دوست واحباب اور رشتہ دار بچھڑ گئے۔ ماں باپ اور اولاد میں جدائی ہوگئی اور لوگوں کو یہ علم نہ تھا کہ کون کدھر ہے۔ علماء کرام جو اپنی اپنی جگہ سالہا سال سے درس و تدریس اور وعظ ونصیحت کے حلقے قائم کیے ہوئے تھے وہ سب مراکز اجڑ گئے۔ گویا کہ قیامت کا سماں تھا۔

مارچ 1948ء میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی سرگودھا میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جو کہ جماعت کی مرکزیت کی نشانی تھے۔ ان حالات میں مولانا محمد اسماعیل سلفی، حضرت مولانا سید داؤد غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نظم جماعت کے بارے میں گفتگو کی۔ اس بات کا ذکر سید داؤد غزنوی سے پروفیسر عبدالقیوم صاحب کر چکے تھے۔ اس سلسلہ میں مقامی جماعت سے بھی گفتگو ہوئی اور 24 جولائی 1948ء کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں مفسر قرآن علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب کی صدارت میں اجلاس ہوا۔ جس میں جماعت کے سرکردہ علماء کرام و زعماء نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں سید داؤد غزنوی کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کا صدر، پروفیسر عبدالقیوم کو ناظم اعلیٰ اور میاں عبدالمجید کو ناظم مالیات منتخب کیا گیا۔

آپ نے جماعت کی تنظیم کے لیے از حد محنت کی اور ملک کے بے شمار مقامات کے دورے کیے۔ دیہات، قصبات، گاؤں اور شہروں کے چکر لگائے اور ایک ایک مقام پر کئی مرتبہ تشریف لے گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث تنظیمی طور پر بلند درجے پر پہنچ گئی۔ جماعت میں رکن سازی کا شعور پیدا کیا۔ شہری اور ضلعی جمعیتیں قائم کیں اور باقاعدہ مجلس شوریٰ بنائی گئی۔ یہ شرف آپ ہی کو حاصل ہوا کہ جماعت کے لیے باضابطہ دستور مرتب کیا اور اسے جماعت میں نافذ کیا۔ مختلف علاقوں کے اہل حدیث عوام میں باہم تعلق اور ربط پیدا کرنے اور تبلیغ دین کے متعدد سالانہ کانفرنسوں کا اہتمام کیا۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت اور اس کی تحقیقات کے لیے حکومت کی طرف سے سابق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چیف جسٹس محمد منیر اور جسٹس ایم آر کیانی پر مشتمل ایک عدالت مقرر کی گئی۔ سب جماعتوں کے وکیل الگ الگ تھے۔ جو تحقیقاتی عدالت کے سامنے اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کرتے۔ تحفظ ختم نبوت کے رہنما جیل میں بند تھے۔ مذہبی جماعتوں کی مجلس عمل کے ناظم اعلیٰ مولانا سید داؤد غزنوی تھے۔ مجلس عمل کے وکیل مسٹر حسین شہید سہروردی تھے اور محترم سید داؤد غزنوی انہیں تیاری کراتے تھے لیکن مسئلہ میں کچھ ایسی پیچیدگیاں تھیں اور اس کی نوعیت میں کچھ ایسے الجھاؤ تھے کہ سہرودی صاحب نے وکالت سے معذرت چاہی اور وکالت و نمائندگی کا تمام تر بوجھ مولانا سید داؤد غزنوی پر آن پڑا۔ آپ کے انداز گفتگو اور دلائل سے متاثر ہو کر جسٹس کیانی نے کہا: ''اگر میرے بس میں ہوتا، تو میں آپ کو وکالت کا لائسنس دے دیتا، میں آپ کے دلائل سے بہت مستفید ہوتا ہوں۔''

مارشل لاء کے زمانہ میں آوازہ حق:

1958ء میں جب ملک میں مارشل لاء لگا ہوا تھا اور ہر طرف خوف و ہراس چھایا ہوا تھا۔ سب کی زبانیں گنگ تھیں۔ بڑے بڑے جغادری لیڈروں کی تحریر و تقریر مداہنت زدہ ہو گئیں تھیں۔ اس جمود کو توڑنے کا سہرا بھی اس ولی کامل مولانا سید داؤد غزنوی کو حاصل ہوا۔ جنہوں نے منٹو پارک میں خطبہ عید میں مارشل لاء کی خوب دھجیاں بکھیریں اور فوجی حکومت کی روش پر واشگاف الفاظ میں تنقید کی۔

آئینی کمیشن کے سوالنامے کا جواب:

فروری 1960ء میں سابق صدر ایوب خان نے ملک میں دستور کے لیے ایک آئینی کمیشن تشکیل دیا۔ اس کمیشن کی طرف سے چالیس سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ مرتب کیا گیا۔ جو اخبارات میں شائع ہوا اور ملک کی مشہور شخصیات کو سرکاری طور پر بھیجا گیا۔ اس ضمن میں مولانا سید داؤد غزنوی صاحب نے مولانا ابوالاعلی مودودی (متوفی 1979ء) اور دوسرے علماء سے رابطہ کر کے 5، 6 مئی 1960ء کو ملک کے تمام مکاتب فکر کے علماء کا اجلاس جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقد کیا۔ جس میں انیس علماء کرام شریک ہوئے۔ جواب کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسودہ سید داؤد غزنوی اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے مرتب کیا۔ اس میں مکمل جمہوریت کے نفاذ اور پارلیمانی نظام حکومت کے قیام کی واضح اور غیر مبہم الفاظ میں تائید کی گئی۔ اس مقصد کے لیے علماء کرام کو اکٹھا کرنے اور ایک جواب پر سب کو متفق کرنے میں آپ نے مؤثر کردار ادا کیا۔

مدینہ یونیورسٹی مشاورتی کونسل کی رکنیت:

مئی 1962ء میں شاہ سعود بن عبد العزیز نے اپنے سفیر متعین پاکستان کے ذریعے سے مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو مطلع فرمایا کہ انہوں نے مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر کی حیثیت سے انہیں ''مدینہ یونیورسٹی مشاورتی کونسل'' کا رکن نامزد کیا ہے۔ شاہ سعود نے یہ خواہش ظاہر کی تھی، آپ ایسے وقت سعودی عرب تشریف لائیں کہ حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کر سکیں اور 20 ذی الحجہ 1381ھ بمطابق 25 مئی 1962ء کو مدینہ یونیورسٹی کا افتتاح ہو رہا ہے۔ اس میں شرکت فرمائیں۔ آپ نے یہ دعوت قبول فرمائی اور 7 مئی کو لاہور سے کراچی روانہ ہوئے اور 9 مئی کو کراچی سے عازم حجاز مقدس ہوئے اور 15 جون 1962ء کو واپس لاہور تشریف لے آئے۔

وفات:

سید داؤد غزنوی آخری دو سال مسلسل بیمار رہے۔ دل کے عارضے میں مبتلا تھے۔ دل کی شریانوں میں خون گاڑھا ہو جانے کی وجہ سے دوران خون میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی۔ اس رکاوٹ سے شدید درد ہوتا تھا۔ 1962ء میں جب شاہ سعود کی دعوت پر سرزمین حجاز مقدس تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ میں دل کا شدید دورہ پڑا تھا۔ حجاز مقدس سے واپسی کے بعد اکثر آپ کو یہ تکلیف رہتی تھی۔ 5 مارچ 1963ء کو گلاب دیوی ہسپتال میں داخل ہوئے۔ آخری ایام میں بات کم کرتے تھے۔ "رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین" پڑھتے رہتے تھے اور کبھی "اللہ اللہ ربی لا اشرك به شيئاً" پکار اٹھتے۔

16 دسمبر 1963ء کو دل کا شدید دورا پڑا۔ دورے کی مدت دو چار لمحات سے زیادہ نہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ پیر کا دن اور چاشت کا وقت تھا جب آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ کے چہرے پر انتہائی طمانیت اور سکون تھا۔

اگلے روز جنازہ 9:30 بجے اٹھایا گیا۔ ہزاروں انسانوں کا ہجوم تھا۔ جنازہ میں زندگی کے تمام طبقات کے لوگ شریک تھے۔ علماء وطلباء، سیاستدان، سفیر، وزیر، جج اور صحافی بھی موجود تھے۔ چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے، عقیدت مند حضرات جنازے کو کندھا دینے کے لیے چارپائی کی طرف یوں لپکے جیسے پتنگے شمع دان پر گرتے ہیں۔ یونیورسٹی گراؤنڈ میں جنازہ پہنچا تو وہاں بھی آدمیوں کا ایک ہجوم منتظر تھا۔ آپ کے بیٹوں پروفیسر سید ابوبکر غزنوی اور سید عمر فاروق غزنوی کی خواہش کے مطابق نماز جنازہ مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب نے پڑھائی۔

جنازہ دیکھ کر لوگوں کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مقولہ یاد آ گیا۔ "الفرق بيننا وبين اهل البدع يوم الجنائز" اور پھر آپ کو میانی صاحب قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد ابراہیم کے گھر 1895ء کو گوجرانوالہ کی تحصیل وزیر آباد کے گاؤں ڈھونیکے میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد ابراہیم ایک سلفی عالم دین اور طبیب حاذق تھے اور فن کتابت کے ماہر تھے۔ جامع ترمذی کی مشہور شرح تحفۃ الاحوذی مؤلفہ مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (وفات: 1935ء) کی کتابت مولانا محمد ابراہیم نے کی تھی۔ مولانا محمد ابراہیم کے ہاں اولاد نہ تھی۔ اپنے استاد پنجاب مولانا عبدالمنان محدث وزیر آبادی سے دعا کروائی۔ جب اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطاء کیا تو مولانا محمد ابراہیم نے اپنے استاد محترم مولانا عبدالمنان وزیر آبادی سے بیٹے کا نام رکھنے کا پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: ابراہیم کے بیٹے کا نام اسماعیل ہی ہونا چاہیے۔

تعلیم:

مولانا محمد اسماعیل سلفی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اور اپنے گھریلو ماحول میں ایک عالم باعمل مولانا عمر الدین وزیر آبادی سے استفادہ کیا۔ آپ نے چھوٹی عمر میں نحو وصرف کی ابتدائی کتب پر عبور حاصل کر لیا اور نحو وصرف کی ابتدائی کتب کے ساتھ گلستان، بوستان اور دیگر کتب بھی پڑھیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے مولانا عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ (وفات: 1916ء) کی خدمت میں باقاعدہ زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ استاد موصوف نے تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کی تربیت پر بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ نے استاد پنجاب سے مکمل صحاح ستہ، اصول حدیث میں نخبۃ الفکر اور تفسیر جلالین پڑھی، حضرت مولانا عبدالمنان وزیر آبادی نے بکمال وتلطف مولانا محمد اسماعیل سلفی کو روایت کی اجازت دی اور سند بھی عطا فرمائی۔ یہ سند آپ کو 1333ھ میں دی گئی۔ اس کے بعد آپ دلی تشریف لے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئے اور پھاٹک حبش خان میں مدرسہ نذیریہ میں قیام کیا۔ یہ مدرسہ شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کی یادگار تھا۔ یہاں آپ نے شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار عمر پوری رحمہ اللہ (متوفی 1916ء) اور بعض دیگر مشائخ کرام سے علمی جواہر اکٹھے کیے۔

ان دنوں امرتسر میں علوم وفنون کا چرچا تھا۔ اکابرین خاندان غزنویہ علوم وفنون کا مرکز بن چکے تھے۔ مدرسہ غزنویہ میں آپ نے مولانا عبدالغفور غزنوی (وفات 1935ء) اور حضرت مولانا عبدالرحیم غزنوی (وفات: 1342ھ) سے استفادہ کیا۔ آپ نے اس دوران وہاں مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) سے فنون کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد علمی تشنگی کی سیرابی کے لیے سیالکوٹ کا رخت سفر باندھا۔ یہاں حضرت علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کا چرچا تھا۔ مولانا سلفی نے ان سے بھی کسب فیض کیا۔ حضرت علامہ ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ مولانا سلفی کے والد کے ہم نام تھے۔ انہوں نے مولانا سلفی کی ذہانت وفطانت کو آن واحد میں پہچان لیا اور اپنا روحانی بیٹا قرار دیا۔ علامہ میر سیالکوٹی نے اپنی عظیم الشان لائبریری مولانا محمد اسماعیل سلفی کی تحویل میں دے دی۔ اسی طرح مولانا سلفی مرحوم کو قدیم تفاسیر اور نادر ونایاب علمی کتابوں سے استفادہ کا موقع حاصل ہوا۔

گوجرانوالہ آمد:

گوجرانوالہ میں تین مساجد تھیں اور جماعت قلیل تھی۔ 1921ء میں جماعت کے احباب وفد کی شکل میں علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے پاس گئے اور گوجرانوالہ کے لیے مولانا محمد اسماعیل سلفی کا مطالبہ کیا اور مولانا سلفی صاحب کا عنفوان شباب کا زمانہ تھا۔ علامہ سیالکوٹی رحمہ اللہ نے وفد کا مطالبہ مان لیا اور مولانا محمد اسماعیل سلفی کو ہمراہ لے کر بنفس نفیس گوجرانوالہ تشریف لائے اور احباب جماعت سے کہا کہ میں تمہیں ایک ہیرا اور لعل دے رہا ہوں اس کی حفاظت کرنا اور اسے ضائع نہ کرنا۔ اس کے بعد آپ نے شہر گوجرانوالہ کو ایسا وطن بنایا کہ اس شہر میں منبر ومحراب کو چار چاند لگا دیے۔ کئی انقلاب آئے مگر آپ اپنے جادہ مستقیم پر رواں دواں رہے۔ آپ کے پائے عظمت میں کبھی بھی لغزش نہ آئی۔ مقام ومرتبہ کی چاہت اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دولت کی طلب آپ کو اپنے مقام سے نہ ہلا سکی۔

آپ نے جامع مسجد اہل حدیث چوک نیائیں میں مدرسہ محمدیہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ نہ صرف گوجرانوالہ اور اس کے مضافات بلکہ پاکستان کے تمام علاقوں کے طلبہ کو علوم اسلامیہ اور عربی ادب سے سیراب کرتا ہے۔ اس مدرسہ میں موصوف نہ صرف خود پڑھاتے رہے بلکہ وقت کے بہترین استاد متعین فرماتے رہے۔ ملک کے بڑے بڑے یگانہ لوگ اس مدرسہ محمدیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ تاہم مشہور تلامذہ یہ ہیں۔ مولانا محمد حنیف ندوی (وفات : 1987ء)، حکیم عبد اللہ نصر سوہدروی، مولانا محمد اسحاق بھٹی (وفات: 2015ء)، مولانا حکیم محمود سلفی اور مولانا خالد گھرجاکی (وفات: 2005ء)۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی (وفات: 1994ء) کو تدریس کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ مسئلہ کی وضاحت بڑے دلنشین انداز میں فرماتے تھے۔ اس شہرت کی بناء پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے وائس چانسلر مفتی اعظم شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ (وفات: 1999ء) نے آپ کو دعوت دی کہ آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں حدیث پڑھائیں لیکن آپ نے منظور نہ کیا۔ گوجرانوالہ اور پاکستان کو ترجیح دی۔ آپ نے اپنی جگہ استاذ العلماء حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ کو بھیج دیا۔ جنہوں نے دو سال تک جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پڑھایا۔

تصانیف:

ہمارے ممدوح مولانا محمد اسماعیل سلفی ایک کامیاب اور بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ تفسیر قرآن مجید کے بعد آپ کا پسندیدہ موضوع حدیث، حجیت حدیث، تدوین حدیث اور محدثین کرام کے کارنامے تھے۔ اس بناء پر آپ کو محدثین کرام اور مسلک اہل حدیث سے بے پناہ محبت اور شیفتگی تھی۔ جس کا بین ثبوت آپ کی تصنیفات ہیں۔ آپ کو اردو انشاء پردازی کے ساتھ ساتھ عربی زبان اور اس کے لب ولہجہ پر بھی عبور حاصل تھا۔ اس کی لطافتوں اور نزاکتوں کو بھی خوب سمجھتے تھے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

1: اسلامی حکومت کا مختصر خاکہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

2: مسئلہ حیات النبی ﷺ

3: جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث

4: تحریک آزادی فکر

5: حدیث کی تشریعی حیثیت

6: مقام حدیث قرآن کی روشنی میں

7: مسئلہ زیارت القبور

8: سبعہ معلقہ کا مکمل ترجمہ مع حل لغات اور اس کا پر مغز مقدمہ

9: رسول اکرم ﷺ کی نماز

10: مشکوٰۃ المصابیح کا اردو ترجمہ وتشریح

جماعتی زندگی:

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے جماعت اہل حدیث کو منظم اور فعال بنانے کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں ہیں۔ ابتداء سے ہی آپ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس سے وابستہ ہوئے اور مجلس عاملہ کے رکن بنے۔ قیام پاکستان کے بعد جب آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو سید داؤد غزنوی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عطاء اللہ حنیف اور دیگر علماء کرام نے مسلک اہل حدیث کے حاملین کو منظم اور فعال بنانے کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی بنیاد رکھی اور اس موقع پر صرف تین عہدیدار متفقہ طور پر منتخب کیے گئے۔

صدر:......مولانا سید داؤد غزنوی

ناظم اعلیٰ:......پروفیسر عبدالقیوم

ناظم مالیات:......میاں عبدالمجید

مئی 1949ء میں پروفیسر عبدالقیوم صاحب نے نظامت اعلیٰ سے استعفیٰ دے دیا کیونکہ وہ سرکاری ملازم تھے اور ان کی جگہ مولانا عطاء اللہ حنیف کو عارضی طور پر ناظم اعلیٰ مقرر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا۔ مستقل ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل سلفی کو بنایا گیا لیکن آپ اس وقت گوجرانوالہ کی میونسپل حدود میں نظر بند تھے۔ ستمبر 1949ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفی سے پابندی اٹھالی گئی تو آپ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ نومبر 1949ء میں حرمین شریفین کے سفر سے واپس آئے تو آپ نے نظامت اعلیٰ کی ذمہ داریاں ادا کرنا شروع کر دیں۔ آپ نے اپنے دور نظامت میں جماعت کو منظم کرنے کے لیے جو سعی وکوشش کی وہ قابل تحسین ہے اور آپ نے جماعت کی تنظیم سازی کے لیے دور ونزدیک کے سفر کیے، گاؤں، دیہات، قصبات اور شہروں میں گئے۔ لوگوں کو جماعت کی لڑی میں پرویا اور مقامی نظم قائم کیے۔

16 دسمبر 1963ء کو مولانا سید داؤد غزنوی صاحب فوت ہو گئے تو مولانا محمد اسماعیل سلفی کو مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا امیر مقرر کر دیا گیا اور پروفیسر سید ابوبکر غزنوی کو ناظم اعلیٰ بنا دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد پروفیسر ابوبکر غزنوی نے ناظم اعلیٰ کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا مگر مولانا محمد اسمایل سلفی اپنے انتقال 20 فروری 1968ء یعنی تادم واپسیں امیر رہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے فروغ واستحکام میں آپ نے اپنی ہڈیوں کا تیل دیا۔ جامعہ سلفیہ مولانا داؤد غزنوی اور مولانا محمد حنیف ندوی کا تخیل تھا لیکن اس کی تعمیر وترقی میں مولانا سلفی کی مخلصانہ مساعی سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی۔

قومی ومسلکی خدمات:

جماعت اہل حدیث کی کسی بھی قسم کی مذہبی وسیاسی سرگرمی میں مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ بدستور ایک اہم رکن کی حیثیت سے شامل رہے۔ جوانی میں سعی وہمت کا یہ حال تھا کہ 1924ء میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا اجلاس کر ڈالا جس کے صدر استقبالیہ مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی تھے۔ جماعت کو منظم کرنے کی دھن آپ پر سوار تھی۔ انجمن اہل حدیث پنجاب کا قیام عمل میں آیا تو اس میں مولانا محمد اسماعیل سلفی کا بہت عمل دخل تھا۔ 1931ء میں شاہ محمد شریف گھڑیالوی (وفات: 1944ء) کی سربراہی میں جمعیت تنظیم اہل حدیث پنجاب وجود میں آئی تو اس کے روح رواں آپ ہی تھے۔ جبکہ ناظم اعلیٰ مولانا قاضی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحیم تھے۔ 1946ء میں اہل حدیث کانفرنس دہلی میں بلائی گئی۔ تو آپ اس کے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد جہاں تک مغربی پاکستان کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کا تعلق ہے۔ یہ مولانا محمد اسماعیل سلفی کی مساعی و شبانہ روز محنت و ہمت کی رہین منت ہے۔ مولانا سید داؤد غزنوی کو ملکی سیاست کی دلدل سے نکال کر جماعت کی سربراہی کے لیے آپ نے ہی آمادہ کیا تھا اور پھر آخر تک موصوف کا ساتھ نبھایا۔

پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے مطالبے میں ہر قدم پر مولانا غزنوی کے ساتھ جماعت کی نمائندگی کی۔ چنانچہ اس کمیٹی کے آپ بھی رکن تھے جو 1952ء میں اسلامی آئین کی تشکیل کے لیے بنائی گئی تھی۔ 1953ء کی تاریخی تحریک ختم نبوت کے دوران مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے تین نمائندے تھے۔ (1) مولانا سید محمد داؤد غزنوی (2) مولانا محمد اسماعیل سلفی (3) مولانا عطاء اللہ حنیف۔ تاہم اس سلسلہ میں قید و بند کی سعادت مولانا محمد اسماعیل سلفی کے حصے میں آئی اور آپ کو گرفتار کر کے سینٹرل جیل گوجرانوالہ میں قید کیا گیا۔

تابندہ روایات کی حامل اہل حدیث کانفرنسیں:

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے ملک بھر کے حاملین کتاب و سنت کو ایک جگہ جمع کرنے اور ان کی تعلیم و تربیت کے لیے کے لیے آل پاکستان اہل حدیث کانفرنسوں کے اجراء کی تحریک پیش کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ملک بھر کے اہل حدیث احباب ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کریں اور ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھیں اور ایک دوسرے کی معاونت و مساعدت کریں۔ چنانچہ آپ کی حیات مستعار میں آپ کی تگ و دو سے 9 مرکزی کانفرنسیں منعقد ہو چکی تھیں۔

1: پہلی کانفرنس لاہور 27، 28 مئی 1949ء

صدارت: حضرت علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صدر مجلس استقبالیہ: حضرت مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ

2: دوسری کانفرنس ملتان 2، 3 اور 4 اپریل 1954ء۔

صدارت: مولانا محمد علی قصوری

صدر مجلس استقبالیہ: مولانا محمد اسحاق چیمہ

3: تیسری کانفرنس فیصل آباد، 3، 4 اپریل 1955ء

صدارت: مولانا محمد اسماعیل غزنوی

صدر استقبالیہ: مولانا محمد صدیق لائل پوری

4: چوتھی کانفرنس گوجرانوالہ 12، 13 اور 14 اکتوبر 1956ء

صدارت علامہ: خلیل عرب

صدر استقبالیہ: حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی

5: پانچویں کانفرنس سرگودھا 14، 15 اور 16 اکتوبر 1958ء

صدارت: حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی

صدر استقبالیہ: مولانا محمد رضاء اللہ ثنائی

6: چھٹی کانفرنس بمقام جامعہ سلفیہ فیصل آباد 20، 21 اور 22 اکتوبر 1961ء

صدارت: حاجی محمد یعقوب مالک فضل ربی ریڈیو کمپنی حیدر آباد

صدر مجلس استقبالیہ: مولانا محمد صدیق

7: ساتویں کانفرنس لاہور 2، 3 اور 4 نومبر 1962ء

صدارت: خان بہادر مولوی عبدالعزیز سابق چیف جسٹس ریاست فرید کوٹ

صدر استقبالیہ: حاجی محمد اسحاق حنیف

8: آٹھویں کانفرنس سیالکوٹ 2، 3 اور 4 اپریل 1965ء

صدارت: مولانا محی الدین قصوری

صدر مجلس استقبالیہ: الحاج شیخ محمد شفیع سیٹھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

9: نویں کانفرنس لاہور، نومبر 1967ء

صدارت: سید محب اللہ شاہ راشدی پیر آف جھنڈا

صدر مجلس استقبالیہ: مولانا محمد حنیف ندوی

مولانا محمد اسماعیل سلفی کی وفات کے بعد بھی مرکزی کانفرنسوں کا یہ مبارک سلسلہ جاری رہا۔

10: دسویں کانفرنس راولپنڈی 27، 28 اور 29 ستمبر 1968ء

صدارت: حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی

صدر استقبالیہ: مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح

11: گیارہویں کانفرنس لاہور 12، 13 اور 14 اپریل 1979ء

زیر صدارت: مولانا معین الدین لکھوی

صدر مجلس استقبالیہ: چوہدری محمد صادق ایڈووکیٹ

12: بارہویں کانفرنس لاہور 18 اپریل 1986ء

صدارت: شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ

خصوصی خطاب: شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر

13: تیرہویں کانفرنس لاہور 130 کتوبر 1987ء

زیر صدارت: شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ

14: چودہویں کانفرنس (بعنوان قضیہ خلیج) 15 فروری 1991ء

زیر صدارت: شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ

15: پندرہویں کانفرنس لاہور 13 نومبر 1992ء

زیر صدارت: شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ

صدر: استقبالیہ میاں محمد جمیل ایم اے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

16: سولہویں کانفرنس لاہور 17، 18 اکتوبر 1996ء

زیرِ صدارت: پروفیسر ساجد میر

صدر: استقبالیہ میاں محمد جمیل ایم اے

17: سترہویں کانفرنس ساہیوال 22، 23 اکتوبر 1998ء

زیرِ صدارت: پروفیسر ساجد میر

صدر استقبالیہ: مولانا عبدالرشید ہزاروی

18: اٹھارہویں کانفرنس ملتان 26، 27 اکتوبر 2000ء

زیرِ صدارت: پروفیسر ساجد میر

صدر استقبالیہ: مولانا سید خالد محمود ندیم

19: انیسویں کانفرنس سرگودھا 8، 9 اپریل 2004ء

زیرِ صدارت پروفیسر ساجد میر

صدر استقبالیہ: مولانا عرفان اللہ ثنائی

20: بیسویں کانفرنس لاہور 6، 7 نومبر 2008ء

زیرِ صدارت: پروفیسر ساجد میر

صدر استقبالیہ: ڈاکٹر حافظ عبدالکریم

21: اکیسویں کانفرس لاہور 8 اور 9 مارچ 2018ء

زیرِ صدارت: پروفیسر ساجد میر صاحب

صدر استقبالیہ: ڈاکٹر حافظ عبدالکریم

وفات:

برصغیر پاک و ہند کے اس عظیم رہنما اور فضل و کمال میں یگانہ روزگار علمی شخصیت پر فالج کا حملہ ہوا اور 20 فروری 1968ء کو صبح کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اگلے روز آپ کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جنازہ اٹھایا گیا اور گوجرانوالہ اسٹیڈیم میں لے جایا گیا۔ اسٹیڈیم میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ جنازے پر ایک آدمی نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا "جینا بھی ان لوگوں کا اور مرنا بھی ان لوگوں کا۔"

نماز جنازہ:

مولانا حافظ محمد یوسف گکھڑوی رحمہ اللہ نے نہایت الحاح وزاری سے نماز جنازہ پڑھائی، تمام مکاتب فکر کے علماء، سیاسی وفلاحی تنظیموں کے رہنماء شریک ہوئے اور ہر آنکھ نم تھی۔

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ

حافظ محمد محدث گوندلوی، میاں فضل دین کے گھر 4 رمضان المبارک 1315ھ بمطابق 27 جنوری 1898ء بروز جمعرات قصبہ گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ والد نے نام محمد اعظم اور والدہ نے محمد رکھا۔ کنیت ابوعبداللہ تھی۔ والد کی وفات کے بعد محمد کے نام سے معروف ہوئے۔ مدرسین و علماء اور اہل علم میں بڑے حافظ صاحب کے نام سے جانے جاتے تھے۔

تعلیم:

حافظ محمد گوندلوی کے والد گرامی میاں فضل دین اپنے بیٹے کو حافظ قرآن بنانے کا شوق تھا۔ جب حافظ محمد صاحب نے پندرہ پارے حفظ کر لیے تو آپ کے والد فوت ہو گئے۔ بقیہ پارے آپ نے قلیل مدت میں حفظ کر لیے۔ والد کی وفات کے بعد تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری والدہ پر آن پڑی چنانچہ اس نیک خاتون نے ابتدائی دینی تعلیم دلوانے کے لیے آپ کو گوجرانوالہ بھیج دیا۔ حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی صاحب گوجرانوالہ میں مولانا علاؤالدین رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کہ جامع مسجد اہل حدیث (چوک نیائیں) میں خطیب و مدرس تھے۔ حافظ صاحب نے مولانا علاؤالدین سے عربی ادب اور صرف ونحو کی چند ابتدائی کتابیں پڑھیں اور ان سے کچھ روحانی فیض بھی حاصل کیا۔

1910ء میں آپ کی والدہ کی خواہش پر عبداللہ کشمیری ٹھیکیدار نے حافظ محمد صاحب کو مدرسہ غزنویہ امرتسر میں داخل کروا دیا۔ جو کہ حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (متوفی 1298ھ) نے قائم کیا تھا۔ مدرسہ غزنویہ میں حضرت حافظ محمد گوندلوی نے علمی و روحانی دونوں طریقوں سے خوب استفادہ کیا۔ حافظ صاحب نے مولانا عبدالاول غزنوی سے بلوغ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المرام اور مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجہاد تک اور جامع ترمذی کا کچھ حصہ پڑھا۔ مولانا عبدالاول غزنوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جامع ترمذی کا نصف ثانی امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے پڑھا۔ دوران تعلیم آپ نے امام عبدالجبار غزنوی کے درس قرآن سے بھی خوب استفادہ کیا اور تفسیر قرآن کے بعض نکات بھی سمجھے۔ جب امام عبدالجبار غزنوی فوت ہو گئے تو اس کے بعد سید عبدالغفور غزنوی (برادر سید عبدالاول غزنوی) سے ترمذی کا آخر، سنن ابن ماجہ کا نصف اول اور مشکوٰۃ المصابیح نصف آخر تک پڑھیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی اول سے آخر تک سنائیں۔

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے ایک انٹرویو میں فرمایا تھا کہ: سید عبدالاول غزنوی اور امام عبدالجبار غزنوی صاحب کی وفات کے بعد مجھے بہت محنت کرنا پڑی جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ میں نے ایک ماہ میں ابوداؤد اور دو ماہ میں صحیح بخاری سنائی۔

مولانا محمد حسین ہزاروی سے صرف، نحو، الفیہ، کافیہ، شرح جامی، کچھ مختصرات منطق، ابتدائی اصول فقہ، اصول شاشی، حسامی، نورالانوار اور متوسط کتب درسیہ پڑھیں۔

امرتسر کے مرکز علم سے فیض یاب ہونے کے بعد آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں طبیہ کالج میں داخلہ لیا۔ علم طب میں آپ کے استاد مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان تھے۔ آپ نے حکیم اجمل صاحب کے لیکچروں سے بہت استفادہ کیا۔ حکیم اجمل خان فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے اس شاگرد (حافظ محمد گوندلوی) کے سامنے لیکچر دینا ہوتا ہے تو بہت زیادہ تیاری کرنا پڑتی ہے۔ حضرت حافظ صاحب نے طبیہ کالج سے گولڈ میڈل حاصل کیا۔

دہلی میں قیام کے دوران آپ نے مولوی فاضل کا امتحان نمایاں پوزیشن میں پاس کیا اور آپ نے میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کی مسجد واقع پھاٹک حبش خان میں قیام کیا اور درسی کتب میں تفسیر، قرأت، ادب، اصول کلام، منطق، فلسفہ و ہیئات، ریاضی وغیرہ علوم کی آخری درجہ کی کتب پڑھیں۔ وہیں آپ نے تفسیر بیضاوی، شرح الوقایۃ الھدایۃ، اصول الفقہ میں التوضیح والتلویح، السراجی، شرح عقائد نسفیہ اور اس کا حاشیہ امام خیال کا معانی و بیان، دیوان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حماسہ، دیوان متنبی، مقامات حریری کے ابتدائی چار مقامات اور مسلم کی شروحات ملاحسن، حمد اللہ، قاضی مبارک اور شرح المطالع اور امام طوسی کی شرح الاشارات، التصریح، شرح سبع شداد اور اس کے علاوہ مختلف علوم کی کتب ان کے ماہر اساتذہ مولانا احمد اللہ دہلوی، مولانا عبدالرحمن پنجابی، مولانا محمد اسحاق منطقی (رامپوری) مولانا عبدالرحیم ولائتی دہلوی اور مولانا عبدالرزاق پشاوری سے پڑھیں۔ مولانا عبدالرزاق پشاوری نے اس دوران حضرت حافظ صاحب سے تجوید کی کتاب کا درس لیا۔

آپ نے استاد پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی سے بھی حدیث کی سند حاصل کی تھی۔ اس طرح حافظ محمد گوندلوی دو طریق سے سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ حضرت امام عبدالجبار غزنوی اور حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے طریق سے۔

تدریسی خدمات:

تحصیل و تکمیل علم کے بعد یہ آفتاب علوم وفنون کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اپنے آبائی مسکن واپس لوٹا اور اپنے ہم وطنوں کو علم دین کے نور سے منور کرنے لگا۔ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے تقریباً دس سال مدرسہ نصرۃ الاسلام گوندلانوالہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ حافظ صاحب نے دو ادوار میں گوندلاں والا میں پڑھایا 1921ء تا 1926ء اور 1929ء تا 1932ء۔

آپ نے دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں تقریباً ایک سال تک تدریس کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس دوران وہاں کے اساتذہ کرام مولانا عبید اللہ اور مولانا نذیر احمد رحمانی (وفات: 1965ء) نے بھی آپ سے خوب استفادہ کیا جو کہ آپ کے علوم و کمالات میں یکتائے روزگار ہونے کی روشن دلیل ہے۔ بعدازاں آپ گوندلاں والا تشریف لے آئے۔ 1933ء میں حافظ محمد صاحب نے مدراس کے جامعہ عربیہ عمر آباد میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیئے۔ آٹھویں جماعت کی صحیح بخاری، حجۃ اللہ البالغہ اور ایک آدھ سبق حافظ صاحب کو دیئے گئے تھے۔ یہاں کی آب و ہوا چونکہ آپ کو موافق نہ آئی اس لیے خرابی صحت کی وجہ سے آپ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے اس گلستان علم میں مزید ٹھہرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس تشریف لے آئے۔

جامعہ رحمانیہ دہلی اور جامعہ عربیہ عمر آباد مدراس میں آپ تدریس کے فرائض سرانجام دے چکے تھے۔ لہٰذا آپ کی شہرت اور علمی قابلیت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ اس شہرت کے پیش نظر مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) کے ارباب انتظام نے حضرت حافظ صاحب کی خدمات حاصل کر لیں۔ آپ نے 1935ء تا 1942ء تک مدرسہ محمدیہ میں مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی معیت میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس دوران مولانا محمد اسماعیل سلفی نے بھی آپ سے مسلم الثبوت اور شرح العقائد وغیرہ کتب پڑھیں۔

1943ء تا 1945ء حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی کی خدمات جماعت کے مشہور بزرگ صوفی محمد عبد اللہ رحمہ اللہ (وفات: 1975ء) نے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے لیے حاصل کر لیں اس دوران آپ نے وہاں تشنگان علم کی پیاس بجھائی۔

1949ء میں حافظ محمد گوندلوی صاحب دوبارہ گوجرانوالہ تشریف لے آئے اور آبادی حاکم رائے کے قریب محلہ چاہ چوہاناں والا میں آپ نے ایک قطعہ اراضی اپنی گرہ سے آٹھ سو روپے میں خریدا۔ جس پر آپ مسجد و مدرسہ بنانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ چوہدری محمد دین گوندل، صدر دین اور انصاری صاحب نے حافظ صاحب کو مشورہ دیا کہ آپ ہماری مسجد میں تشریف لائیں اور طلبہ کو تعلیم دیں۔ حافظ صاحب نے ان کا مشورہ قبول کر لیا اس مسجد میں تشریف لے گئے اور یہاں مدرسہ اعظمیہ قائم کیا۔ بعد ازاں اراکین ٹاہلی والی مسجد کو بے شمار دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا مگر انہوں نے ہر مشکل حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور حضرت حافظ صاحب کا ساتھ دیا۔

اس چھوٹی سی مسجد میں جہاں یہ مدرسہ قائم تھا۔ بڑے بڑے مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ حضرت محمد گوندلوی صاحب سے صحیح بخاری، موطا امام مالک، شرح العقائد، مسلم الثبوت اور سراجی پڑھا کرتے تھے۔

1949ء میں ہی گوجرانوالہ کی ایک تاجر شخصیت حاجی محمد ابراہیم انصاری اور ان کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برادران نے ایک مدرسہ جامعہ اسلامیہ کے اجراء کا منصوبہ بنایا اور اس کا سنگ بنیاد 1949ء میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے رکھا۔ حاجی ابراہیم انصاری اور ان کے رفقاء نے اس پودے کی آبیاری کے لیے حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی کے باب علم پر دستک دی اور آپ سے درخواست کی کہ آپ ہمارے مدرسہ کی سرپرستی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے وہاں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیئے۔ جامعہ اسلامیہ (گوجرانوالہ) میں پانچ سال تک صرف منتہی طلبہ کی تدریس کا انتظام تھا۔ آپ نے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں دو بار پڑھایا۔ 1949ء تا 1956ء پہلے دور کا اختتام ہوتا ہے۔ دوسرا دور 1966ء تا 1970ء کا دور ہے جو کہ مدینہ یونیورسٹی سے واپسی کے بعد کا دور ہے۔

4 اپریل 1955ء کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جامعہ سلفیہ کی تعمیر تک تعلیم دارالعلوم تقویۃ الاسلام کی عمارت شیش محل روڈ لاہور میں تھی۔ 22 جون 1952ء کو جامعہ سلفیہ کے ثانوی درجے کا افتتاح جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد میں کیا گیا اور 1956ء میں جامعہ سلفیہ کا تعمیراتی کام تیزی سے شروع ہوگیا اور آہستہ آہستہ تدریس کا بھی۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد چوں کہ جماعت کی مرکزی درس گاہ تھی۔ لہٰذا اس میں شیخ الحدیث اور صدر مدرس کے منصب کے لیے بڑی علمی شخصیت کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کے پیش نظر اراکین جماعت کی نگاہ میں حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت نہ تھی۔ اس مقصد کے لیے حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ میں حاجی محمد ابراہیم انصاری کے پاس تشریف لے گئے جو کہ جامعہ اسلامیہ کے صدر منتظم تھے۔

حضرت سید داؤد غزنوی نے حاجی محمد ابراہیم انصاری سے فرمایا کہ ہم آپ سے ایک سوال کرنے آئے ہیں۔ حاجی صاحب حیران ہو گئے اور کہا کہ حضرت آپ کیا چاہتے ہیں؟ حکم فرمائیں ہم حاضر ہیں۔ حضرت غزنوی نے مزید فرمایا کہ وعدہ کرو جو مانگوں گا وہ دیں گے۔ حاجی صاحب نے وعدہ کیا تو مولانا نے کہا کہ ہم آپ سے حافظ محمد گوندلوی کو جامعہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلفیہ کے لیے مانگنے آئے ہیں۔ وہ جماعت کا مرکزی مدرسہ ہے اور حافظ صاحب کے بغیر نہیں چل سکتا۔ یہ سن کر حاجی صاحب کچھ دیر کے لیے خاموش رہے اور سوچنے لگے۔ پھر کہا حضرت دل نہیں چاہتا کہ حضرت حافظ محمد صاحب جیسی شخصیت کے فیض سے ہم اپنے آپ کو محروم کرلیں لیکن چونکہ آپ ہمارے امیر ہیں اور سوال بھی جماعت کی خاطر کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم جماعت کی خاطر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس طرح مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے حاجی ابراہیم انصاری صاحب کو حافظ محمد گوندلوی کو جامعہ سلفیہ لے جانے پر آمادہ کیا۔ 18 مئی 1957ء کو جامع مسجد اہل حدیث امین پور فیصل آباد میں افتتاحی اجلاس ہوا جس میں حضرت سید داؤد غزنوی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی نے اظہار خیال فرمایا۔ اس کے بعد حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی نے شیخ الجامعہ کی حیثیت سے بخاری شریف کا درس دیا۔ حافظ محمد گوندلوی صاحب 1957ء میں جامعہ سلفیہ تشریف لائے تو وہاں پر آپ کو صحیح بخاری، موطا امام مالک، حجۃ اللہ البالغہ، مسلم الثبوت، سراجی اور شرح العقائد جیسے اہم اسباق تفویض کیے گئے۔

فروری 1963ء میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ (وفات: 1983ء) نے چوک دال بازار میں جگہ کرایہ پر لے کر جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کا اجراء کیا۔ یہاں مارچ 1963ء میں حافظ محمد عبداللہ روپڑی اور حافظ محمد محدث گوندلوی نے تعلیم کا آغاز کیا۔ اس دارالعلوم کی انتظامیہ کا نام ''اخوان اہل حدیث'' رکھا گیا۔ 1968ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد مولانا محمد عبداللہ نے مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) کا انتظام و انصرام سنبھالا تو جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کو اپنے استاد مکرم کی عظیم درس گاہ میں مدغم کر دیا اور اسے جامعہ محمدیہ کا نام دیا اس طریقے سے جامعہ شرعیہ کی مدت حیات صرف چار سال پر محیط ہے۔ حافظ صاحب نے جامعہ شرعیہ میں تقریباً سوا سال تدریس کی۔

1961ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا قیام عمل میں آیا۔ جب محدث زمان الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (وفات: 1999ء) کی مسند خالی ہوئی تو سب کی نظر انتخاب حافظ محمد

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

محدث گوندلوی پر پڑی اور فوری طور پر جامعہ کے استاذ الشیخ عبد القادر حبیب اللہ سندھی رحمہ اللہ (وفات: 1999ء) کو پاکستان بھیجا کہ وہ کسی طرح سے حافظ صاحب کو جامعہ اسلامیہ کے لیے بطور شیخ الحدیث اپنے ساتھ لائیں۔ شیخ عبد القادر صاحب سب سے پہلے مولانا محمد اسماعیل سلفی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے مشورہ کیا۔ آپ نے حافظ صاحب کو مدینہ منورہ لے جانے کے لیے فرمایا۔ اور فرمایا کہ میری نظر میں پاکستان کے جملہ اہل علم حضرات میں کوئی بھی حضرت حافظ صاحب جیسا عالم اور تجربہ رکھنے والا نہیں ہے۔ شیخ عبد القادر نے حضرت حافظ محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر رئیس الجامعہ الشیخ عبد العزیز بن باز کا پیغام پہنچایا اور آپ کو جامعہ اسلامیہ آنے کی دعوت دی۔ حضرت حافظ صاحب نے اس دعوت کو قبول فرمایا اور مدینہ تشریف لے گئے۔ جب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے جامعہ مدینہ میں آپ کی آمد کی خبر پہنچی تو شیوخ کرام نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ حافظ صاحب نے جب درس شروع کیا تو اکثر علماء استفادہ کے لے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے۔ آپ کے درس میں الشیخ محمد مجذوب اور الشیخ محمد ابراہیم شکری الاردنی شریک ہوتے حتی کہ شیخ عطیہ سالم جیسے مشہور ومعروف عالم بھی حافظ صاحب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ دو سال تک آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور بے شمار خوشگوار یادیں اہل علم کے قلوب واذہان میں چھوڑ آئے۔

مدینہ یونیورسٹی سے واپس آ کر پھر جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے وابستہ ہو گئے اور منتہی طلبہ کو صحیح بخاری اور خلاصۃ التفسیر پڑھاتے تھے۔ یعنی متعدد تفاسیر کا خلاصہ بتاتے تھے۔

مولانا محمد عبد اللہ جامعہ محمدیہ کے منتظم تھے۔ مولانا محمد عبد اللہ نے اپنے استاذ مکرم حضرت العلام حافظ محمد صاحب سے گزارش کی کہ آپ جامعہ کی سرپرستی فرمائیں تو حضرت حافظ صاحب نے آپ کی درخواست قبول فرمالی اور شیخ الحدیث کی مسند پر جلوہ افروز ہو گئے۔ پھر تا حیات یہیں علم کے موتی بکھیرتے رہے۔ اس دوران جامعہ اسلامیہ سے بے شمار طلبہ حضرت حافظ صاحب کے درس میں شامل ہونے کے لیے جامعہ محمدیہ آتے تھے۔ بیماری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے آپ نے آخری سال بخاری شریف اپنے گھر کی بیٹھک میں پڑھائی۔

تلامذہ:

حافظ محمد محدث گوندلوی نے 62 سال تدریس فرمائی اس لیے آپ کے تلامذہ کا شمار ممکن نہیں ہے۔ البتہ چند مشہور تلامذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

1: مولانا عبید اللہ رحمانی (وفات: 1994ء)

2: مولانا عطاء اللہ حنیف (وفات: 1987ء)

3: مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی (وفات: 1987ء)

4: مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ (وفات: 2001ء)

5: مولانا محمد اسحاق (وفات: 1967ء)

6: مولانا محمد عبدہ الفلاح (وفات: 1999ء)

7: مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی (وفات: 1991ء)

8: مولانا محمد حنیف ندوی (وفات: 1987ء)

9: مولانا عتیق الرحمٰن وزیر آبادی

10: مولانا محمد صادق خلیل (وفات: 2004ء)

11: مولانا علم الدین سوہدروی

12: مولانا محمد اعظم (وفات: 2011ء)

13: مولانا عبدالقادر ندوی (وفات: 2011ء)

14: مولانا محمد صدیق فیصل آبادی (وفات: 1989ء)

15: مولانا محمد اسحاق بھٹی (وفات: 2015ء)

16: مولانا عبدالخالق قدوسی شہید (شہادت: 1987ء)

17: مولانا محمد علی جانباز (وفات: 2008ء)

18: مولانا عطاء الرحمٰن اشرف (وفات: 2011ء)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

19: مولانا معین الدین لکھوی (وفات: 2011ء)

20: مولانا محمد اسحاق چیمہ (وفات: 1993ء)

21: مولانا حافظ عبدالمنان نور پوری (وفات: 2012ء)

22: مولانا محمد خالد گرجاکھی (وفات: 2005ء)

23: مولانا قاضی محمد اسلم سیف (وفات: 1996ء)

24: شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید (شہادت: 1987ء)

25: علامہ محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور (وفات: 2002ء)

26: مولانا حکیم محمود سلفی (وفات: 1994ء)

27: ڈاکٹر عبدالرشید اظہر (شہادت: 2012ء)

28: حافظ محمد بھٹوی (وفات: 1995ء)

29: حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ

30: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

تصانیف:

حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی جہاں فن تدریس کے امام تھے۔ وہاں آپ بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1: تقاریر صحیح بخاری

2: بغية الفحول شرح رساله اصول فقه شاه اسماعيل شهيد.

3: تحفة الاخوان.

4: البدور البازغة.

5: مسئلہ ایمان۔

6: شرح مشكوة المصابيح.

7: حواشى صحيح البخارى.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

8: آمالی علی البخاری .

9: زبدة البیان فی تنقیح حقیقة الایمان وتحقیق زیادة و نقصان .

10: ذوام حدیث

11: تنقید المسائل .

12: ختم نبوت

13: معیار نبوت

14: اسلام کی پہلی کتاب

5: اسلام کی دوسری کتاب

16: الاصلاح (ج 1) .

17: الاصلاح (ج 2) .

18: خیر الکلام فی وجوب الفاتحة خلف الامام .

19: اثبات التوحید فی ابطال التثلیث .

20: التحقیق الراسخ .

21: صلوٰۃ مسنونہ

22: ایک اسلام

23: اھداء وثواب .

24: ردمولودمروج

25: تحفة الواعظین منظوم .

26: حنفی اہل حدیث

27: سنت خیر الانام درسہ وترک سلام

28: ردحسن المولد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قوت حافظہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ قوت حافظہ سے نوازا تھا۔ آپ کی قوت حافظہ خیر القرون کے محدثین کرام کی قوت حافظہ کی یاد تازہ کر دیتی تھی۔ آپ جو کچھ پڑھ لیتے وہ ازبر ہو جاتا۔ آپ کو حدیث کی اکثر کتابیں ازبر تھیں۔ خصوصاً بخاری شریف اور مشکوٰہ شریف تو آپ کی زبان پر مثل سورۃ فاتحہ چلتی تھیں۔ اس کے علاوہ شروح حدیث کی طویل سے طویل عبارات زبانی پڑھتے چلے جاتے گویا کہ کتاب سامنے رکھی ہوئی ہو۔ آپ کی شخصیت سراسر علمی اور دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ ایک بہت بڑے محدث، فقیہ، لغوی، نحوی، صرفی اور جملہ علوم وفنون عربیہ واسلامیہ کے ماہر تھے اور صوفیاء کرام کی آراء وخیالات سے بھی ماہرانہ واقفیت رکھتے تھے۔

جب آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے تو ایک دفعہ کسی اہم مسئلے پر گفتگو ہو رہی تھی۔ گفتگو کے دوران شیخ محمد امین شنقیطی نے جو کہ تفسیر اضواء البیان کے مصنف ہیں۔ حافظ محمد محدث گوندلوی سے چند روایات دریافت کیں تو حافظ محمد صاحب نے فرمایا کہ یہ سب روایات ترمذی میں موجود ہیں۔ اس مجلس میں موجود تمام لوگوں نے بیک زبان کہا کہ مطلوبہ روایات ترمذی میں کسی بھی جگہ موجود نہیں ہیں۔ اسی وقت حافظ صاحب نے وہ تمام روایات ایک ایک کر کے جامع ترمذی سے دکھا دیں۔ جس پر صاحب اضواء البیان شیخ امین شنقیطی نے کہا:

"ما رأیت اعلم علی وجه الارض من هذا الشیخ"

""میں نے روئے زمین پر آج تک آپ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔""

ازدواجی زندگی:

حافظ محمد محدث گوندلوی نے دو شادیاں کیں تھیں۔ پہلی شادی مولانا فقیر اللہ مدراسی رحمہ اللہ (وفات: 1923ء) کی صاحبزادی کے ساتھ انجام پائی۔ اس نیک بخت خاتون سے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں تھیں۔ جبکہ دوسری شادی گوجرانوالہ کے قریب گاؤں مرالی والہ سے کی تھی۔ اس سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب کو دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا کیں۔ ان میں سے دو بیٹیاں تو بچپن میں فوت ہوگئیں اور بڑی بیٹی شہد ملت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کے عقد میں آئی۔

تنظیمی خدمات:

1948ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو حافظ محمد گوندلوی کو بھی مرکزی مجلس عاملہ کا رکن نامزد کیا گیا۔ لیکن آپ بنیادی طور پر خلوت نشین اور کثیر المطالعہ شخص تھے۔ آپ کو مطالعہ کتب اور تدریس علم سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی۔ آپ علی الصبح مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوتے تو ظہر نماز سے پہلے اٹھنے کا نام نہ لیتے اور دوران تدریس بہت کم ملاقاتیوں سے میل جول کرتے اسی لیے عملی سیاست اور تنظیمی کاموں میں بہت کم حصہ لیا۔ 1968ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفی کی وفات کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث کے انتخابات کے لیے برکت ہال لاہور میں مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی کو امیر جماعت منتخب کیا گیا گو کہ بعض افراد نے اس کی مخالفت کی مگر اکثریت نے آپ کو ہی امیر منتخب کیا۔

وفات:

حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی نے 14 رمضان المبارک 1405ھ بمطابق 4 جون 1985ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کیا۔ اگلے دن مولانا محمد عبد اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان کلاں میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علیم ناصری نے حضرت حافظ محمد صاحب کی وفات پر اپنے جذبات کا یوں اظہار کیا۔

رحلت حضرت محدث نے کیا یوں مضمحل
سب مجنوں کے حواس و ہوش یکسر کھو گئے

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محدث دیار سندھ علامہ

سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ

سید بدیع الدین شاہ، سید احسان اللہ شاہ راشدی کے گھر 10 جولائی 1924ء بمطابق 18 ذی الحجہ 1343ھ کو گوٹھ فضل اللہ شاہ (سابق پیر جھنڈا) نزد نیو سعید آباد تحصیل ہالا ضلع حیدر آباد (حال ضلع مٹیاری) میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

سید بدیع الدین شاہ راشدی نے اپنے خاندانی مدرسہ موسوم بہ ''دارالرشاد'' میں ہی تعلیم مکمل کی۔ آپ کے والد گرامی سید احسان اللہ شاہ راشدی نے آپ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ آپ اپنی خودنوشت (عربی) میں لکھتے ہیں کہ ''سب سے پہلے میں نے قرآن مجید پڑھا پھر نصاب کے مطابق پڑھائی شروع کی اور حدیث میں سب سے پہلے امام نووی کی اربعین پڑھی اور والد صاحب کو سنائی۔ والد صاحب نے خوش ہو کر مجھے بلوغ المرام پڑھنے کا حکم دیا۔ ابھی اس کے نصف تک ہی پہنچا تھا کہ خدائے برتر کا بلاوا آیا اور والد محترم اللہ کے ہاں پہنچ گئے۔ اس وقت میری عمر تقریباً تیرہ سال تھی۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے علاوہ درج ذیل اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

شیخ محمد اسماعیل بن عبدالخالق سندھی، شیخ ولی محمد بن عامر کیریو، شیخ محمد سلطان کوریجو (ہالا)، شیخ شفیع محمد (سکرنڈ)، شیخ محمد نور عیسیٰ خیل (پنجاب)، شیخ عبدالرحمٰن رامپوری، شیخ قطب الدین ہالیجوی، حافظ محمد امین متوہ، شیخ بہاؤ الدین جلال آبادی (افغانستان)، شیخ محمد ایوب (افغانستان)، شیخ محمد احمد (لدھیانوی)، شیخ محمد مدنی، شیخ عبداللہ بن عمر بن عبدالغنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کھڈہری (نواب شاہ)، شیخ محمد خلیل بن محمد سلیم لدھیانوی (خیر پور سندھ) ودیگر اساتذہ۔

اجازت حدیث:

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی نے مدرسہ کا نصاب مکمل کرنے کے بعد درج ذیل علماء سے اجازت حدیث حاصل کی۔

1: شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (وفات: 1948ء)

2: الشیخ محدث حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ (وفات: 1964ء)

3: الشیخ محدث ابو سعید شرف الدین الدہلوی تلمیذ الشیخ بشیر الدین السہسوانی رحمہ اللہ (وفات: 1961ء)

4: الشیخ محدث نیک محمد ابو اسحاق رحمہ اللہ (وفات: 1954ء)

5: الشیخ ابو محمد عبدالحق بہاولپوری مہاجر مکی رحمہ اللہ (وفات: 1972ء)

قوت حافظہ:

اللہ تعالیٰ نے محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی کو بہت اعلیٰ قوت حافظہ سے نوازا تھا اور آپ نے صرف تین ماہ کی قلیل مدت میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ آپ کے حافظے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تفسیر یا دوسری کتاب لکھواتے وقت فرماتے تھے کہ فلاں کتاب لاؤ اور اس کا صفحہ نمبر فلاں کھولو الغرض جوانی کی عمر میں پڑھی ہوئی کتب کے حوالہ جات بھی صفحہ وجلد نمبر یاد ہوتے تھے۔

مطالعہ کتب:

آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ آپ تفسیر، علوم القرآن، حدیث، علوم الحدیث، تراجم، رجال، شروح الحدیث، اصول فقہ، کتب فقہ المذاہب الاربعہ، تقابل الادیان، ادب، تاریخ، لغت، عقائد، منطق، معانی، بلاغت، شعر وغیرہ کی کتب پر مطالعہ بہت گہرا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سریع الفہم بنایا تھا اور ہر علم پر آپ کو دسترس حاصل تھی اور خاص طور پر تفسیر، علوم القرآن، حدیث، علوم حدیث، رجال، اعتقاد سلف الصالحین اور مذاہب باطلہ وفرق ضالہ پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رد کے ساتھ شغف تھا۔

تدریس:

اللہ تعالیٰ نے سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کو تدریس میں بھی بڑا ملکہ عطاء کیا تھا۔ جامع اور مختصر الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنا آپ کا خاصہ تھا۔ آپ جامع المنقولات والمعقولات تھے۔ آپ سے جو بھی طالب علم آ کر جو کتاب پڑھنا چاہتا، آپ بغیر پیشگی مطالعہ کے اس کو پڑھا دیتے تھے۔ آپ نے اپنے طالب علمی دور میں بھی بعض طلبہ کو نحو وصرف کی ابتدائی کتب اور حدیث کی بعض کتب مثلاً شمائل ترمذی وغیرہ پڑھائیں۔ آپ نے جب نیو سعید آباد سے متصل اپنا گاؤں آزاد پیر جھنڈو قائم کیا اور وہاں پر المدرسہ المحمدیہ کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی تو وہاں پر آپ پڑھاتے بھی رہے۔

آپ غالباً 1974ء میں پاکستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تھے اور وہاں 1978 تک قیام پذیر رہے۔ اس دوران روزانہ حرم مکی میں تفسیر ابن کثیر اور صحیح بخاری پڑھاتے تھے۔ شاہ صاحب کا یہ تدریس کا ایک سنہری دور تھا۔ اس دوران دنیا کے طول وعرض سے ہزاروں تشنگان علم نے آپ سے استفادہ کیا۔ عرب ممالک سے بے شمار خاص طور پر آپ سے استفادہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آتے اور آپ کے دروس ریکارڈ کرتے۔ اس طرح سے آپ کی شہرت دنیا کے اکثر اسلامی ممالک میں پہنچی۔ اسی لیے آپ کو شیخ العرب والعجم کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

شاہ صاحب نے اس دور کے مجلس القضاء الاعلیٰ کے رئیس اور ممتاز عالم دین علامہ عبد اللہ بن حمید رحمہ اللہ کی درخواست پر معھد الحرم المکی میں دو سال پڑھایا۔ اس سے قبل مکہ مکرمہ کی معروف درس گاہ دارالحدیث الخیریہ میں ایک سال پڑھایا۔ اس دوران آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کی دعوت پر دو مرتبہ محاضرہ (لیکچر) دیا۔ یہاں پہلی مرتبہ اتباع الکتاب والسنۃ اور صوفیت کے رد پر لیکچر دیا جس میں تصوف کا زبردست رد کیا کیونکہ اس وقت وہاں کے شیخ عطیہ سالم تصوف کے حامی تھے اور ان کے ساتھ اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ بھی تھے۔ شاہ صاحب کے اس لیکچر کے بعد ان اساتذہ کو یونیورسٹی سے خارج کر دیا گیا۔ دوسری مرتبہ آپ نے "خدمات المحدثين في جمع الحديث ونشره مع الصبر على ما اصابهم في سبيل الله" کے موضوع پر لیکچر دیا۔ پاکستان آنے کے بعد آپ نے مستقل کہیں نہیں پڑھایا تاہم ملک اور بیرون ملک سے بے شمار طلبہ آئے اور انہوں نے آپ سے مختلف کتب پڑھیں۔

تلامذہ:

سید بدیع الدین شاہ راشدی کے تلامذہ کا احصاء تو ممکن نہیں کیونکہ ان کا تعلق کئی بلاد و امصار سے ہے۔ جنہوں نے آپ کے خرمن علم کی خوشہ چینی کی البتہ چند نمایاں نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

1: شیخ علی عامر یمنی مکہ مکرمہ
2: شیخ عمر بن محمد بن سبیل (امام کعبہ)
3: شیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی (وفات: 1999ء)
4: شیخ حافظ محمد فتحی (وفات: 1984ء)
5: شیخ عبدالرب بن فیض اللہ مکہ مکرمہ
6: شیخ حمدی عبدالمجید السّلفی عراقی
7: شیخ بشار عواد (عراق)
8: شیخ محمد شکور بن حاجی امریہ سوری
9: شیخ مقبل بن ھادی الوادعی یمن
10: شیخ محمد ابوسعید الیربوزی الترکی بیلجیئم
11: شیخ عاصم عبداللہ القریوتی الاردنی
12: شیخ ابوالحارث علی بن حسن الیافی الاردنی
13: شیخ وصی اللہ ندوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

14: شیخ یعقوب بن موسیٰ الہوسانی

15: شیخ محمد موسیٰ الافریقی

16: شیخ سعید بن مھدی الہاشمی البغدادی

17: شیخ عبداللہ بن محمد الحربی

18: شیخ الحسن القماری السعودی

19: شیخ ابوالحسن علی بن حسن الاردنی

20: شیخ اسلام بن محمد الاردنی

21: شیخ سیف الرحمٰن بن مصطفیٰ المکی

22: شیخ نوراللہ بن شہباز الہندی

23: شیخ محمد بشار عواد بغداد

24: شیخ ربیع بن الہادی السعودی

25: شیخ عبدالعزیز النورستانی

26: مولانا محمد صالح گوپانگ

27: مولانا عبدالعزیز بن مولانا محمد صالح گوپانگ

28: مولانا محمد عالم گوپانگ

29: مولانا محمد قاسم خاصخیلی

30: مولانا محمد اسحاق خاصخیلی

31: مولانا حکیم عبدالعزیز بگھیو

32: مولانا عبداللہ ریگستانی

33: مولانا فیض اللہ خارانی

34: مولانا محمد حیات لاشاری

35: مولانا عبدالرزاق سیال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

36: شیخ محمد ابراہیم نورستانی

37: شیخ محمد موسیٰ مدرس افریقہ

38: مولانا محمد عیسیٰ بن مولانا عبداللہ

39: مولانا عبدالرحمٰن میمن ٹمیاری رحمہ اللہ (وفات: 7 جنوری 2013ء)

40: مولانا محمد خان محمدی حفظہ اللہ

41: مولانا افتخار احمد ازہری حفظہ اللہ

42: آپ کے صاحبزادے سید محمد شاہ رحمہ اللہ

43: مولانا نور اللہ شاہ

44: مولانا رشد اللہ شاہ رحمہ اللہ

45: مولانا محمد جمیل صدیقی حفظہ اللہ

تصنیف و تالیف:

اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو لکھنے کا بھی بڑا ملکہ عطاء فرمایا تھا آپ بہت اچھے مصنف بھی تھے۔ آپ عربی، اردو اور سندھی بولتے اور لکھتے بھی تھے۔ آپ نے ان زبانوں میں لکھا اور خوب لکھا۔ ان تینوں زبانوں میں آپ کی تصنیفات موجود ہے۔ جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

عربی تصنیفات:

1: السمط الابریز حاشیة مسند عمر بن عبد العزیز .

2: اظهار البراة عن حديث من كان له امام فقراة الامام له قرأة .

3: المعقبات المرضية للتعقبات الغير المرضية .

4: تهذيب الاقوال فيمن له ترجمة فى اظهار البرأة من الرجال .

5: التجويب للتعقيب التهذيب .

6: القنديل المشعول فى تحقيق حديث اقتلوا الفاعل والمفعول .

7: زجاجة القنديل .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

8: التذييل القنديل .

9: التكميل لتذييل القنديل .

10: خير المشرب فى سنية الركعتين قبل المغرب .

11: عين الشين بترك رفع اليدين .

12: العجوز لهداية العجوز .

13: تحقيق الدعاء برفع اليدين وما قيل فى اسلام الابوين .

14: وصول الالهام لاصول الاسلام (غير منقوط) .

15: المعانى المصطلحه لما فى وصول الالهام من الفاظ المشكلة .

16: زيادة الخشوع بوضع اليدين فى القيام بعد الركوع .

17: التحقيق المقطوع فى اثبات رفع اليدين على الشمال بعد الركوع .

18: منجد المستجيز لرواية السنة والكتاب العزيز .

19: جزء منظوم فى اسماء المدلسين .

20: التعليق المنصور على فتح الغفور فى تحقيق وضع اليدين على الصدور .

21: جلاء العينين بتخرج روايات البخارى فى جزء رفع اليدين .

22: توفيق البارى فى ترتيب جزء رفع اليدين للبخارى .

23: غاية المرام فى تخريج جزء القرأة خلف الامام .

24: كحل العينين لمن يريد تحقيق مناظرة الامام ابى حنيفة مع الاوزاعى فى رفع اليدين .

25: منية الاشارات فى جلسات الصلوٰت .

26: القول اللطيف فى الاحتجاج باالحديث الضعيف .

27: رفع الارتياب عن حكم الاصحاب .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

28: ازهار الحدائق فی تذکار من جمع احادیث خیر الخلائق .
29: صریح المهمد فی وصل تعلیقات مؤطا امام محمد .
30: الاجابة مع الاصابة فی ترتیب احادیث البیهقی علی مسانید الصحابة .
31: التبویب لاحادیث تاریخ الخطیب .
32: السمح فی ایام الذبح .
33: التعلیقات الراشدیه علی شرح اربعین النوویة لمحمد حیات السندی .
34: الجواب الوقیع عن تعقیب المنیع .
35: اللمعة فی ان مدرکا للرکوع لیس مدرکاً للرکعة .
36: الروا دن والرظائن .
37: تحفة الاحباب فی تخریج احادیث قول الترمذی وفی الباب .
38: البرق السماوی علی السارق الدنیاوی .
39: ایفاء اللهی علی اعفا اللحی .
40: کشف المحو شرح هدایة النحو .
41: انماء الزکن فی تنقید انهاء السکن .
42: شیوخ الامام البیهقی .
43: الا ربعینیات فی الدینیات .
44: حاشیة انتقاض الاعتراض لابن حجر .
45: احسن الجواب عما کتبه بعض الاحباب فی مسئلة ام الکتاب .
46: الجواب الدلات عن اسئلة الثلاث .
47: شهادة الاحناف فی مسئلة علم الغیب علی سبیل الانصاف .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

48: كشف الاختلاف فى رد الاحناف.

49: تحصيل الجواز والصلات فى نقض دعوى عدم الجهر بالبسملة فى الصلوٰة.

50: شرح كتاب التوحيد (صغير) لابن خزيمة.

51: فهرسة احاديث تاريخ مدينة السلام على بتبويب المسائل و ترتيب الاحكام.

52: تفسير القرآن الكريم المسمى بالاستنباط العجيب فى اثبات التوحيد من جميع آيات الكتاب النجيب.

53: الذيل على رفع الارتياب عن حكم الاصحاب.

54: غاية المطلوب فى حكم الماء المغلوب.

55: الخبر الصفا فى النهى عن حلق القضاء.

56: خير المسالك فى احكام المناسك.

56: النصيحة البديعة لاخيه.

57: سيف الملك الديان على رأس مفتى سليمان.

58: رفع الستر عن احكام الوتر.

59: العلوم المرعشة فى بيان تحريفات اهل الراى المدهشة۔

سندھی کتب:

60: ضرب اليدين على منكر رفع اليدين.

61: ضرب الفأس على رأس بعض الخناس

62: رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا

63: نماز کی مسنون دعائیں

64: نماز نبوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

65: الوسیق فی جواب الوثیق .
66: قادیانی و جھنڈائی خاندان بینھما برزخ لا یبغیان .
67: حجۃ الوداع
68: تقریر لا جواب
69: مقدمه تفسیر بدیع التفاسیر
70: بیان بے نظیر قرآن کی تفسیر۔ 10 جلدیں۔
71: التنقید المضبوط فی تسوید تحریر الملبوط
72: قال اقول فی تسوید تحریر المجھول
73: الاجوبة الفاضلة للاسئلة العشرة الكاملة
74: سینہ پر ہاتھ باندھنا
75: سنت قبل المغرب
76: تمییز الطیب من الخبیث بجواب رساله تحفة الحدیث (راقم الحروف نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ فللّٰه الحمد)
77: الاحراق بجواب الاشراق
76: ترجمة كتاب الرد على ابی حنيفة للامام ابن ابی شيبة .
77: التفصيل الجليل فی ابطال التأويل العليل .
78: المبسوط المضبوط فی جواب المخطوط المهبوط .
79: مولوی الھذ نہ جمارانی کی کتاب پر تبصرہ
80: مولوی عبد اللہ اور مولوی خوشی محمد کی تحریروں پر فیصلہ (بابت تراویح)
81: توحید ربانی یعنی سچی مسلمانی حصہ اول، دوم، سوم، چہارم
82: الاربعین فی الجھر بالتامین .
83: خطبہ صدارت (نیو سعید آباد کانفرنس)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

84: تقریر دلپذیر بنام براۃ اہل حدیث

اردو کتب:

85: زيادة الخشوع بوضع اليدين على الشمال بعد الركوع .

86: الدليل التام على ان سنة المصلى الوضع كلما قام .

87: الاعلام بجواب رفع الابهام .

88: اسكات الجزوع فى جواب ما بعد الركوع .

89: توحید خالص۔

90: اتباع سنت۔

91: تنقيد سديد بر رساله اجتهاد و تقليد .

92: نشاط العبد بجهر ربنا ولك الحمد .

93: تاریخ اہل حدیث۔

94: رکوع کی رکعت۔

95: الضرب الشديد على القول السديد فى اثبات التقليد .

96: رفع الاختلاف فى مسائل الاخلاف

97: شرعی طلاق

98: صحیح بخاری کی ایک حدیث اور مسئلہ وضع اليدين فى القيام بعد الركوع .

99: الاهى عتاب بر سياه خضاب .

100: امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے.

101: مسلک اہل حدیث اور تقلید

102: تواتر عملی یا حیله جدلی

103: القنوط والياس لاهل الارسال من نيل الامانى وحصول الآمال

104: الفتاوىٰ البديعيه .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تنظیمی سفر:

علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی نے 1957ء میں جب آپ کی عمر 33 برس تھی اس وقت ''جمعیت اہل حدیث حیدر آباد'' کی داغ بیل ڈالی جن رفقاء کرام کو آپ نے کام کرنے کے لیے منتخب کیا انہوں نے آپ کو ''جمعیت اہل حدیث حیدر آباد'' کا پہلا امیر چنا۔ شاہ صاحب نے جماعتی نظم و نسق کو بہتر انداز میں چلانے کے لیے معروف عالم دین، علاقہ تھر پار کر میں علم کے موتی بکھیرنے والے اور مشکوٰۃ المصابیح کا سندھی زبان میں ترجمہ اور تشریح لکھنے والے مولانا محمد عمر جونیجو رحمہ اللہ (وفات: 1983ء) کو نائب امیر مقرر کیا۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث انتشار کا شکار ہوگئی۔ بالآخر جماعت دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک دھڑے کے امیر مولانا معین الدین لکھوی اور ناظم اعلیٰ میاں فضل حق بنے جبکہ دوسرے گروپ نے 10 جون 1973ء کو علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی کو امیر اور پروفیسر ساجد میر صاحب کو ناظم اعلیٰ منتخب کرلیا۔

شاہ صاحب چونکہ قلم و قرطاس اور پڑھنے پڑھانے سے تعلق رکھنے والے تھے لہٰذا آپ نے پہلے ہی دن یہ بات واضح کردی کہ جونہی صلح و اتحاد کی بات چلے گی میں امارت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔

فیصل آباد شبان اہل حدیث کے سرکردہ علماء اور نوجوانوں مولانا محمد شریف اشرف، مولانا محمد یوسف انور، پروفیسر محمد شریف، مولانا طیب معاذ اور ان کے رفقاء نے کچھ بزرگوں کے ساتھ مل کر اتحاد کے لیے مؤثر کردار ادا کیا۔ جونہی اتحاد کے فارمولے پر اتفاق ہوا تو شاہ صاحب نے حسب وعدہ امارت سے استعفیٰ دے دیا۔ اس طرح سے آپ نے اپنی بات کی پاسداری کی اور اس پر من و عن عمل کر کے دکھایا۔

شاہ صاحب نے مسلک اہل حدیث اور دعوت اہل حدیث کو سندھ بھر میں پھیلانے کا عزم مصمم کیا۔ اس عظیم مقصد کے لیے آپ نے اپنی خاندانی اور عملی اعتبار سے ساری توانائیاں صرف کر ڈالیں اور جمعیت اہل حدیث سندھ کی سیرت النبی ﷺ کانفرنس سعید آباد

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے موقع پر بنیاد رکھی ۔ 1988ء میں آپ نے باقاعدہ ہر ضلع کی تنظیم سازی کی اور فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی ﷾ (موجودہ امیر اہل حدیث سندھ) کو ناظم اعلیٰ اور قاضی عبدالحق انصاری رحمہ اللہ (وفات: 2003ء) کو نائب امیر مقرر کیا۔ آپ نے کراچی سے لے کر کشمور تک اور تھر کے ریگستانوں سے لے کر کوہستان تک جماعت کو منظم کیا اور قریہ قریہ، بستی بستی قرآن وسنت کی دعوت لے کر پہنچے۔

جمعہ وخطاب:

اللہ تعالیٰ نے علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی کو فن خطابت کا بھی شہسوار بنایا تھا۔ آپ خطاب فرماتے تو مجمع پر سکوت طاری ہو جاتا اور سامعین ہمہ تن گوش ہو کر آپ کا خطاب سنتے۔ تقسیم ہند سے قبل بٹالہ ضلع گورداسپور میں اہل حدیث کانفرنس کی صدارت آپ نے صرف 20 سال کی عمر میں کی۔ حالانکہ اس وقت وہاں پر کبار علماء موجود تھے۔ اس وقت آپ نے جو خطبہ پڑھا وہ آپ کے علمی مقام کا بڑا ثبوت ہے۔ آپ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے جاتے تو موسم حج میں حرمین شریفین میں روزانہ عربی اور اردو زبان میں آپ کے دروس ہوتے۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان) کی وفات کے بعد راولپنڈی میں 1968ء میں آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ خطبہ جمعہ کے لیے سب کی نظر محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی پر ٹھہری اور موضوع بھی آپ کو مسلک اہل حدیث اور فاتحہ خلف الامام دیا گیا۔ دارالخلافہ اور اس وقت کے مناظرانہ حالات میں بڑے بڑے علماء محسوس کر رہے تھے کہ شاید شاہ صاحب سندھی ہونے کی وجہ سے اردو میں خطبہ جمعہ کا حق ادا نہ کر سکیں اور پھر موضوع بھی ایسا جو کہ خالص علمی تھا اور جمعہ کے اجتماع میں احناف نے بڑی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ لیکن جونہی شاہ صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد اپنے موضوع کا آغاز فرمایا تو ہر لمحہ اس طرح سے عوام پر چھاتے چلے گئے جیسے لوگوں کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا ہو۔ شاہ صاحب نے فاتحہ خلف الامام پر علمی اور عوامی انداز میں وہ دلائل دیئے کہ لوگ عش عش کر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اٹھے۔ اس کے بعد پورے ملک میں شاہ صاحب کی خطابت کا طوطی بولنے لگا۔

اسفار:

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی نے تبلیغ دین کے لیے جہاں ملک کے طول وعرض میں سفر کیے وہاں آپ نے بیرون ملک دعوت و تبلیغ کے لیے بھی سفر کیے۔ آپ نے عمان، کویت، متحدہ عرب امارات، بحرین، قطر، بنگلہ دیش، امریکہ، ڈنمارک، کینیڈا، بھارت، افغانستان وغیرہ کے سفر کیے۔

میدان دعوت وتبلیغ اور مصائب کا سامنا:

حضرت شاہ صاحب نے اپنی دعوت کا آغاز توحید وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید سے کیا۔ اس وجہ سے مخالفت کا ہونا لازمی امر تھا۔ کیونکہ سندھ میں پیری مریدی کا دور دورہ تھا۔ جگہ جگہ پیروں کی گدیاں اور آستانے آباد ہیں۔ لوگوں پر تقلید و جمود کی گرفت انتہائی مضبوط ہے۔ ان حالات میں ہمارے ممدوح شاہ صاحب نے توحید وسنت کا آوازہ بلند کیا اور زور وشور سے شرک و بدعت کی تردید کی تو آپ کی مخالفت کا طوفان کھڑا ہو گیا اور آپ پر گمراہ اور کفر کے فتوے جاری کر دیئے گئے۔ آخر کار آپ کو اپنا گاؤں چھوڑنا پڑا اور نیو سعید آباد کے قریب نیا گاؤں آباد کرنا پڑا۔ آپ کو اسی نو آباد کردہ گاؤں سے بھی نکالنے کی کوشش کی گئی اور مختلف حربے استعمال کیے گئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاندار اور نمایاں کامیابیاں عطا فرمائیں۔

ایک دفعہ آپ میہڑ ضلع دادو کے ایک اہل حدیث ساتھی کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ رات کو توحید خالص اور وسیلہ کے موضوع پر ایک گھنٹہ ہی خطاب کیا تھا کہ شہر کا چیئرمین دانت پیستا ہوا سیدھا شاہ صاحب کے پاس آیا اور لاؤڈ اسپیکر بند کر کے مزید پروگرام جاری رکھنے سے منع کر دیا۔ شاہ صاحب اور آپ کے ساتھی صبر اور خاموشی کے سوا کچھ نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد کے منتظر تھے کہ چند دنوں کے بعد وہ چیئرمین ایک گھناؤنے مقدمے میں گرفتار ہو گیا اور کافی عرصہ جیل میں قید رہا اور وہ اپنے ملاقاتیوں سے کہتا کہ میں نے شاہ صاحب کو تقریر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے روکا تھا جس میں وہ صرف قرآن مجید سنا رہے تھے مجھے اس کی سزا ملی ہے۔

اسی طرح سے آپ کے گاؤں سے تقریباً سات میل دور جمالی بلوچوں کا گاؤں ہے۔ وہاں کچھ اہل حدیث ساتھی رہتے تھے آپ ان کی خواہش پر وہاں تقریر کرنے پہنچے گاؤں کی مسجد میں پروگرام تھا لیکن اہل بدعت کی اکثریت نے آپ کو مسجد میں تقریر کرنے سے منع کر دیا۔ جب اہل حدیث حضرات نے اصرار کیا تو وہ لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور لاٹھیاں کلہاڑیاں لے کر مسجد میں داخل ہو گئے۔ اہل حدیث ساتھی کہہ رہے تھے کہ ہم لڑیں گے اور تقریر ضرور کروائیں گے۔ آج قربانی کا دن ہے۔ لیکن شاہ صاحب نے اپنے ساتھیوں کو منع کر دیا اور صبر کی تلقین کی اور انہیں سمجھایا کہ ہمارا کام دعوت دینا ہے۔ لڑائی کرنے سے ہمارے مشن کو نقصان پہنچے گا۔ ایک ساتھی کا گھر خالی کروا کر آپ کی تقریر کروائی گئی۔ جس سے مخالفین کی آنکھیں کھل گئیں اور مخالفت کا زور ٹوٹ گیا۔ پھر اس کے بعد کئی دفعہ آپ نے وہاں خطاب فرمایا۔ آپ نے کئی میلوں پر جا کر وعظ کیے اور شرک کے اڈوں کو بھی ختم کیا۔ ضلع سانگھڑ میں ایک پیر صاحب نے زیارت کروائی تو مریدوں نے اس جگہ کو باڑ لگا کر محفوظ کر لیا اور وہاں جا کر نوافل ادا کرنے لگے اور اس جگہ کو قبولیت کی جگہ سمجھنے لگے۔ شاہ صاحب کا ساتھیوں سمیت وہاں سے گذر ہوا تو حقیقت حال معلوم ہونے پر آپ نے اس باڑ کو جلانے کا حکم دیا جب اسے جلا دیا گیا تو وہ پیر صاحب اور ان کے مرید بہت بگڑے۔ لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس پیر صاحب اور ان کے مریدوں کو کسی معاملہ میں حضرت شاہ صاحب سے تعاون لینا پڑ گیا اس طرح سے یہ مخالفت ختم ہو گئی۔

اولاد:

اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو چار بیٹے اور تین بیٹیاں عطا کیں۔ بیٹوں کے نام (1) محمد شاہ (وفات: 1999ء) (2) نور اللہ شاہ (3) رشد اللہ شاہ (وفات: 2010ء) (4) ابراہیم خلیل اللہ شاہ (وفات: 2018ء)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات:

علم وعمل کے یہ عظیم محدث 8 جنوری 1996ء کو کراچی کے علاقہ موسیٰ لین میں اپنے رب سے جاملا اور پیچھے لاکھوں محبت کرنے والوں کو سوگوار چھوڑ گیا۔ رات کو ہی آپ کا جسد مبارک نیو سعید آباد لایا گیا۔ اگلے دن فضیلۃ الشیخ محدث العصر علامہ عبد اللہ ناصر رحمانی صاحب ﷾ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات سے بزم تحقیق ہی سونی نہیں ہوئی بلکہ دعوت وتبلیغ کی رزم گاہیں بھی ماند پڑ گئیں۔ افتاء وتدریس کی مسند اپنے صدر نشین سے محروم ہوگئی اور وعظ وخطابت کو گرمانے والا بھی چلا گیا۔

وما كان قيس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدما

ایسی نابغہ روزگار شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ ماہ وسال کی ہزاروں گردشوں کے بعد ہی پردہ عدم سے نکل کر سامنے آتی ہیں۔ آپ یقیناً اس شعر کے مصداق تھے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضیغم اسلام مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ

مولانا معین الدین لکھوی، مولانا محمد علی لکھوی کے گھر یکم جنوری 1921ء بمطابق 1336ھ کو لکھوکے تحصیل و ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔

نام و نسب:

معین الدین بن محمد علی بن محی الدین بن عبدالرحمٰن بن حافظ محمد لکھوی بن حافظ بارک اللہ لکھوی۔ 34 ویں پشت میں مولانا معین الدین لکھوی کا سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہ کی وساطت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

وجہ تسمیہ لکھوی:

اس خاندان کے آباؤ اجداد ایک دیہی آبادی میں آباد ہوئے جس کا نام لکھوکے تھا۔ یہ گاؤں ڈوگر قوم کے ایک لکھا نامی سردار کے نام پر آباد تھا۔ یہ گاؤں دریائے ستلج کے مشرقی کنارے پر تقریباً چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ جو متحدہ پنجاب کی تحصیل و ضلع فیروز پور سے مغرب کی جانب تیرہ میل کے فاصلے پر جلال آباد روڈ پر واقع ہے۔ ریلوے اسٹیشن جھوک لبل سنگھ موضع لکھوکے سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر بجانب مشرق ہے۔ 46-1945ء میں موضع لکھو کے کا تھانہ ممدوٹ تھا۔ قصبہ ممدوٹ لکھوکے کے گاؤں کے شمال مغربی گوشہ میں واقعہ ہے۔ تقسیم ہند سے قبل اس گاؤں میں مڈل اسکول اور ڈاکخانہ موجود تھا۔ اس موضع کی نسبت یہ خاندان مشہور ہے۔ یہ خاندان برصغیر پاک و ہند میں اسی نام (خاندان لکھویہ) سے مشہور و معروف ہے۔

فضیلت علمی، دینی بصیرت، تصوف و سلوک، زہد و تقویٰ، علوم دینیہ میں کمال و جامعیت، تصنیف و تالیف، بیعت و ارشاد اور درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ میں اس خاندان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے اصحاب علم کا کوئی حریف نہیں۔ پھر جس جذبہ خلوص اور شوق ولگن کے ساتھ اس کے ارباب کمال نے جو دین اسلام کے لیے مساعی کیں اور کر رہے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ انکسار وتواضع، خشوع وخضوع، عاجزی وانکساری، للّٰہیت اور خوف خدا ہمیشہ ان حضرات عالی مرتبت کا طرہ امتیاز رہا ہے۔

تعلیم:

مولانا معین الدین لکھوی نے جب ہوش سنبھالا تو لکھوکے کے اسکول میں داخل کر دیئے گئے۔ مڈل کے لیے فیروز پور کے ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ وہاں سے میٹرک پاس کیا اور پھر اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کے لیے اپنے والد محترم سے کتابیں پڑھنا شروع کیں۔ باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ مدرسہ محمدیہ لکھوکے میں اپنے لائق ماموں استاد پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ سے شروع کیا۔ سنن ابو داؤد، جامع ترمذی اور مختصر معانی وغیرہ آپ نے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی سے پڑھیں جو کہ اس وقت مرکز اسلام میں مدرس تھے۔ پھر گوجرانوالہ چلے گئے وہاں حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی سے تفسیر، حدیث، فقہ و اصول فقہ اور علوم متداولہ کی انتہائی کتب پڑھیں۔ 1942ء میں مشہور مفسر قرآن مولانا احمد علی لاہوری حنفی (وفات: 1962ء) شیرانوالہ گیٹ لاہور کے دورہ تفسیر میں شریک ہوئے۔ اس میں آپ نے پہلی پوزیشن حاصل کی اور مولانا عبید اللہ سندھی (وفات: 1944ء) سے سند امتیاز حاصل کی۔ سندھی صاحب نے اس موقع پر کہا کہ اس لڑکے کو اول ہی آنا چاہیے تھا۔ پنجاب میں پہلی تفسیر اس کے پردادا حافظ محمد لکھوی نے لکھی تھی۔ جو تفسیر محمدی منظوم پنجابی سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ مجھ پر اس خاندان کا احسان ہے کہ میں اس کے پردادا حافظ محمد کی کتاب احوال الآخرت پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوا تھا۔

1943ء میں حضرت العلام مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے خدمت میں حاضر ہو کر قرآن مجید کی تفسیر پڑھی اور حضرت سیالکوٹی کے دست مبارک سے خصوصی سند لینے کا شرف حاصل کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شادی:

مولانا معین الدین لکھوی کی شادی حضرت مولانا محمد جوناگڑھی دہلوی رحمہ اللہ (وفات: 1941ء) کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ مولانا موصوف بہت بڑے مصنف، مشہور مترجم اور معروف مقرر تھے۔ آپ کا شمار دہلی کے دولت مند مسلمانوں میں ہوتا تھا۔

تدریس:

مولانا معین الدین لکھوی مروجہ علوم دینیہ سے فراغت اور بالخصوص تفسیری علوم میں مہارت تامہ کے بعد لکھو کے چلے گئے جہاں مدرسہ محمدیہ اور مرکز الاسلام کا نظام اور تدریسی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ اگرچہ دوران تعلیم ہی ان کی سرپرستی آپ کے سپرد کردی گئی تھی لیکن تعلیم سے فراغت کے بعد تمام تر توجہ اس طرف مرکوز کردی اور قیام پاکستان تک تدریسی اور انتظامی ذمہ داریاں سنبھالتے رہے۔ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو اوکاڑہ میں یہ مدرسہ قائم کیا تو آپ نے پوری محنت اور توجہ کے ساتھ جامعہ کی ترقی کے لیے دن رات ایک کردیا۔ جب آپ جامعہ میں ہوتے تو نماز فجر کے بعد درس قرآن دیتے پھر طلبہ سے صرفی ونحوی سوال کرتے تھے۔ یہ آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ اس طرح سے طلبہ میں تعلیمی استعداد پیدا ہوتی۔ آپ جامعہ کے تاحیات ناظم رہے۔

سیاسی وملی خدمات:

آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے حلقہ میں نیشنل گارڈ کو وسیع پیمانے پر منظم کیا۔ مولانا معین الدین لکھوی مسلکی اور دینی اعتبار سے نہایت نازک احساسات کے مالک تھے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ایک عرصہ تک اپنے رفقاء سمیت ساہیوال جیل میں قید رہے۔ 1974ء میں جب تحریک ختم نبوت چلی تو اس میں بھی آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔

1951ء میں آپ نے مہاجر سیٹ سے صوبائی اسمبلی کے انتخاب کے لیے اوکاڑہ سے کاغذات نامزدگی داخل کروائے۔ لیکن مخالف امیدوار نے اپنے سرکاری حلقوں میں اثر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ورسوخ کی بناء پر آپ کے کاغذات نامزدگی مسترد کروادیئے۔

1974ء میں بلدیاتی انتخابات ہوئے تو مولانا لکھوی اپنے رہائشی حلقہ سے بلدیہ اوکاڑہ کے ممبر کے طور پر کامیاب ہوئے۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ نے بھرپور حصہ لیا اور بھرپور کردار ادا کیا پھر اس تحریک کے نتیجے میں گرفتار ہوئے اور دو ماہ قصور جیل میں رہے۔ دوران قید خطبہ جمعہ، جماعت اور درس قرآن آپ کے ذمہ تھا۔ آپ کے ساتھ مدرسہ محمدیہ کے اساتذہ کرام حافظ شفیق الرحمٰن، حکیم محمد بشیر لکھوی اور خاندان کے دیگر افراد نے بھی گرفتاریاں پیش کیں۔ مملکت خداداد پاکستان میں جب بھی اسلام کے نفاذ کے لیے کوئی تحریک چلی تو مولانا معین الدین لکھوی اس کے ہراول دستہ میں نمایاں رہے۔ اسلام کے نفاذ کے لیے جس طرف سے بھی کوئی آواز اٹھی۔ مولانا معین الدین لکھوی نے اپنا وزن اس پلڑے میں ڈالا۔

1980ء میں صدر جنرل ضیاء الحق نے مجلس شوریٰ بنائی تو مولانا معین الدین لکھوی اور میاں فضل حق کو اس کا رکن نامزد کیا۔ جنرل ضیاء الحق نے اسلامائیزیشن کے جن اقدامات کا نفاذ کیا۔ مثلاً بیت المال، نظام عشر و زکوٰۃ، وفاق المدارس اور امتناع قادیانیت آرڈیننس وغیرہ۔ اسلام آباد میں جامعہ سلفیہ کے قیام کے لیے اراضی کے حصول کے لیے آپ نے بڑی محنت اور تگ و تاز کی۔

مولانا معین الدین لکھوی کی جماعتی وقومی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ آپ تین مرتبہ 1985ء، 1990ء اور 1997ء میں قصور سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اس حیثیت سے آپ نے اپنے حلقہ انتخاب میں عوامی فلاح و بہبود کے بہت سے ادارے، ڈسپنسریاں، طلبہ و طالبات کے اسکولز کی عمارتیں اور مواصلات کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔

آپ نے بہت سے افراد کے مسائل بھی حل کروائے اور جھوٹے مقدمات سے ان کی جان چھڑائی۔ ایسا ہی ایک واقعہ مٹھی ضلع تھرپارکر سندھ سے تعلق رکھتا ہے۔ 1995ء میں ایک اہل حدیث بچی کو زبردستی اغواء کر کے نکاح کا ڈرامہ رچایا گیا۔ علماء کرام نے فتویٰ دیا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ ہمارے دوستوں مولانا انور ساہڑؒ اور محترم غلام نبی ساہڑؒ نے بڑی تگ و دو کی اور وڈیروں کا مقابلہ کیا، بچی کو آزاد کروایا اور مجرم گرفتار ہوئے۔ 1997ء میں سندھ کا وزیراعلیٰ لیاقت علی جتوئی بنا اور ارباب غلام رحیم صوبائی وزیر بنا تو وڈیروں کے مددگار اربابوں نے انتقامی کاروائی کرتے ہوئے جھوٹے مقدمے دائر کروائے اور مولانا محمد انور ساہڑؒ اور غلام نبی ساہڑؒ کو سرکاری نوکری سے برطرف کر دیا گیا۔ راقم الحروف کا تعارف اور نیازمندی حضرت لکھوی صاحب سے جماعتی اجلاس میں ہوئی تھی تو راقم الحروف نے لکھوی صاحب سے فون پر بات کی۔ بعد ازاں محمد انور ساہڑؒ کے بھائی کو حضرت لکھوی صاحب کی خدمت میں بھیجا تو لکھوی صاحب نے اس مسئلہ میں ذاتی دلچسپی لی اور اپنے ہم مسلک بھائیوں کے حق میں کمربستہ ہو گئے۔ آپ نے ان جھوٹے مقدمات کی تحقیق کروائی جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ مولانا محمد انور ساہڑؒ اور غلام نبی ساہڑؒ کو نوکریوں پر بحال کیا گیا اور حقیقی مجرموں کو کئی سالوں کے لیے عدالت سے سزائیں ہوئیں۔

جماعتی خدمات:

قیام پاکستان کے بعد 1948ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو مولانا معین الدین لکھوی کو مرکزی مجلس شوریٰ کا رکن نامزد کیا گیا اور ساتھ ہی ضلع منٹگمری (ساہیوال) کا امیر منتخب کیا گیا۔ اس وقت اوکاڑہ اور پاکپتن اس کی تحصیلیں تھیں۔ مولانا لکھوی صاحب نے نامزدگی کے بعد سائیکل پر ضلع بھر کا دورہ کیا اور پورے ضلع میں ایک سو ستر مقامی یونٹ قائم کیے۔

4 اپریل 1955ء کو جماعت کی مرکزی درس گاہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جامعہ سلفیہ کی یہ زمین دو حصوں میں منقسم تھی جس کا کوئی مناسب حل نکالنا ضروری تھا۔ چنانچہ 15 جنوری 1956ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا جس میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا۔ فیصلہ ہوا کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عطاء اللہ حنیف اور مولانا معین الدین لکھوی فیصل آباد جائیں اور وہ مقامی دوستوں کی مدد سے موہوبہ زمین کے مالکوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے مل کر اس مشکل سے نکلنے کی کوئی صورت پیدا کریں۔ یہ تینوں حضرات وہاں تشریف لے گئے۔ متعلقہ لوگوں سے بات کی اور معاملہ مولانا عبدالواحد، مولانا عبیداللہ احرار اور مولانا محمد اسحاق چیمہ کے سپرد کر کے 21 جنوری کو واپس آ گئے۔ بعد ازاں یہ مسئلہ حل ہو گیا۔

اہل حدیث مدارس کے نظام تعلیم کے معیار کو مزید بلند کرنے کے لیے 1995ء میں فیصل آباد میں مولانا سید داؤد غزنوی کی صدارت میں تعلیمی کانفرنس ہوئی اور ایک سب کمیٹی مزید غور و فکر کے لیے قائم کی گئی جو کہ سات حضرات پر مشتمل تھی۔

1: حافظ محمد محدث گوندلوی

2: حضرت مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی

3: مولانا عطاء اللہ حنیف

4: مولانا حافظ محمد اسحاق حسینوی

5: مولانا معین الدین لکھوی

6: ملک عبدالعزیز (ملتان)

7: ماسٹر محمد رفیق (کھڈیاں خاص قصور)

حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی کے امیر منتخب ہونے کے بعد جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ ایک حصہ کے امیر محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی اور دوسرے حصے کے امیر مولانا معین الدین لکھوی بنے۔ 1974ء میں جماعت میں صلح ہوئی اور مولانا معین الدین لکھوی کو امیر بنایا گیا۔ جماعتی فرائض ادا کرنے میں ملک بھر کے اہم مقامات پر آپ کے خطابات جمعہ، کانفرنسوں اور جلسوں میں وعظ و تذکیر کے پروگرام جماعتی تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ مرکزی اہل حدیث کانفرنس منعقدہ اپریل 1979ء کے موقع پر آپ کا خطبہ صدارت معرکہ آراء اور تاریخی نوعیت کا تھا۔ اس کانفرنس میں شہید ملت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کی خطابت بھی پورے جوبن پر تھی۔ اس عظیم الشان کانفرنس میں امام حرم مکی الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ کی کوشش سے وفاق المدارس السلفیہ کا قیام عمل میں آیا جس کی رو سے دینی مدارس کے فارغ التحصیل حضرات کی سند کو ایم اے اسلامیات و عربی کا درجہ حاصل ہوا اور وفاق کی اسناد پر آج ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام اسکولوں اور کالجوں میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور بعض حضرات نے وفاق کی سند پر پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔

آپ کے پاس افغانستان و دیگر اسلامی ممالک کے اہل علم بھی آتے رہتے تھے۔ جہاد افغانستان کے زمانے میں بالخصوص مجاہدین کی آمدورفت رہتی تھی اور مرکز ان کی مالی امداد بھی کرتا تھا۔

آپ نے جماعتی وفود کے ساتھ غیر ممالک کے دورے بھی کیے جہاں آپ نے علماء کرام اور دانشوروں کے ساتھ ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال کیا۔

مولانا معین الدین لکھوی نے 1974ء سے 1994ء تک بیس سال مرکزی جمعیت اہل حدیث کی امارت کی ذمہ داریاں نبھائیں۔

شخصیت و کردار:

مولانا معین الدین لکھوی انتہائی باوقار، تجربہ کار، سلیقہ شعار سیاستدان اور شریف النفس، کریم الطبع، منکسر المزاج اور باعمل عالم دین تھے۔ انتہائی نپے تلے الفاظ استعمال کرتے۔ آپ کی گفتگو میں دل سوزی، محبت و شفقت کا عنصر غالب نظر آتا تھا۔ آپ بہترین مقرر اور خطیب تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مؤثر انداز بیان عطاء فرمایا تھا جس سے آپ کی خدارسیدگی کا پہلو ظاہر ہوتا تھا۔

مولانا معین الدین لکھوی صاحب علمی اور روحانی اعتبار سے ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ آپ لوگوں کا روحانی علاج بھی کرتے تھے۔ آپ کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لکھوکے میں آپ سے سکھ اور ہندو بھی دم جھاڑ کروایا کرتے تھے۔

اولاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بیٹیاں اور تین بیٹے عطا کیے۔

1: مولانا بارک اللہ انجم ایم اے (اقتصادیات)

2: ڈاکٹر زعیم الدین عابد (ماہر امراض قلب)

3: ڈاکٹر عظیم الدین زاہد (ایم بی بی ایس)

وفات:

مولانا معین الدین لکھوی نے طویل علالت کے بعد 9 نومبر 2011ء کو وفات پائی۔ آپ کے بھتیجے اور ممتاز اسکالر پروفیسر ڈاکٹر حماد لکھوی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں بے شمار لوگوں نے شرکت کی۔

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ، میاں عبدالرحمٰن کے گھر 18 مارچ 1920ء کو چک نمبر 16 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق گجر قبیلے سے تھا اور آپ کا خاندان میاں کے نام سے معروف تھا۔

تعلیم:

مولانا محمد عبداللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں چک نمبر 16 میں حاصل کی۔ قرآن مجید اور اس کا ترجمہ پڑھا۔ مڈل کا امتحان چک نمبر 75 جنوبی کے مڈل اسکول سے پاس کیا۔ آپ کے دادا میاں علم الدین حافظ قرآن تھے۔ ان کا شوق تھا کہ ان کی اولاد میں کوئی دین کا علم حاصل کرے۔ مگر ان کی اولاد میں سے تو کوئی ایسا نہ کر سکا۔ جب شیخ الحدیث صاحب نے مڈل پاس کیا تو دادا علم الدین نے کہا کہ عبداللہ دین کا علم حاصل کرے گا چنانچہ آپ کے دادا آپ کو جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ میں داخل کروا گئے۔ گھر کی سہولتیں چھوڑ کر مدرسہ میں آئے تو ماحول اچھا نہ لگا۔ پتہ چلا کہ یہاں تو کھانا بھی مانگ کر کھانا پڑے گا۔ آپ واپس چلے گئے۔ دادا بہت ناراض ہوئے مگر آپ اپنی ضد پر قائم رہے کہ کھانا کسی کے گھر سے مانگ کر نہیں کھایا جاتا۔ داداد نے سمجھایا اور فرمایا کہ آپ مجھ سے جتنا خرچہ چاہے لے لیا کرو مگر پڑھو ضرور۔ چنانچہ وہ آپ کو پھر گوجرانوالہ لے آئے۔ آپ کے ساتھ ایک لڑکا سلیم اللہ پڑھتا تھا۔ اس نے اس وقت آپ کی ہمت بندھائی کہ آپ کا کھانا میں لے کر آیا کروں گا اس وجہ سے مدرسہ چھوڑ کہ نہ جاؤ اس طرح سے آپ کی تعلیم کا دور شروع ہوا۔

مولانا عبداللہ صاحب 1934ء میں جامعہ محمدیہ میں داخل ہوئے۔ 1938ء میں پنجاب یونیورسٹی سے فرسٹ ڈویژن میں منشی فاضل کیا۔ جامعہ محمدیہ میں ہی تمام علوم پڑھے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خوب محنت کے ساتھ پڑھے۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے لکھنؤ چلے گئے۔ 1940ء سے 1942ء میں ہی عربی فاضل کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون کی تعلیم بھی جاری رکھی۔

غالباً 1962ء میں جب حکومت پاکستان کی طرف سے کوئٹہ میں ریفریشر کورس کے لیے اکیڈمی قائم کی گئی تو آپ اس کے تین ماہ کے کورس میں پچیس جید علماء میں سے صرف آپ ایک اہل حدیث تھے۔ ان علماء میں مولانا غلام اللہ خاں راولپنڈی اور مفتی محمد حسین نعیمی لاہور والے بھی شامل تھے۔ ان تمام علماء میں سے اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث عالم دین شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کو یہ عزت بخشی کہ آپ سب علماء میں سے اول آئے۔ کوئٹہ میں ایک اور تقریری مقابلہ ہوا جس میں بڑے بڑے دانشور اور علماء شریک ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب اس مقابلہ میں بھی اول آئے۔

اساتذہ:

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ نے اس وقت کے ممتاز علماء کرام سے کسب فیض کیا۔ ان میں سے محدث العصر حافظ محمد گوندلوی، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی اور مفکر اسلام علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (وفات: 1953ء) کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

عملی زندگی کا آغاز:

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ جب دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنے گھر تشریف لائے تو بھائیوں نے شدید خواہش کا اظہار کیا کہ ہماری زمین جو گاؤں کے قریب اور برلب سڑک ہے۔ وہاں پر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جائے تاکہ آپ کے علم وفضل کا فیضان اس علاقے کے لوگوں کو پہنچے۔ مگر آپ نے غور وخوض اور سوچ و بچار کے بعد گوجرانوالہ کو ترجیح دی اور اپنی مادر علمی جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ میں تدریس کا آغاز کیا اور جامع مسجد دال بازار میں خطابت کی ذمہ داری سنبھالی۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی کے انتقال کے بعد شہر کی مرکزی جماعت کے انتہائی اصرار پر جامع مسجد (اہل حدیث) چوک نیائیں میں خطابت کی ذمہ داری قبول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمائی۔ جو بیماری کے ایام تک بطریق احسن نبھائی۔ آپ کے درس قرآن کا چرچا اس قدر ہوا کہ لوگ صبح صبح آپ کے درس میں شریک ہوتے اور دال بازار مسجد میں خطبہ جمعہ کے وقت اتنا رش ہوتا کہ تمام ملحقہ بازار بند کروا کر صفوں کا انتظام کیا جاتا۔ اسی دوران مختلف شہروں کی مساجد کی طرف سے خطابت کی پیشکشیں بھی ہوئیں۔ کوٹھی، کار اور بھاری تنخواہ کی تمام پیشکشیں مسترد کر دیں اور گوجرانوالہ رہنے کو ترجیح دی۔

حضرت شیخ الحدیث کو بیان و خطاب میں خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ جس سے علماء، اساتذہ و طلبہ سب یکساں مستفید ہوتے۔ آپ ہمیشہ عام فہم، پر مغز، مدلل، نہایت مؤثر اور دلنشین خطاب فرماتے۔ آپ کے خطاب کے دوران سامع محسوس کرتا کہ وہ خود ان واقعات سے گزر رہا ہے۔ تمام گفتگو موضوع کی مناسبت سے ہوتی۔ کبھی کسی موضوع کو تشنہ نہ چھوڑتے۔ خطاب کے دوران پیدا ہونے والے تمام نکات و اشکالات خوش اسلوبی سے حل کرتے جاتے۔ بعض اوقات دقیق مسائل سادہ پیرائے میں بیان کرتے تو مجلس میں موجود تمام بڑے بڑے علماء محو استعجاب ہوتے۔ مولانا کو خالق ارض و سماء کی طرف سے اس قدر قوت گویائی ودیعت کی گئی کہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کی مجلس میں مخالفین موجود ہوتے۔ جنہیں آپ کے مؤقف سے سو فیصد اختلاف ہوتا لیکن قوت گویائی، گفتگو پر گرفت اور مدلل بیان کی وجہ سے مجلس کے اختتام تک حاضرین و سامعین کی اکثریت آپ سے متفق ہو جاتی۔

1968ء میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے شاہراہ دنیا کو چھوڑ کر جنت کا راستہ اختیار کیا۔ مولانا محمد عبد اللہ رحمہ اللہ جامع مسجد دال بازار کے کامیاب خطیب اور جامعہ محمدیہ جو اس وقت جامعہ شرعیہ تھا کے ناظم اور بانی تھے اور اسے کامیابی سے چلا رہے تھے۔ نہ بجٹ کی کمی تھی اور نہ ہی کسی قسم کا انتظامی بحران، جامعہ شرعیہ چند ہی سال میں ملک بھر کے مدارس میں ایک نام اور مقام پیدا کر چکا تھا۔ حضرت سلفی صاحب کی وفات کے بعد جامع مسجد چوک نیائیں میں ملک کے نامور خطباء کے خطبات جمعہ رکھے گئے مگر حضرت سلفی صاحب کا خلا پر کرنے میں کسی حد تک بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ بالآخر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گوجرانوالہ کی جماعت نے شیخ الحدیث مولانا عبداللہ سے درخواست کی کہ آپ سلفی صاحب کے منبر ومحراب کی ذمہ داریاں اٹھائیں۔

کسی بھی خطیب کے لیے اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے کہ وہ عالم اسلام کی مسلمہ شخصیت اور اپنے استاد گرامی کی جانشینی کا شرف حاصل کرے۔ مگر شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ صاحب نے جامعہ محمدیہ کے وفد کو فرمایا کہ میرے لیے اس وقت تک ممکن نہ ہوگا جب تک کہ دال بازار کی جماعت آمادگی کا اظہار نہ کرے۔ کیونکہ ان لوگوں نے عسر و یسر میں میرا ساتھ دیا ہے۔ میں بڑی مسجد کے شوق میں اپنے ساتھیوں سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔ کئی ہفتے دونوں جماعتوں کے مذاکرات چلتے رہے۔ جب بات آگے بڑھی تو کچھ لوگوں نے یہ مطالبہ پیش کیا کہ جس طرح آپ نے ہماری یہ فرمائش قبول کی ہے۔ اسی طرح سے ہماری یہ درخواست بھی قبول فرمائیں کہ دونوں جامعات کو یکجا کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ یہ مطالبہ بھی ہوا کہ جامعات کے یکجا ہونے کی صورت میں جامعہ شرعیہ کے بجائے جامعہ محمدیہ نام ہونا چاہیے۔ یہ بڑا ہی مشکل اور کٹھن مرحلہ تھا۔ کیونکہ جامعہ محمدیہ چوک نیائیں کی مسجد میں چند کمروں پر مشتمل تھا جبکہ جامعہ شرعیہ جی ٹی روڈ پر کئی ایکٹر زمین اور پرشکوہ عمارت پر قائم تھا اور آپ کی جوانی کا ثمر بھی۔ لیکن شیخ الحدیث صاحب نے ایک لحہ تامل کیے بغیر فرمایا کہ نام میں کیا پڑا ہے۔ اگر آپ اس طرح سے راضی ہیں تو آج کے بعد جامعہ شرعیہ کو جامعہ محمدیہ کے نام سے پکارا جائے گا۔

تدریس:

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ نصف صدی سے زائد عرصہ مسند تدریس حدیث پر جلوہ افروز رہے۔ آپ سے علمی اکتساب کرنے والے بے شمار رجال وطن عزیز اور بیرون ملک دین حنیف کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ان میں سے انتہائی قابل ذکر آپ کے تلامذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید ؒ، شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یزدانی رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبد الغفور جہلمی، مولانا بشیر الرحمٰن سلفی، پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی، علامہ محمد مدنی جہلم، مولانا رانا شمشاد احمد سلفی نارنگ منڈی، مولانا حافظ عبد المنان نور پوری، مولانا حبیب الرحمٰن شاہ راولپنڈی، پروفیسر قاضی مقبول احمد لاہور، مولانا قاضی عبد الرزاق، صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف بن شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ، حافظ محمد شریف فیصل آباد، شیخ الحدیث حافظ ذوالفقار علی۔

مختلف تحریکوں میں حصہ:

شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ کے دور شباب میں تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی۔ آپ کانگریس کے سخت مخالف اور مسلم لیگ کے زبردست حامی تھے۔ مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی حمایت و تائید اور کانگریس کی مسلم کش پالیسیوں کے خلاف آپ کے معرکۃ الآراء خطبات اور تقاریر قیام پاکستان کی تاریخ میں گراں قدر حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے قیام پاکستان کے لیے قابل قدر خدمات سرانجام دیں اور مسلم لیگ کے مؤقف کی حمایت میں قریہ قریہ، گلی گلی اور شہر شہر پہنچ کر خطاب کیا۔

یحییٰ خان کے دور میں جب ذوالفقار علی بھٹو کی ملی بھگت سے سقوط ڈھاکہ کا المیہ پیش آیا اور اس خبر وحشت کے اثر سے پورے (مغربی) پاکستان میں صف ماتم بچھ گئی اور محبت وطن قوتیں مضمحل ہو گئیں تو مولانا عبد اللہ نے اپنے خطبات میں اس المیہ کے کرداروں کو پوری جرأت کے ساتھ بے نقاب کیا اور مشرقی پاکستان کے اہل اسلام پر جو قیامت ٹوٹی اس پر سخت تنقید کی۔

آپ پیپلز پارٹی کی حکومت کے سخت ناقد رہے اور اس کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ بنگلہ دیش نامنظور کی تحریک میں مولانا شیخ الحدیث محمد عبد اللہ نے ایک بے باک سیاستدان، ایک راست باز، معاملہ فہم اور دور اندیش قائد کا کردار ادا کیا۔

29 مئی 1974ء کو جب نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر قادیانی غنڈوں نے ربوہ اسٹیشن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر لاٹھیوں، چاقوؤں اور چھروں سے مسلح ہو کر حملہ کیا اور انہیں ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگانے کی پاداش میں بری طرح زخمی کر کے نڈھال کر دیا تو اس خبر سے ملک کے طول و عرض میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور ملک بھر کے دینی رہنماء فوراً میدان عمل میں آ گئے اور صورت حال کے پیش نظر مجلس عمل قائم کر دی گئی جس کے قائدین نے ملک بھر کے دورے کیے۔ اس ضمن میں علماء اہل حدیث شہید ملت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ، حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید، مولانا محمد اسحاق چیمہ، حافظ عبد القادر روپڑی، مولانا عبد الحق صدیقی، حافظ عبد الغفور جہلمی، مولانا عبد الرشید راشد ہزاروی اور دیگر بے شمار علماء اہل حدیث کی گراں قدر خدمات داد و تحسین سے بالاتر ہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے تو اپنی شعلہ نوائی سے بھٹو شاہی پر تابڑ توڑ حملے کر کے عوام کو بھٹو کی مرزائیت نوازی کے خلاف صف آرا کر دیا۔ ادھر شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ نے گوجرانوالہ میں جس مومنانہ فراست، شجاعت مسلم، جرأت و استقامت اور بے باکی سے اس تحریک کی قیادت کی وہ آپ کا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ 1977ء کے عام انتخابات میں پیپلز پارٹی کے کھلے عام دھاندلیوں کے ردعمل میں قومی اتحاد کے اسٹیج سے ایک زبردست تحریک شروع ہوئی جو بعد ازاں تحریک نظام مصطفیٰ کی شکل اختیار کر گئی۔ گوجرانوالہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ کی سرپرستی سے مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چوک نیائیں تحریک کا مرکز بنی رہی اور سب سے زیادہ جلوس یہیں سے نکلے اور بہت سے علماء اہل حدیث و کارکنان پس دیوار زنداں چلے گئے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ نعمانیہ روڈ گوجرانوالہ کے احتجاجی جلسہ میں اپنے رفقاء اور احباب کے ساتھ گرفتاری دینا چاہتے تھے لیکن تمام مکاتب فکر کے علماء جو اس جلسہ میں موجود تھے۔ انہوں نے شیخ الحدیث سے درخواست کی کہ آپ گرفتاری نہ دیں۔ اس طرح شہر میں تحریک کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ چنانچہ آپ نے مناسب حکمت عملی کے تحت تحریک کو بھرپور انداز میں جاری رکھا۔ اس ملک گیر تحریک کی کامیابی کے نتیجہ میں بھٹو حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جب سلمان رشدی نے رسول اکرم ﷺ کے خلاف نہایت دلآزار کتاب لکھی تو تحریک تحفظ ناموس رسالت کے تحت اس کتاب کے خلاف رائے عامہ کو منظم کرنے اور اپنے مطالبات پر زور دینے کے لیے ملک بھر میں جلسہ ہائے عام کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو جمعیت اہل حدیث نے نہایت جرأت و بے باکی کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا۔ مولانا شیخ الحدیث محمد عبد اللہ کی زیر صدارت شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں جلسہ عام منعقد ہوا جس میں ملک کی قابل ذکر جماعتوں کے قائدین تشریف لائے اور مولانا محمد عبداللہ کا خطاب حاصل جلسہ تھا۔

جنرل (ر) ضیاء الحق کے دور میں شریعت بل سامنے آیا تھا۔ جسے جمعیت اہل حدیث نے مسترد کر دیا تھا اس مسئلہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ کا مؤقف یہ تھا کہ شریعت بل کا مسئلہ اکثریت کے حوالہ سے نہیں بلکہ اصولوں کی بنیاد پر اور ایسے طریقے سے طے ہونا چاہیے جس سے فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا نہ ہو۔ اصولی اور نظریاتی طور پر تمام مکاتب فکر کتاب وسنت کو اسلام اور شریعت کی اساس مانتے ہیں اور وہ اس پر اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا مجوزہ شریعت بل میں کسی فقہ کو بنیاد بنانے کی بجائے کتاب وسنت کو ہی بنیاد بنایا جائے۔

23 مارچ 1987ء کو جب مینار پاکستان کے پہلو میں اللہ والوں کی متاع دین و دانش لٹ گئی۔ جمعیت اہل حدیث کے جلسہ عام میں بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، مولانا عبد الخالق قدوسی، محمد خان نجیب و دیگر شہید ہوئے۔ حضرت علامہ شہید رحمہ اللہ سے حضرت شیخ الحدیث کا تعلق خاطر مثالی تھا۔ بیٹوں سے بڑھ کر محبت کرتے، جب دھماکے کا سانحہ ہوا تو حضرت شیخ الحدیث اندر سے ہل کر رہ گئے۔ اپنے جوان بیٹے عبد الرحمٰن جو کہ جید عالم دین اور دال بازار میں آپ کے جانشین تھے اس کی کی وفات پر ایسا دکھی نہ ہوئے۔ جتنا اس سانحہ سے ہوئے۔ حضرت علامہ شہید کو سعودیہ لے جایا گیا تو اپنے احباب اور جماعتی رہنماؤں سے بار بار کہتے "علامہ ٹھیک ہو کر واپس آئے تو اتنا فقید المثال استقبال کرنا ہے کہ ملک کی تاریخ میں کسی حکمران کا بھی نہ ہوا ہو اور جب وہاں سے حضرت علامہ شہید کی شہادت کی خبر آ گئی تو پہاڑ کی استقامت والا یہ عظیم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شخص خون کے آنسو رویا تھا۔ پھر شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ اور علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب کی قیادت میں بڑی زوردار احتجاجی تحریک برپا ہوئی۔ سب سے زیادہ احتجاجی جلوس گوجرانوالہ سے نکلے۔ حضرت شیخ الحدیث نے ایک احتجاجی جمعہ مسجد مکرم اہل حدیث میں پڑھایا۔ پابندی کے باوجود نماز جمعہ کے بعد بہت بڑے احتجاجی جلوس کا منظر دیدنی تھا۔

جب جلوس سیالکوٹی دروازے کے قریب پہنچا تو اس پر پولیس نے لاٹھی چارج اور زبردست شیلنگ کی مگر جلوس رواں دواں رہا۔ اگلے روز بھی تحریک پورے جذبے کے ساتھ جاری رہی۔ اس طرح ایک اور بہت بڑا جلوس ٹاہلی والی مسجد سے بھی نکالا گیا جس کا جوش و جذبہ دیکھ کر انتظامیہ بھوکلا اٹھی اور پولیس نے بہت سے کارکنوں کو گرفتار کرلیا اور انہیں تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس طرح سے یہ تحریک ایک عرصہ تک ملک بھر میں چلتی رہی اور سب کا مطالبہ ایک ہی تھا کہ قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے لیکن ستم کی بات یہ ہے عرصہ دراز گزر جانے کے باوجود قاتل گرفتار نہیں ہو سکے۔ اس کوتاہی کی ذمہ دار وفاقی اور صوبائی حکومت ہے۔

1999ء میں عراق نے اپنے ہمسایہ مسلم ملک کویت پر حملہ کر کے غاصبانہ قبضہ کر لیا اور سعودیہ عربیہ کی سرحدوں پر اپنی فوجیں جمع کرنا شروع کر دیں جس کی وجہ سے سعودی عرب کی سلامتی کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا۔ یہ سرزمین حرمین شریفین پوری دنیا کے مسلمانوں کی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز ہے۔ اس وقت جب حرمین شریفین کے تحفظ کا مسئلہ درپیش آیا تو بہت سے لوگوں کو سعودی عرب کی حمایت کی توفیق نہ ہوئی بلکہ ان پر صدام کا ھوا سوار ہو گیا۔ ان حالات میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ نے جماعت کا اجلاس طلب کر کے یہ فیصلہ کیا کہ تحفظ حرمین کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ چنانچہ لاہور، گوجرانوالہ، قصور، فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی، جہلم، پشاور، کوئٹہ، کراچی وغیرہ میں کانفرنسیں منعقد کیں گئیں۔ جن میں عراق کے اس غیر انسانی، غیر اخلاقی، غیر قانونی، غیر اسلامی اقدام کی پرزور مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ کویت کی آئینی حیثیت بحال کی جائے۔ کویت اور سعودی کی سرحدوں سے عراقی فوج واپس بلائی جائے۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ تقدس حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے کسی قسم کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ لاہور کی کانفرنس اور احتجاجی جلوس تاریخی تھا۔ جماعت کے اس اقدام سے سعودی عرب میں اہل پاکستان کو بڑی عزت ملی۔

امانت و دیانت:

فرمان نبوی ہے کہ ”جو شخص امانت دار نہیں وہ ایمان دار نہیں ہو سکتا“ اس حدیث کے مصداق شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ امانت و دیانت سے مرصع تھے۔ گوجرانوالہ میں لڑکپن سے ضعیفی تک بھرپور عملی زندگی گزاری۔ شہر میں بھی بلکہ گردونواح میں مدارس کا نظام چلایا۔ مساجد تعمیر کروائیں اور جماعت کے دیگر منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچے۔ لیکن کسی معاملہ میں امانت و دیانت کا دامن آپ کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ اس ضمن میں دوست تو کیا دشمن بھی آپ کو مورد الزام نہیں ٹھہرا سکا۔

جمعیت کی قیادت:

1981ء میں جب جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تو ایک حصہ جمعیت اہل حدیث کی امارت کی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی۔ جبکہ ناظم اعلیٰ مولانا محمد حسین شیخوپوری کو بنایا گیا۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری کے مستعفی ہونے کے بعد شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر ناظم اعلیٰ بنے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ اور علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جمعیت اہل حدیث کی عزت و وقار کے لیے جرأت مندانہ فیصلے کیے۔ سوئی ہوئی قوم کو جگایا۔ مساجد و مدارس سے نکال کر چوراہوں میں لا کھڑا کیا۔ اہل حدیث کارکن میں ایسی جرأت پیدا کی جسے تاریخ ہمیشہ اپنے صفحات میں محفوظ رکھے گی۔ شیخ الحدیث صاحب نے جماعتی رابطہ کے سلسلہ میں حضرت علامہ صاحب کے ساتھ بیرون ملک کے دورے کیے۔ جن میں ایران، عراق، کویت، متحدہ عرب امارات، برطانیہ، مصر اور سعودی عرب قابل ذکر ہیں۔ مولانا محمد عبداللہ عرصہ دراز جماعت کے امیر رہے۔ جب جماعت میں اتحاد ہوا تو آپ سرپرست بنا دیئے گئے۔

ایک اعلیٰ روایت:

جماعتی اتحاد کے بعد مرکزی قائدین امارت کی ذمہ داریاں کسی نہایت موزوں شخصیت

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کے کندھوں پر ڈالنا چاہتے تھے۔ گہرے غور و خوض کے بعد سب کی نظر انتخاب شیخ الحدیث پر پڑی اور انہوں نے مل کر مولانا محمد عبد اللہ مرحوم سے درخواست کی کہ آپ آئندہ جماعت کی سربراہی کے لیے آمادگی کا اظہار فرمائیں تو آپ نے جواب دیا کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ قوت کار متاثر ہو چکی ہے۔ لمبے سفر کے قابل نہیں اس لیے یہ منصب سنبھالنے سے معذرت خواہ ہوں۔ پروفیسر ساجد میر صاحب اس منصب کے لیے نہایت موزوں ہیں۔ جس قدر مجھ میں ہمت ہے کسی منصب کے بغیر بھی کام کرتا رہوں گا۔ کام کے لیے کسی منصب کی ضرورت نہیں۔ درحقیقت آپ نے معذرت کر کے ایک اعلیٰ روایت قائم کی جس کی مثال جماعت کی گذشتہ تاریخ میں نہیں ملتی۔

علمی رسوخ:

شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ برصغیر کے جلیل القدر علماء کرام میں سے تھے۔ تمام علوم دینیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ و سیر، اسماء الرجال، لغت و ادب پر آپ کی نظر وسیع تھی۔ حدیث و اصول حدیث میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی ساری زندگی جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں تدریسی خدمات میں گزری۔ تدریس کا آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ مطالعہ کا بہت عمدہ ذوق رکھتے تھے بیشتر تفاسیر قرآن مجید اور شروحات حدیث کی کتب آپ کے مطالعہ میں آ چکی تھیں۔ فقہ پر بھی آپ کو کامل عبور تھا۔ اختلافی مسائل میں بڑی وسعت نظری سے کام لیتے تھے بلکہ ہر مسئلہ کی وضاحت کتاب و سنت کی روشنی میں کرتے تھے اور اس معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت سے کام نہیں لیتے تھے۔ آپ کا خطبہ جمعہ خالص علمی ہوتا تھا۔ آپ اپنے خطبہ جمعہ میں فقہی مسائل اتنے زبردست انداز میں بیان کرتے تھے کہ آپ کا اس میں کوئی ثانی نہ تھا اور فقہ حنفیہ پر آپ کے ردود تو معروف ہیں اور آپ اتنے مضبوط دلائل سے رد کرتے کہ مخالفین بھی لاجواب ہو جاتے اور آپ کے خالص فقہی ردود کا یہ عالم تھا کہ لوگ اس کو نہ صرف توجہ سے سنتے بلکہ نوٹ کر کے لے جاتے۔ جامعہ محمدیہ کے قریب دیوبندیوں کا ایک معروف ادارہ ہے وہاں کے شیخ الحدیث جو کہ پوری دیوبندیت میں ایک ممتاز مقام رکھتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں اپنے سینئر مدرسین اور طلبہ خصوصی طور پر بھیجتے کہ جاؤ اور جا کر جامعہ محمدیہ میں خطبہ سنو اور مولانا محمد عبداللہ صاحب کے دلائل اور ردود لکھ کر لاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ آپ کا ایک ایک جملہ لکھتے اور اپنے اساتذہ کو مکمل رپورٹ پیش کرتے۔ مگر آپ کے دلائل اتنے مضبوط ہوتے کہ کسی کو جواب دینے کی جرأت نہ ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ خطابت کے بے تاج بادشاہ کہلاتے تھے۔

قناعت پسندی:

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ اپنی مسجد میں خطابت و تدریس کے علاوہ کہیں بھی شہر میں یا شہر سے باہر خطابت کے لیے یا عقیدتمندوں کے اصرار پر نکاح کی تقریبات کے لیے تشریف لے جاتے تو کسی سے معاوضہ قبول نہ کرتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی دنیوی مال و اسباب کے بجائے کتاب وسنت سے پیار کیا اور اس کی ترویج و اشاعت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

اولاد:

اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد عبداللہ کو چار بیٹے اور دو بیٹیاں عطاء کیں۔ جن میں سے ایک بیٹا عبدالرحمٰن عراق میں ایک روڈ حادثہ کے دوران اور بڑی بیٹی اس سے پہلے رضائے الٰہی سے انتقال کرگئی ہے۔ باقی بحمداللہ بقید حیات ہیں۔ آپ کے فرزند رشید حافظ محمد عمران عریف مستند عالم دین اور باخبر جماعتی رہنماء ہیں۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں تدریسی خدمات کے ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی گوجرانوالہ کے ناظم کی ذمہ داریاں بطریق احسن نبھا رہے ہیں۔

سفر آخرت:

دسمبر 1997ء بروز جمعۃ المبارک صبح نماز کے لیے اٹھے۔ سخت سردی تھی اور ہر طرف دھند چھائی ہوئی تھی۔ جامعہ محمدیہ کے برآمدے میں وضوء کر رہے تھے کہ اچانک لڑکھڑا کر گر پڑے۔ طلبہ اور چوکیدار نے اٹھا کر بستر پر لٹایا۔ آپ کے لخت جگر میاں مجیب الرحمان کو فون کیا اور جناح ہسپتال لے جایا گیا۔ تقریباً پندرہ دن کے بعد جب گھر آئے تو سارا جسم ٹھیک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ مگر وہ زبان جو ہر وقت قال اللہ و قال الرسول کے احکامات سناتی تھی، وہ زبان جو حق بیان کرتی تھی اور باطل کو للکارتی تھی وہ زبان جس نے مسلک اہل حدیث بیان کرنے میں کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیا۔ وہ زبان جو حق و صداقت کی ترجمان تھی جو زبان بے حد کمزور ہو چکی تھی۔

تقریباً ساڑھے تین سال کا عرصہ آپ نے بڑے صبر و تحمل سے گزارا۔ آخر کار وہ وقت 28 اپریل 2001ء کی صبح آ پہنچا۔ جس سے کسی کو مفر نہیں۔ صبح کے چھ بجے یہ خبر جماعت اہل حدیث پر بجلی بن کر گری کہ علم و عمل کا آفتاب غروب ہو گیا ہے جس نے اللہ کے فضل و کرم سے زندگی میں کسی سے ہار نہیں مانی، آج وہ تقدیر سے ہار چکا ہے اور اس نے اپنے رب کے حکم پر سر تسلیم خم کر لیا ہے۔ آپ کا آخری سفر بھی دیدنی تھا، جب جنازہ اٹھایا گیا تو ہزاروں لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ شیرانوالہ باغ کھچا کھچ بھر چکا تھا اور تنگیٔ داماں کا شکوہ کر رہا تھا۔ بلاشبہ یہ گوجرانوالہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔

نماز جنازہ سے قبل علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ نے جو چند کلمات کہے وہ اپنے اندر ہزار داستاں سمیٹے ہوئے تھے۔ پروفیسر ساجد میر صاحب نے نہایت الحاح و زاری سے نماز جنازہ پڑھائی آپ کی آواز غم انگیز اور رندھی ہوئی تھی۔ دور و نزدیک سے سسکیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ مولانا محمد رفیق سلفی صاحب نے قبر پر رقت آمیز لہجے میں دعا کی۔ اس طرح اس عظیم انسان کا مہد سے لحد تک 81 سالہ سفر ختم ہوا۔

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه

آہ! شیخ الاسلام فاتح قادیاں مولانا ثناء اللہ امرتسری کی حاضر جوابی، محدث زماں حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی کی حدیث دانی، حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی کی دور اندیشی، حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی نکتہ آفرینی کے مختلف روپ ہمیں اس شخصیت میں ملتے تھے۔ ''وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔'' لیکن بات یہیں آ کر ٹھہرتی ہے کہ: اے اللہ کریم ہم تیری رضا پہ راضی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولی کامل بقیۃ السلف

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی صاحب بزم علم وعمل کے روشن مینار تھے قومی و جماعتی زندگی میں ان چند شخصیات میں سے تھے جنھیں گئے وقتوں کی تذکاری علامتیں، یادگار نشانیاں اور بلامبالغہ بقیۃ السلف کہا جا سکتا ہے۔ آپ کی شخصیت گم شدہ زمانوں کے راست باز اور صالح کردار علماء و صلحاء کی ایک جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی زندہ تصویر تھی۔ آپ قرون اولیٰ کے اصحاب علم وعمل کی اختیار کردہ سادگی کا خوبصورت نمونہ تھے۔ زبان پر ہر وقت ذکر و تلاوت، گفتگو میں محبت اور لہجے میں شیرینی اور حلاوت، وعظ و بیان میں اسلوب اتنا پُرتاثیر اور پرکشش تھا کہ بڑے بڑے خوش الحان اور شیریں بیان بھی دم بخود محو سماعت ہو جاتے تھے۔ آپ کی تقریر میں رعونت تھی نہ خشونت، سیدھے سادھے پر مغز، بامعنی اور نپے تلے منتخب الفاظ جن میں خشیت الٰہی کے ساتھ علم کا آمیزہ بھی ہوتا تھا۔ دوران تقریر جب وہ اپنے مخصوص اور رس بھرے اندازِ مترنم سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو سامعین پر ایک سحر اور سکوت طاری ہو جاتا۔ جب نماز کی امامت کراتے تو قرأت قرآن کی بہار اور سوز و گداز سے رقت کا سماں بندھ جاتا۔ آپ کی قرأت اور لب ولہجہ کے زیر و بم میں خشوع و خضوع کا ایسا امتزاج تھا کہ ہمارے اکابر و علماء اور صلحاء اس کے معترف تھے۔ آپ کی محبت بابرکت میں چند لمحات گزارنے اور وعظ و تذکیر کی مجلس میں بیٹھنے کی ہر شخص کی ہمیشہ آرزو رہتی۔ آپ کے مواعظ حسنہ اور دروس سے ملک کے طول و عرض اور بیرون ملک کے لاتعداد لوگوں نے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیدائش:

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی حافظ محمد عظیم بن نواب دین کے گھر 12 دسمبر 1927ء کو معروف قصبہ میر محمد ضلع لاہور حال ضلع قصور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا تعلق راجپوت خاندان سے تھا جبکہ والدہ پٹھان تھیں۔ آپ کا خاندان گاؤں میں نیکی، تقویٰ اور تدین کی بدولت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

تعلیم:

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں اپنے چچا حافظ دوست محمد اور حافظ محمد بھٹوی رحمہ اللہ (وفات: 1995ء) سے حاصل کی قرآن پاک بھی وہیں حفظ کیا صرف ونحو کی ابتدائی کتب اور حدیث میں بلوغ المرام اور مشکوٰۃ بھی وہیں پڑھی۔ اس کے بعد مدرسہ غزنویہ امرتسر چلے گئے جہاں پر حضرت مولانا نیک محمد رحمہ اللہ (وفات: 1954ء)، مولانا محمد حسین ہزاروی رحمہ اللہ (وفات: 1933ء)، مولانا عبد اللہ بھوجیانی رحمہ اللہ (وفات: 1947ء) اور دیگر اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ تعلیم کا سلسلہ جاری تھا کہ ملک تقسیم ہو گیا اور حافظ صاحب اپنے گاؤں میر محمد واپس آ گئے۔ اس کے بعد گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی جو کہ وہاں آ کر تدریس کا سلسلہ شروع کر چکے تھے کی خدمت میں پہنچے اور چار مہینے وہاں رہے اور ان سے چند کتب پڑھیں۔ اس وقت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ "تالی والی مسجد" گوجرانوالہ میں طلبہ کو حدیث کی آخری کتب پڑھایا کرتے تھے۔ حافظ محمد یحییٰ صاحب نے ادھر کا رخ کیا اور ان سے کسب فیض کرنے لگے۔ حضرت حافظ صاحب حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی کے علم، کمال، کثرت ذکر الٰہی، قیام اللیل، حفظ و اتقان، تلاوت قرآن اور اس طرح کے دوسرے محاسن سے بہت متاثر ہوئے۔

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی صاحب دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں انتہائی کتب پڑھتے رہے ہیں۔ اس وقت دارالعلوم میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا شریف اللہ خان اور مولانا محمد عبدہ الفلاح تدریسی خدمات سرانجام دیتے تھے اور مولانا عطاء اللہ حنیف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔

مرکز الاصلاح ''البدر'' کی تاسیس:

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی صاحب نے اپنے رفیق اور تعلیمی و دعوتی ساتھی محترم حافظ محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ (وفات: 2001ء) والد گرامی قدر حافظ مسعود عالم صاحب حفظہ اللہ کے ساتھ مل کر 15 ایکڑ رقبہ پر 1969ء میں بونگا بلوچاں (پھول نگر) میں مرکز دعوت و اصلاح کی بنیاد رکھی اور اس کا سنگ بنیاد حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ یہ عظیم الشان کارنامہ آپ نے حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی خواہش پر سرانجام دیا مگر مولانا سلفی مرحوم اپنی خواہش کی تکمیل سے قبل ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔

ان دونوں حضرات (حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی و حافظ محمد یحییٰ شرقپوری) کا طریق دعوت بالکل سیدھا سادھا تھا خود بھی ہر اعتبار سے سادہ اور نفیس تھے، سراپا اخلاق تھے، سراپا درد تھے۔ دین اور اہل دین کے سچے غمخوار اور مسلمانوں کے بصدق دل خدمت گزار تھے۔ قانع اور متوکل تھے۔ دعوت دین اور اصلاح و تربیت اور تعمیر اخلاق کی ایک دھن تھی جو دن رات ان کو بیقرار رکھتی تھی۔ انہوں نے سب کچھ رب کی راہ میں قربان کر دیا اور جب کچھ نہ بچا تو اپنا آپ پیش کر دیا ان کا چلنا، پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، اور سب کچھ دین کی خدمت اور مسلمانوں بالخصوص جماعت اہل حدیث کی ہمدردی، غم خواری اور اصلاح کے لیے وقف تھا۔ یہی ان کی تقریر تھی اور یہی مجلسوں اور محفلوں کی گفتگو اور اس کا شب و روز ملنے جلنے والوں سے اظہار کرتے تھے۔

اسی مرکز سے مبلغین کی جماعتیں دور دراز علاقوں تک جاتیں اور لوگوں کو بتاتیں کہ اسلام کن چیزوں پر عمل کا حکم دیتا ہے اور کن چیزوں سے روکتا ہے یعنی لوگوں کی سمجھ کے مطابق انہیں اوامر نواہی سے مطلع کیا جاتا۔ پہاڑی علاقوں کا ہر سال دورہ کیا جاتا جن میں مری، باغ، ایبٹ آباد اور نتھیا گلی وغیرہ شامل ہیں۔ ان علاقوں کے لوگ مبلغین کی آمد پر خوش

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوتے اور ان کی باتیں سن کران پر عمل پیرا ہوتے۔

تصنیف وتالیف:

حافظ محمد یحیٰ عزیز میر محمدی صاحب تبلیغی مصروفیات کی وجہ سے تصنیفی خدمات کی طرف زیادہ متوجہ نہیں ہو سکے۔ البتہ ایک کتاب ''تبلیغ دین کے پانچ اصول'' کے نام سے لکھی جو کہ سراسر اصلاحی نوعیت کی ہے۔ اس کی حیثیت تبلیغ دین کے طریقے اور اسلوب کی نشان دہی کرنے کی ہے۔

اس کے علاوہ تجوید قرآن کے موضوع پر آپ نے سب سے پہلے ''آسان قاعدہ'' لکھا جسے حلقہ قراء میں بے حد اہمیت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد اس موضوع پر ایک اور آسان کتاب لکھی اسے بھی قبول عام حاصل ہوا۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی ریکارڈنگ:

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی ایک علمی دانش گاہ ہے۔ اس کے بانی و مدیر فضیلۃ الشیخ پروفیسر محمد ظفر اللہ رحمہ اللہ (وفات: 1997ء) بہت بڑے وژنری شخصیت تھے تعلیم کے ساتھ ساتھ میدان تبلیغ و جہاد میں آپ کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ نے قرآن حمید کو اردو ترجمہ کے ساتھ عوام کو سنانے کے لیے ہمارے ممدوح محترم حافظ محمد یحیٰ عزیز میر محمدی صاحب کا انتخاب کیا اور آپ سے ان کا قیمتی وقت لے کر محترم حافظ صاحب کی آواز میں ریکارڈنگ کا انتظام کیا اور اس کے لیے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں با قاعدہ ایک شعبہ ''مکتبہ صوت الاسلام'' کے نام سے قائم کیا۔ حافظ صاحب کم وبیش تین سال تک جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں مقیم رہے جہاں ہم جیسے مبتدی طالب علم کو آپ کو دیکھنے اور آپ کی اقتداء میں نمازیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اور وہ نقشہ آج تک ذہن نشین ہے جس طرح سے محترم حافظ محمد یحیٰ عزیز میر محمدی صاحب چوتھی منزل سے نیچے تشریف لاتے اور وضوء کے لیے پانی کا لوٹا آپ کے ہاتھ میں ہوتا باغیچہ کے کونے میں بیٹھ کر وضوء کرتے اور اذان سے قبل ہی مسجد میں پہنچ جاتے اور مجھے یاد نہیں کہ آپ نے طلبہ کو کوئی نصیحت کی اور اس پر عمل نہ ہوا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہو۔طلبہ آپ کی ایک ایک نصیحت پر عمل کیا کرتے تھے۔

آپ کی مسحور کن مترنم آواز میں قرآن مجید بمعہ ترجمہ اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی تفسیر اور بقایا جہاں ضروری سمجھا وہاں مختصر تفسیر 45 کیسٹوں میں ریکارڈ کیا گیا اور پھر اس کو ملک کے طول وعرض میں قرآن مجید اور اس کے ترجمہ سے شغف رکھنے والے لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی صاحب کے قیام کراچی کے دوران جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کی شاخ حرمین کمپلیکس کی جامع مسجد النور کا سنگ بنیاد بھی آپ نے رکھا اور اس مسجد کا نام بھی آپ نے ہی ''النور'' تجویز کیا تھا۔

تنظیمی ذمہ داریاں:

حافظ محمد یحییٰ عزیز میری محمدی صاحب مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے زرین دور میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع لاہور کے امیر رہے اس وقت قصور ضلع بھی لاہور میں شامل تھا اور ایک عرصہ تک مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم تعلیمات بھی رہے اور وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے صدر کے طور پر بھی فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔

جب مسلک اہل حدیث کی دو بڑی جماعتیں مرکزی جمعیت اہل حدیث اور جمعیت اہل حدیث پاکستان کا 1990ء اتحاد ہوا اور متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نام سے متفقہ قیادت منتخب ہوئی تو بالاتفاق امارت کا قرعہ آپ ہی کے نام نکلا۔احباب جماعت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔جماعت کے احباب جو تمنا اور آرزو ایک عرصہ سے دل میں لیے ہوئے تھے وہ پوری ہوئی سب نے حافظ صاحب کو متفقہ امیر مان لیا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد چند لوگوں نے جن کے ذاتی مفاد تھے حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی کی امارت سے بغاوت کا اعلان کر دیا۔اسی طرح سے اہل حدیث جو ایک امیر کی امارت میں اکٹھے ہو چکے تھے ان میں تفریق کی کوشش کی گئی۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تبلیغی اسفار:

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی صاحب شہر شہر، قریہ قریہ اور گاؤں گوٹھوں میں دعوت دینے کے لیے گھومتے رہے اور آپ نے ملک کے طول و عرض میں سفر میں کیے۔ حافظ صاحب مرحوم نے تبلیغ دین کے لیے متعدد مرتبہ بیرون ممالک کے سفر کیے جن میں سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات اور برطانیہ کے سفر معروف ہیں۔

وفات:

حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی 31/ اکتوبر 2008ء شوال المکرم 1429ء کو رات کے وقت اس دنیا فانی کو چھوڑ کر دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اگلے روز یکم نومبر کو آپ کی نماز جنازہ پہلی بار مرکز الاصلاح میں جبکہ دوسری مرتبہ آپ کے آبائی گاؤں میر محمد میں ادا کی گئیں محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ عقیدت مندوں اور محبین نے شرکت کی۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قائد اہل حدیث علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ

علامہ پروفیسر ساجد میر 2 اکتوبر 1938ء کو عبد القیوم میر کے گھر سیالکوٹ کے محلہ میانہ پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گھر ایک علمی گھرانہ تھا۔

تعلیم:

پروفیسر ساجد میر صاحب نے پرائمری سے ایف اے تک ہمیشہ اول پوزیشن حاصل کی اور میرٹ اسکالرشپ کے حقدار رہے۔ مرے کالج سے گریجویشن کی اور وظیفہ پایا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے انگلش میں ایم اے کیا۔ ایم اے اسلامیات پنجاب یونیورسٹی سے 1969ء فرسٹ ڈویژن، بی اے (سیاسیات و عربی) مرے کالج 1958ء مع انگلش و عربی میں میرٹ اسکالرشپ اور بی اے (ایڈیشنل) معاشیات پنجاب یونیورسٹی جولائی 1966ء میں کیا۔

آپ محنت سے پڑھتے تھے اور ذہین طالب علم تھے۔ چونکہ مذہبی خاندان کے فرد تھے اس لیے علم کے ساتھ عمل کا پہلو ہمیشہ نمایاں رہا۔ یہ بہت بڑا وصف ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو متصف فرمایا۔

ایوارڈز:

مرے کالج سیالکوٹ میں جو تعلیمی امتیازات (ایوارڈز) حاصل کیے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

میر حسن میڈل (ڈگری کلاس کے مضمون عربی میں پہلی پوزیشن پر)

محمد علی میڈل (ڈگری کلاس کے مضمون انگلش میں پہلی پوزیشن پر)

عمومی قابلیت میں دوسرا انعام۔

تاریخ اور عربی میں پہلا انعام۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جبکہ مرے کالج سیالکوٹ 1954ء تا 1958ء میں اہم نصابی امتیازات حاصل کیے۔

سالانہ انگریزی مباحثہ اور تقریری مقابلہ میں پہلا انعام (دو مرتبہ)

اردو تقریری مقابلہ میں پہلا انعام (دو مرتبہ)

انگریزی و اُردو میں فی البدیہہ تقریری مقابلہ میں دوسرا انعام

انگریزی مضمون نویسی کے مقابلہ میں پہلا انعام

معلومات عامہ کے مقابلہ میں پہلا انعام (دو دفعہ)

تدریس:

آپ کا بطور تدریس (لیکچرار) ریکارڈ کچھ یوں ہے۔

لیکچرار (انگلش) جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ (1960ء-9-14 تا 1963ء-2-10)

انسٹرکٹر (انگلش) گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ سیالکوٹ (1963ء تا 1966ء)

سینئر انسٹرکٹر (انگلش اینڈ مینجمنٹ) گورنمٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ سیالکوٹ و لاہور (1966ء تا 1975ء)

سینئر ایجوکیشن آفیسر (سینئر لیکچرار) فیڈرل گورنمنٹ نائیجیریا (1975ء تا 1977ء)

پرنسپل ایجوکیشن آفیسر (اسٹنٹ پروفیسر) فیڈرل گورنمنٹ آف نائیجیریا (1977ء تا 1981ء) انگلش و اسلامیات۔

اسسٹنٹ چیف ایجوکیشن آفیسر (ایسوسی ایٹ پروفیسر) فیڈرل گورنمنٹ آف نائیجیریا (1981ء تا 1984ء)

سروس سے متعلق دوسری ذمہ داریوں کی تفصیل یوں ہے کہ:

آفیسر انچارج شعبہ ریلیٹڈ اور بیسک اسٹڈیز گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ سیالکوٹ (1972ء تا 1975ء)

ممتحن اعلیٰ و پیپر سیٹر پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن (1969ء تا 1975ء)

صدر پولی ٹیکنیک ٹیچرز ایسوسی ایشن (1972ء تا 1975ء)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دینی تعلیم:

پروفیسر ساجد میر صاحب نے جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ میں قرآن مجید حفظ کیا اور دارالعلوم تقویۃ الاسلام (لاہور) سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ جدید علوم کے ساتھ ساتھ قدیم علوم میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر صاحب عربی، اردو اور انگریزی میں یکساں عبور رکھتے ہیں اور قلم و زبان کے ذریعے بے تکلفی سے ان زبانوں میں اظہار مدعا فرماتے ہیں۔

بیرون ملک روانگی:

سرکاری ملازمت کے دوران پروفیسر ساجد میر صاحب 1975ء کو نائیجیریا چلے گئے۔ نائیجیریا میں 1975ء تا 1984ء تک آپ کا قیام رہا جب واپس آئے تو وہاں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر خدمات انجام دے رہے تھے۔

پاکستان واپسی:

نائیجیریا سے ملازمت ترک کر کے 1984ء میں وطن عزیز واپس آئے تو ملک میں مرکزی جمعیت اہل حدیث دو گروہوں میں منقسم تھی۔ ایک گروپ کی امارت مولانا معین الدین لکھوی اور نظامت میاں فضل حق کے پاس تھی۔ جبکہ دوسرے گروپ جمعیت اہل حدیث کی امارت مولانا محمد عبد اللہ اور نظامت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کے پاس تھی۔ پروفیسر ساجد میر صاحب کا رابطہ حضرت علامہ شہید کے ساتھ تھا۔ آپ نائجیریا سے واپسی پر مختلف موضوعات پر خالص تحقیقی، علمی اور فکری کام کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی دعوت پر جماعتی امور میں مصروف عمل ہو گئے۔

بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت:

علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب بین الاقوامی کانفرنسوں میں کئی بار شرکت کر چکے ہیں۔

انٹرنیشنل دعوت کانفرنس برمنگھم 1985ء، 1987ء، 1988ء، 2000ء، 2004ء، 2008ء، 2011ء۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی کانفرنس برمنگھم، لندن، مانچسٹر، گلاسکو 1999ء، 2000ء، 2001ء، 2005ء۔

یورپین اسلامی کانفرنس لندن 1988ء، 1992ء۔

عالمی اسلامی کانفرنس فلپائن 1988ء۔

عالمی حج کانفرنس استنبول (ترکی) 1988ء۔

عالمی امن کانفرنس بغداد (عراق) 1989ء۔

رابطہ عالم اسلامی کانفرنس مکہ مکرمہ 1990ء، 1999ء، 2001ء، 2011ء، 2013ء۔

دعوت کانفرنس امریکہ (نیویارک جرسی) 1989ء۔

دعوت کانفرنس بھارت (بمبئی، دہلی، بنارس) 1990ء۔

بین الاقوامی کانفرنس ریاض (سعودی عرب) 1991ء۔

بین الاقوامی کانفرنس کویت 1991ء، 1992ء۔

ایشیائی حج کانفرنس کوالالمپور ملائیشیا 1990ء۔

دعوت کانفرنس سنگاپور 1990ء۔

بین الاقوامی اسلامی کانفرنس برائے وسط ایشیائی ریاستیں ماسکو 1991ء۔

دعوت کانفرنس متحدہ عرب امارات 1991ء۔

ایشیائی کانفرنس کولمبو (سری لنکا) 1993ء۔

عالمی کانفرنس انڈونیشیاء 2002ء۔

سیرت کانفرنس ٹریپولی لیبیا 1998ء۔ 2003ء۔

اس کے علاوہ بیلجیم، ہالینڈ، سوئیٹزر لینڈ، اٹلی، فرانس، نائیجیریا، کینیا، سپین، ڈنمارک، آئرلینڈ، کینیڈا اور یونان وغیرہ کے سفر کر چکے ہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کی رکنیت:

علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب عالم اسلام کی بہت بڑی تنظیم رابطہ عالم اسلامی کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

2013ء سے رکن ہیں۔

تصنیف وتالیف:

پروفیسر ساجد میر صاحب تصنیف وتالیف کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ آپ نکتہ شناس ہیں لیکن دیگر مصروفیات کی وجہ سے آپ اس طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکے۔ آپ کی ایک اہم ضخیم کتاب ''عیسائیت'' ہے جو دس ابواب پر مشتمل ہے۔ آپ اس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ مجھے عیسائیت کے گہرے مطالعہ اور علماء سے تبادلہ خیال کا موقع افریقہ میں اپنے کئی سال قیام کے عرصہ میں ملا۔ پھر یورپ اور امریکہ کے مختلف اسفار کے دوران وہاں کی لائبریریوں (جن میں برٹش لائبریری اور سینٹرل کیتھولک لائبریری خصوصاً قابل ذکر ہے) سے استفادہ کرتا رہا۔ پاکستان اور بعض عرب ممالک کی لائبریریوں میں سے بھی مفید مواد حاصل ہوا۔ لیکن مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اس مواد کی ترتیب و تدوین کی تحریک میرے مرحوم دوست علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کی طرف سے ہوئی۔

بلاشبہ پروفیسر ساجد میر صاحب کی یہ ایک تحقیقی تصنیف ہے اور بہت سی معلومات پر محیط ہے۔ یہ کتاب بین الاقوامی اشاعتی ادارے ''دارالسلام'' کی طرف سے 2001ء میں بہت خوبصورت انداز میں شائع ہوئی۔ موضوع کی اہمیت اور کتاب کی افادیت کے پیش نظر اس ادارہ نے اسے اردو، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں میں شائع کیا۔ جناب پروفیسر صاحب نے دعاؤں کی معروف ومقبول کتاب ''الحزب المقبول'' کا عربی سے انگریزی ترجمہ کیا۔ ابوالحسن ندوی کی کتاب ''ما ذا خسر العالم من انحطاط المسلمین'' کے ترجمہ کی تصحیح کی۔ اہل حدیث کے مشہور پبلشر شیخ محمد اشرف نے ''صحیح مسلم'' طبع کی۔ اس کے بعض اجزاء کے ترجمہ کی بھی آپ نے تصحیح کی۔

ہفت روزہ اہل حدیث، الاسلام اور ترجمان الحدیث میں آپ کے مضامین تفسیر، حدیث، اسلامی تاریخ، فقہ اور اسلام کی معاشرتی اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کے بارے شائع ہوتے رہے ہیں۔ مختلف ملکی اخبارات وجرائد میں مختلف عنوانات پر مضامین بھی شائع ہوتے رہے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ آپ کی خطبات جمعہ پر مشتمل تقاریر دو جلدوں میں طبع ہو کر علماء، خطباء اور طلبہ سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں۔

سیاسی خدمات:

علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب وطن عزیز کی قومی سیاست میں ایک معتبر نام ہے۔ اکابر و عمائد اور سیاستدانوں سے ہٹ کر سیاست میں شرافت کو فروغ دیا۔ کٹھن سے کٹھن حالات میں مشکل ترین بات، سنجیدہ الفاظ میں کی اور پوری کی۔ مؤقف سخت لیکن انداز اور الفاظ شائستہ۔ کبھی اپنے ذہن اور لحن کو غیر سنجیدگی سے آلودہ نہیں کیا۔

سیاست کو کاروبار نہیں بنایا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث عرصہ پچیس سال سے مسلم لیگ کی اتحادی ہے۔ آپ مسلم لیگ کی طرف سے اکتوبر 1994ء سے تا حال سینیٹ کے ممبر اور ملک کی اعلیٰ ترین بااختیار کمیٹیوں کے سربراہ رہے۔ لیکن اپنے منصب اور اثر و رسوخ کو کبھی بھی ذاتی مفاد کے لیے استعمال نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلم لیگی حکومت کی بساط لپیٹی گئی تو کوئی الزام پروفیسر ساجد میر پر نہیں لگا۔

پروفیسر ساجد میر صاحب میدان سیاست میں رنگ، موسم اور دھارے بدلنے کے بھی عادی نہیں ہیں۔ برسر اقتدار تھے مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ مسلم لیگ کی حکومت ختم ہوگئی تو تحریک نجات میں بعض مسلم لیگی لیڈروں سے زیادہ کردار ادا کیا۔ بلکہ پورے ملک میں اپنے کارکنان کو ساتھ لے کر تحریک نجات میں جان ڈالی۔ دوبارہ حکومت چلی گئی پھر بھی اپنے موقف پر قائم و دائم رہے تاوقتیکہ جماعت کی شوریٰ کوئی نئی راہ اختیار نہیں کر لیتی۔

2002ء میں جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو پاکستان کی دینی جماعتوں نے مل کر دفاع پاک افغان کونسل اتحاد قائم کیا۔ بعد ازاں یہ اتحاد متحدہ مجلس عمل کا نام اختیار کر گیا۔ پروفیسر ساجد میر صاحب ایم ایم اے کے نائب صدر منتخب کیے گئے اور مرکزی جمعیت اہل حدیث نے اس اتحاد میں اہم کردار ادا کیا۔ ایک دفعہ چیئرمین سینیٹ کے لیے بھی پروفیسر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساجد میر کا نام پیش کیا گیا۔

جرأت کی مثال:

پرویز مشرف کی آمریت کا سورج نصف النہار پر تھا اور اس نے اسمبلیوں سے ووٹ لیا۔ بڑے بڑے سیاستدان اسمبلی ہال سے بائیکاٹ کے نام پر ایوان سے خاموش ہو کر باہر چلے گئے تھے۔ اس وقت اکیلے ساجد میر ہی تھے جس نے اس کی آمریت کے خلاف ووٹ دیا۔

شخصیت:

پروفیسر ساجد میر صاحب ماہر تعلیم، مستند عالم دین اور سنجیدہ فکر سیاستدان ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام اور وطن سے محبت اور اس کے لیے ایثار و قربانی کو فرض اولین سمجھتے ہیں۔ ملک بھر سے اہل حدیث سیاسی فکر کے حامل کارکنان ان پر اعتماد کرتے ہیں اور آپ کی قیادت میں سیاسی و فکری سفر کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔

تنظیمی وابستگی:

پروفیسر ساجد میر صاحب کا جماعت سے پرانا تعلق ہے۔ 1962ء میں بانی جماعت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے آپ کو مرکزی مجلس علماء کا رکن بنایا تھا۔ 1962ء سے 1973ء تک مرکزی جمعیت اہل حدیث سیالکوٹ شہر کے سیکرٹیری جنرل رہے۔ 1973ء سے 1974ء تک جب جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی سیکریٹری جنرل رہے۔

1987ء میں شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی المناک شہادت کے بعد نظامت اعلیٰ کی ذمہ داری آپ کو دوبارہ سونپی گئی۔ یہ ذمہ داری 1990ء تک بحسن و خوبی نبھاتے رہے۔ 1990ء میں جب جمعیت اہل حدیث اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کا اتحاد ہوا تو پھر آپ کو سیکریٹری جنرل بنا دیا گیا۔ پھر مئی 1992ء میں متحدہ جمعیت اہل حدیث ختم کر کے مرکزی جمعیت اہل حدیث بحال کی گئی تو امارت کے لیے قوم و ملت کے نگاہ آپ پر پڑی تب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے آج تک اس منصب جلیلہ پر فائز ہیں اور انتہائی متانت و سنجیدگی اور امانت داری سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔

جماعتی اتحاد:

1990ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث اور جمعیت اہل حدیث پاکستان میں اختلافات ختم کر کے ملک بھر کے اہل حدیث کو وحدت کی لڑی میں پرونے کے لیے اتحاد کیا گیا اور مشترکہ طور پر متحدہ جمعیت اہل حدیث بنائی گئی۔ جس میں جمعیت اہل حدیث کی طرف سے شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ، مولانا محمد اسحاق چیمہ، پروفیسر علامہ ساجد میر، مولانا حافظ عبد اللہ شیخوپوری، چوہدری عبد العزیز اور میاں محمد جمیل کمیٹی کے رکن بنائے گئے۔ اس طرح سے تمام اکابر اہل حدیث ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو گئے۔

پروفیسر ساجد میر صاحب نے میدان سیاست میں اپنی اصول پسندی اور جرأت اظہار سے اپنا ایک مقام پیدا کیا ہے۔ ایوان بالا میں آپ کی تقاریر آپ کے وسعت مطالعہ، قوت استدلال، استعداد، تجزیہ، استحضار اور ملکہ افہام کے ساتھ ساتھ جرأت اظہار کی عکاسی کرتی ہیں، آپ ہر لحاظ سے ایک نستعلیق شخصیت کے مالک، سنجیدہ و متین اور وقیع شخص ہیں۔

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جان پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی میں برکت عطاء فرمائے۔ آپ کا اقبال بلند کرے اور دین حنیف، مسلک حق اہل حدیث اور جماعت کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ

قاری عبدالخالق رحمانی، مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلوی کے گھر 25 نومبر 1925ء بمطابق 8 جمادی الاولیٰ 1344ھ کھنڈیلہ ضلع جے پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

قاری عبدالخالق رحمانی نے عصری تعلیم مڈل تک حاصل کی۔ دینی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا۔ بعدازاں دین اسلام کی ابتدائی کتب اپنے والدمحترم سے مدرسہ مصباح العلوم کھنڈیلہ میں پڑھیں۔ حفظ قرآن مجید کی تکمیل مدرسہ عالیہ فتح پور میں کی۔اس کے بعد دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں علوم عالیہ وآلیہ کی تحصیل کی۔

اساتذہ کرام:

قاری عبدالخالق رحمانی صاحب نے درج ذیل اساتذہ کرام سے مختلف علوم وفنون میں اکتساب فیض کیا۔

شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی (وفات: 1943ء)، شیخ الحدیث (وفات: 1965ء) مولانا ابوالحسن عبیداللہ رحمانی مبارکپوری (وفات: 1994ء)، مولانا محمد عبداللہ دہلوی، مولانا عبدالحلیم، مولانا نذیر احمد املوی رحمانی رحمہ اللہ (وفات: 1965ء)۔

تدریس:

آپ نے تعلیم سے فراغت کے بعد 8 برس تک مدرسہ قاسم العلوم آگرہ میں تدریس فرمائی اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ اس کے بعد درس و تدریس کو خیرآباد کہہ کر ذریعہ معاش کے لیے تجارت شروع کی اور اس سلسلہ میں کئی شہروں کے سفر کیے۔ آپ جہاں اور جس شہر تشریف لے جاتے۔ وعظ و تبلیغ اور درس و افتاء کا سلسلہ جاری رہتا۔ آپ کے زیادہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تر وعظ توحید الٰہی اور اتباع سنت پر ہوتے تھے۔

یادگار واقعات:

1: انڈیا کے شہر کلکتہ میں ایک ہندو پنڈت سے آپ کی ملاقات ہوئی جس کا نام گروناتھ تھا۔ جو کہ مسلمانوں سے سخت نفرت کرتا تھا۔ آپ کلکتہ میں کاروبار کے لیے آتے تھے جب آپ کو معلوم ہوا کہ ایک پنڈت جو کہ مسلمانوں کے لیے مصیبت بنا ہوا ہے تو آپ کا دل مچل اٹھا، آپ نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور اس کے بارے میں پوچھا کہ یہ پنڈت کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے اور کس جگہ ملے گا؟ آپ کو ساتھیوں نے کہا کہ قاری صاحب اس پنڈت کا نام گروناتھ ہے، بہت ظالم انسان ہے، مندر کالی ماتا کا پجاری ہے اور اس کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ کہاں رہتا ہے۔ مگر ہر اتوار اور منگل کو مندر آتا ہے۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا ہے۔ آپ نے کہا کہ مندر جاؤں گا آپ کے ساتھیوں نے آپ کو بہت سمجھایا لیکن آپ نہ مانے اور آپ چار ساتھیوں کے ساتھ منگل کے دن بھیس بدل کر گروناتھ کے پاس چلے گئے۔

جب مندر کے ہال میں پہنچ گئے تو دیکھا کہ ایک بوڑھا جو شکل وصورت سے ایک غلیظ انسان لگ رہا تھا جو ایک اونچے چبوترے پر چڑھ گیا اور مسلمانوں کے بارے میں انتہائی غلیظ زبان استعمال کرنے لگا۔ قاری صاحب نے جب یہ ماجرا دیکھا تو آپ نے ایک پتھر اپنے ساتھی کو لانے کو کہا، جب ساتھی پتھر لے کر آ گیا۔ جب انہوں نے ہاتھ اٹھا کر نعرہ مارا تو آپ نے اللہ کا نام لیا اور بلند آواز سے اللہ کا نام پکارا اور وہ پتھر گروناتھ کو دے مارا۔ جو اس خبیث کے چہرے پر لگا اور وہ سب بھول کر ہائے ہائے کرنے لگا۔ ایک ہندو نے آپ کو پتھر مارتے دیکھ لیا۔ جب آپ نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا تو وہ غائب تھے۔ آپ جلدی سے مندر سے باہر آئے۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ آپ کو آواز آئی وہ جا رہا ہے جس نے بڑے پجاری کی ناک توڑ دی۔ آپ نے جب شور سنا تو پیچھے دیکھا تو بہت سے ہندو لڑکے آپ کو پکڑنے کے لیے آ رہے تھے کسی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھ میں تلوار کسی کے ہاتھ میں خنجر اور کوئی ڈنڈا پکڑے ہوئے بیس پچیس ہندو تھے۔ آپ آگے بھاگ رہے تھے اور وہ آپ کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آپ کا دل کرتا کہ نہ بھاگوں پھر سوچا کہ لوگ زیادہ ہیں زندگی جاسکتی ہے۔ اس سوچ میں ہی آپ کے پاس ایک کار آ کر رک گئی اور اس نے آپ کو گاڑی میں آنے کا کہا آپ نے فوراً گاڑی کا دروازہ کھولا اور بیٹھ گئے اور وہ آپ کو مندر سے کافی دور لے گیا۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا جس نے ایک اجنبی کو مدد کے لیے بھیجا۔ جب آپ اپنے مقام پر پہنچے تو آپ کے ساتھی بھی وہاں موجود تھے۔ آپ نے ان سے کوئی شکوہ نہ کیا۔ وہ کہنے لگے قاری صاحب آپ نے خود تو مرنا تھا، ساتھ ہمیں بھی مروانا چاہتے تھے۔ آپ نے جواب دیا اللہ کی راہ میں شہید ہوتا اب غازی ہوں۔ یہ مقام اللہ کی راہ ہے۔ پھر آپ اپنے قصبہ میں گئے اور والد محترم کو ساری داستان سنائی۔

2: آگرہ میں ایک بزرگ ابو العلاء کا مقبرہ ہے جو کہ پورے ہندوستان میں خواجہ معین الدین اجمیری کے بعد شرک و بدعت کا مرکز ہونے کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے۔ ان کے سالانہ عرس پر ہزاروں افراد مختلف مقامات پر آ کر حاضری دیتے ہیں۔ طواف ہوتا ہے، قبہ پر قیام وسجود اور استغاثہ ہوتا ہے۔ قاری صاحب نے یہ سب سن رکھا تھا اور دل ہی دل میں کڑھتے رہتے تھے۔ ایک بار اپنے شاگرد صلاح الدین بخاری کو لے کر عرس کے موقع پر عصر سے قبل وہاں پہنچے۔ بڑی مشکل سے قبر تک رسائی ہوئی جو کچھ آپ نے سن رکھا تھا۔ اس سے بہت کچھ بڑھ کر آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کوئی قیام میں رو رہا ہے۔ بہت سے لوگ طواف میں مصروف ہیں اور عورتوں اور مردوں کی کثیر تعداد سربسجود ہے اور کوئی مجاور گردن سے پکڑ پکڑ کر سجدے کرا رہا ہے۔ اس کھلے کفر وشرک کو دیکھ کر آپ کا دل بے تاب ہو گیا، تن بدن میں آگ لگ گئی اور دل ملامت کرنے لگا کہ اگر اس موقع پر بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ نہ دکھائی اور حضور اکرم ﷺ کی دعوت ان لوگوں تک نہ پہنچائی تو اللہ کے ہاں باز پرس ہو گی۔ آپ ادھر ادھر چکر لگانے لگے مگر کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بات سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کیا جائے۔ اتنے میں نماز عصر کی اذان ہوگئی اور آپ نماز کے لیے مسجد میں چلے گئے جس کے صحن میں اس مقبرے کا عظیم گنبد تھا۔ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھر گئی اور نماز کے بعد مسجد میں ہی عظیم قوال اور اس کے ہمنوا کے پروگرام کا اعلان ہو گیا۔ آپ نے موقع غنیمت سمجھا اور سلام پھیرتے ہی مسجد کے درمیانی دروازے میں کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے کہا کہ مختصر سے وقت میں حضرت صاحب کے فضائل بیان کروں گا۔ اس کے بعد آپ قوالی سن لیں۔

لہٰذا خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے توحید پر بیان شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی، قرآن وحدیث کی جھڑیاں لگ گئیں، لوگ نہایت دلچسپی اور شوق سے ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ یہاں تک کہ مغرب کی اذان ہو گئی اور قوالی کا پروگرام منسوخ کرنا پڑا۔ جس پر قوال پارٹی واویلا کر رہی تھی مگر لوگوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ مغرب کی امامت کے لیے فرط عقیدت سے لوگوں نے آپ کو آگے کر دیا۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی پھر آپ نے لوگوں سے کہا کہ حضرت کے کچھ فضائل باقی رہ گئے ہیں وہ بھی سنتے جائیں اور پھر اللہ کی وحدانیت اور شرک کی مذمت پر بیان شروع کر دیا، اللہ کا کرم ہوا کہ لوگ کھڑے ہو کر توبہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب یہ پیشانی اسی کے آگے جھکے گی جس نے اسے پیدا کیا ہے اور بے شک اللہ ہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے اور سب اسی کے محتاج ہیں۔

اس پر مجاوروں نے قاری صاحب پر قاتلانہ حملہ کر دیا، چھریاں، خنجر اور ڈنڈے استعمال کیے گئے۔ نامعلوم وہ کون لوگ تھے جنہوں نے آپ کو گھیرے میں لیے رکھا تھا اور سارے حملوں سے محفوظ رکھا اور نامعلوم وہ کون تھا جس نے ہاتھ پکڑ کر آپ کو آناً فاناً غائب کر دیا اور ایک نالے میں داخل کر دیا جو کہ مقبرے کے پیچھے کی جانب ویرانے میں نکلتا تھا۔ یہ نالہ گٹر نما تھا اور کافی دیر سمٹ کر اس کو پار کرنا پڑا۔ باہر نکل کر آپ کو اونچی اونچی پہاڑیاں نظر آئیں ان کو عبور کیا۔ سامنے ہی سڑک تھی وہاں پہنچ کر آپ نے سانس لیا اور ایک تانگے پر سوار ہو کر اپنے مقام پر پہنچے آپ کے شاگرد بخاری بھی آپ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ رہے۔ مجاورین حیران وششدر رہ گئے کہ آخر کہاں غائب ہو گیا؟

(3) اس طرح کا ایک واقعہ ملتان میں پیش آیا۔ شیعہ حضرات نے توحید کانفرنس کا انعقاد کیا اور ہر مکتبہ فکر کے علماء کو دعوت دی۔ شیعوں نے توحید یہ بتائی کہ پنجتن پاک کا دامن تھام لو۔ بریلویوں نے اللہ کو ہٹا کر دنیا کو مردوں کے حوالے کر دیا۔ دیوبندیوں نے توحید پر کچھ بیان دے کر اس کے اتمام کے لیے تقلید کو ضروری بتایا۔ ہماری جماعت کے ذمہ داران نے اہل اجلاس سے یہ مطالبہ اور اصرار کیا کہ ہمارے اہل حدیث مقرر کو اگر اجلاس کے آخر میں تقریر کا موقع دیا جائے تو ہم شریک ہوں گے ورنہ نہیں۔ نہایت ردو کد کے بعد آخر ایسا ہی ہوا۔ جماعت اہل حدیث کے بزرگان بھی کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ جن میں علماء اور اہل اللہ کی اتنی بڑی تعداد تھی جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی اور تمام خلوص دل سے دعا میں مصروف تھے۔ ان دعاؤں کے جلو میں قاری صاحب نے توحید پر تقریر شروع کی۔

اللہ نے سینہ کھول دیا اور آپ نے تقریباً پاؤ کے قریب قرآن سنایا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی آیات القاء فرمائیں کہ ان آیات نے مخالفین توحید کو کاٹ کاٹ کر گرا دیا اور آپ کو اپنی طرف سے کچھ نہ کہنا پڑا اور پابندی بھی تھی کہ ایسی کوئی بات نہ کہی جائے جس سے کسی دوسرے مکتبہ فکر کی دل آزاری ہو۔ جگہ جگہ سے لوگ قبر پرستی اور غیر اللہ پرستی سے توبہ کرنے لگے اور توحید پر قائم لوگوں کو گواہ بنانے لگے۔ عجیب بات تھی کہ یہ اجلاس بہاؤ الدین زکریا کے مزار کے سامنے عظیم الشان میدان میں منعقد ہو رہا تھا۔ مگر کوئی ہنگامہ اور مخالفت نہ ہوئی۔ مولانا خیر محمد جالندھری مہتمم خیر المدارس جو اکابر علماء دیوبند میں سے تھے اور وہ اس وقت بقید حیات تھے۔ انہوں نے اختتام جلسہ پر لوگوں سے کہا کہ اس اجلاس کی کامیابی کا سہرا اہل حدیث عالم کے سر بندھ گیا ہے۔

آل پاکستان اہل حدیث کانفرس میں خطاب:

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی پانچویں آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس 14،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

15 اور 16 مارچ 1958 کو سرگودھا میں بطل حریت مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں ہمارے ممدوح محترم قاری عبد الخالق رحمانی صاحب کو شرکت کی دعوت دی گئی اور آپ تشریف لائے اور تقریر کی۔ آپ کی تقریر سے لوگ بے حد متاثر ہوئے اور پورے پنجاب میں آپ کی شہرت پھیل گئی۔ آپ قرآن پڑھتے تو سماں بندھ جاتا تھا اور اس کا مطلب بیان کرتے تو سامعین پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ سرگودھا کانفرنس کے بعد آپ کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تمام کانفرنسوں میں شرکت کی دعوت دی جاتی تھی اس کے علاوہ صوبہ پنجاب کے مختلف مقامات کے تبلیغی جلسوں میں بھی آپ کو بلایا جانے لگا اور لوگ آپ کا نام سن کر کثیر تعداد میں ان جلسوں میں حاضر ہوتے تھے۔

بالخصوص توحید کے موضوع پر اس زمانہ میں تین حضرات کی تقریروں کی بڑی شہرت تھی۔ وہ تھے مولانا عبدالغنی شاہ (کاموں کی والے) حافظ محمد اسماعیل ذبیح (راولپنڈی) اور قاری عبدالخالق رحمانی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کانفرنسوں میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی ان تینوں مقررین کی تقریریں بالخصوص سنتے اور بسا اوقات تقریر کے دوران مولانا غزنوی صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

اللھم اغفرلھم وارحمھم وادخلھم الجنۃ الفردوس

صرف خالص اسلام:

قاری عبدالخالق رحمانی صاحب جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں علماء کمیٹی کے رکن رہے اور تمام مکاتب فکر کے علماء کے بعد آپ کو دعوت خطاب دی جاتی تھی۔ ایک بار نفاذ شریعت کے سلسلہ میں علماء نے اپنی اپنی پسند کی فقہ نافذ کرنے پر زور دیا تو فقہ جعفریہ کے رہنماء نے کہا کہ اگر قرآن وسنت نافذ کریں تو ہم سب کے ساتھ ہیں اور فقہ نافذ کریں تو فقہ جعفریہ کریں کیونکہ فقہ حنفی بہت گندی ہے۔ ضیاء الحق نے آخر میں حضرت قاری صاحب کو دعوت دی تو قاری صاحب نے مسلک اہل حدیث کی بھرپور نمائندگی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم جب ایک عظیم ہستی پر جمع ہو جائیں تو کوئی اعتراض و اختلاف باقی نہیں رہتا اور وہ ہستی محمد رسول

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ ہیں۔ جب آپ سے ہٹ کر کسی بھی دوسری شخصیت کا تعین کریں گے تو اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ مثلاً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہستی پر پوری امت مسلمہ کو یکجا نہیں کیا جا سکتا۔ اہل تشیع کو اعتراض ہوگا تو بعد کے فقہاء وآئمہ میں سے کسی بھی امام پر سب کیسے متفق ہو سکتے ہیں؟ اس لیے فقہی وابستگی سے بالاتر ہو کر خالص دین، ''قرآن وسنت'' پر سب اتفاق کر لیں اور اس کو نافذ کرنے کی سفارش کریں۔

علمی رسوخ:

اللہ تعالیٰ نے قاری عبدالخالق رحمانی کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ جہاں خطابت کے شہسوار تھے وہیں درسی کتب سے تعلق نہ رہنے کے باوجود ان پر عبور وکمال حاصل تھا۔ بیش تر کتب از بر تھیں اور آپ جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کراچی کے ناظم تعلیمات کی حیثیت سے نگرانی وسرپرستی فرماتے رہے۔

ایک دفعہ ایک استاد منطق پڑھا رہے تھے۔ کتاب بھی مشکل تھی اور وہ سبق بھی قدرے الجھاؤ والا تھا۔ قاری صاحب چلتے چلتے سن کر رک گئے اور کہنے لگے کہ مولانا صاحب طلبہ کو آسان الفاظ میں حل کر کے سمجھائیں۔ یہ نئی اور مشکل اصطلاحات بچوں کو سمجھ میں نہیں آ رہی ہوں گی۔ وہ مولانا غصہ میں آگئے اور کہنے لگے کہ مجھے ایسا ہی آتا ہے۔ آپ کو آتا ہے تو پڑھا دو قاری صاحب نے فرمایا کہ: آپ سامنے آ جائیں۔

پھر خود مسند پر بیٹھ کر بغیر کتاب کھولے اس پر مفصل تقریر کر دی۔ خوب واضح کر کے سمجھایا آخر میں طلبہ سے کہا کہ کتاب کھولو اور ترجمہ کر لو۔ یہ ہے آسان الفاظ میں سمجھا کر پڑھانا۔ وہ مولانا بڑے ہی نادم ہوئے، وہ سمجھ رہے تھے کہ قاری صاحب نے اعتراض کر دیا ہے انہیں کیا معلوم کہ منطق کی یہ کتاب کیسی ہے؟

جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کا سالانہ امتحان آپ خود لیتے تھے۔ تین سوالات میں پوری کتاب کا خلاصہ آ جاتا۔ عموماً کئی اداروں اور خصوصاً دارالحدیث رحمانیہ میں صحیح بخاری کی آخری حدیث پر درس آپ ہی ارشاد فرماتے تھے۔ پہلے سیرت امام بخاری رحمہ اللہ پر روشنی ڈالتے پھر صحیح

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بخاری کے مقام و مرتبہ پر محدثین کرام کی آراء نقل کرتے اور پھر آخری باب اور آخری حدیث پر عالمانہ محققانہ خطاب سننے سے تعلق رکھتا تھا۔ موازین القسط، اعمال و اقوال کا وزن وغیرہ کی تحقیق و تدقیق کے ساتھ قیامت کی ایسی منظر کشی کرتے کہ ہر آنکھ اشک بار ہو جاتی۔

اسی طرح سے اندرون سندھ جماعت کی عظیم درسگاہ جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص میں بھی آپ وقتاً فوقتاً تشریف لاتے اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے اور جامعہ کے بانی و مدیر محترم حاجی محمد اسماعیل میمن صاحب اور ان کے رفقاء کی ہمت بڑھاتے۔ خود بھی تعاون کرتے اور کراچی کے مخیر حضرات کو بھی اس جامعہ سے تعاون کے لیے ترغیب دیتے جامعہ کی پہلی تقریب بخاری 1992ء میں تشریف لائے اور صحیح بخاری آخری حدیث پر درس دیا اور طلبہ کی دستار بندی کی۔

تنظیمی خدمات:

قاری عبدالخالق رحمانی روز اول سے ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث سے نہ صرف وابستہ رہے۔ بلکہ مرکزی عہدوں پر فائز رہے۔ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے دور امارت میں آپ جونیئر نائب امیر تھے۔ حضرت حافظ محمد گوندلوی اور حضرت مولانا معین الدین لکھوی کے دور امارت میں قاری صاحب سینئر نائب امیر رہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مجلس شوریٰ میں آپ کی اصابت رائے کا یہ عالم تھا کہ ارکان شوریٰ نہ صرف آپ کے مشوروں کی قدر کیا کرتے تھے بلکہ اسے اختیار بھی کرتے تھے۔ کراچی میں علماء کرام اور مساجد اہل حدیث پر کچھ سال قبل حملے ہوئے۔ اس موقع پر تمام اہل حدیث جماعتوں کا ایک مشترکہ اتحاد قائم ہوا۔ جس کا نام ”اہل حدیث سپریم کونسل“ رکھا گیا۔ جس کے چیئرمین قاری عبدالخالق رحمانی صاحب کو مقرر کیا گیا۔ جس کا مقصد علماء، مساجد و مدارس اہل حدیث کا تحفظ تھا۔

شادی و اولاد:

قاری عبدالخالق رحمانی نے دو شادیاں کی تھیں۔ ایک بیوی سے دو بیٹے اور ایک بیٹی جبکہ دوسری بیوی سے چار بیٹے اور دو بیٹیاں اللہ تعالیٰ نے عطاء کیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حافظ مسعود عالم، محمود عالم، منصور عالم، محمد عامر، محمد طیب اور محمد طاہر۔ سب اپنا کاروبار کرتے ہیں اور سب بچے ماشاء اللہ بقدر ضرورت دینی علم سے بہرہ ور اور دین دار ہیں۔

وفات:

قاری عبد الخالق رحمانی نے 3 دسمبر 2006ء بروز اتوار کراچی میں انتقال کیا۔ قاری صاحب جماعت اہل حدیث کے گوہر شب چراغ تھے۔ آپ کی وفات سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ آپ کی نماز جنازہ ایک مینارہ مسجد شہید ملت روڈ پر واقع آپ کی رہائش گاہ کے قریب استاذ العلماء مفتی مولانا حافظ عبدالحنان سامرودی صاحب ﷾ نے پڑھائی۔ جس میں علماء وطلبہ و دیگر شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے احباب نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ

علامہ عبدالعزیز حنیف 1940ء میں شاہ محمد کے گھر کھیتر جموں وکشمیر میں پیدا ہوئے۔ 1947ء میں ہجرت کر کے ضلع باغ آزاد کشمیر کے گاؤں سیری پنیال میں رہائش اختیار کی۔ آپ کا تعلق گجر قبیلہ سے تھا۔

تعلیم:

علامہ عبدالعزیز حنیف نے جب کچھ ہوش سنبھالا، تو والد ماجد نے آپ کو مقامی اسکول میں داخل کرا دیا۔ جب پانچویں جماعت میں پہنچے تو آپ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔ جس کا آپ کو انتہائی صدمہ پہنچا اور پڑھنے لکھنے کا سلسلہ ختم کر دیا۔ جبکہ آپ کے والد گرامی کی خواہش تھی کہ بیٹا آگے تعلیم حاصل کرے۔ لیکن آپ کا اس طرف کوئی دھیان نہ تھا۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ اسی طرح سے گزر گیا۔ پھر یکا یک ذہن نے پلٹا کھایا اور تعلیم کی طرف راغب ہو گئے۔

1959ء میں دینی تعلیم کے حصول کے لیے راولپنڈی آئے اور مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح رحمہ اللہ (وفات: 1975ء) کے قائم کردہ مدرسہ تدریس القرآن والحدیث میں زیر تعلیم رہ کر تین سال درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھیں اور حافظ محمد اسماعیل ذبیح سے بھرپور استفادہ کیا۔ پھر حالات ایسے پیدا ہوئے کہ مدرسہ بند ہو گیا اور جو طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے انہیں مختلف مدارس میں بھیج دیا گیا۔ علامہ عبدالعزیز حنیف اپنے چند رفقاء سمیت حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی کی خدمت میں مدرسہ محمدیہ گوجرانوالہ آ گئے اور مولانا محمد اسماعیل سلفی کی خدمت عالیہ میں رہ کر درس نظامی کی بقیہ کتب کی تکمیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔ مدرسہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ سے تحصیل علم کے بعد علامہ عبدالعزیز نے کراچی کی طرف شد رحال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ ان دنوں کراچی میں علامہ محمد یوسف کلکتوی رحمہ اللہ (وفات: 1970ء) کے حلقہ درس و تدریس کا بڑا شہرہ تھا اور انہوں نے اپنے گھر ہی میں ایک مدرسہ جاری کر رکھا تھا اور وہ طلبہ کے تمام تر اخراجات خود برداشت کرتے تھے۔ طلبہ کے ساتھ مولانا محمد یوسف کلکتوی کا رویہ بے حد شفقت و محبت کا تھا۔ اس مدرسہ سے علامہ عبد العزیز نے حدیث میں تخصص کیا اور کراچی یونیورسٹی سے عربی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ 1966ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر کراچی میں ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرما دیا۔

کراچی سے اسلام آباد آمد:

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ان دنوں ناظم اعلیٰ میاں فضل حق تھے۔ ایک مرتبہ وہ کراچی گئے اور علامہ عبد العزیز حنیف سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا اسلام آباد میں جماعت کا نظم بالکل ابتدائی مرحلہ میں ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہاں کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ آپ وہاں چلے جائیں اور مسلکی و جماعتی کام کریں۔

علامہ عبد العزیز حنیف کو اس وقت اسلام آباد کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ انہوں نے سوچا کہ پورے پاکستان سے میاں صاحب نے اسلام آباد کے لیے ان کا انتخاب کیا ہے تو اس پر عمل ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ کراچی کی سکونت ترک کر کے 12 اکتوبر 1972ء کو اسلام آباد آ گئے۔ اس وقت اسلام آباد میں اہل حدیث کی کوئی مسجد نہ تھی۔ مولانا عبد العزیز حنیف ایک چھوٹے سے سرکاری کوارٹر میں نمازیں پڑھتے اور وہیں نماز جمعہ ادا کرتے، وہی کوارٹر آپ کی قیام گاہ تھا اور یہی کوارٹر آپ کے درس و تدریس کا مرکز اور یہیں آپ کی میٹنگیں اور جلسے ہوتے اس چھوٹے سے کوارٹر سے علامہ عبد العزیز حنیف نے اسلام آباد میں جماعت اہل حدیث کی تبلیغ کا آغاز کیا۔ آپ نے احباب کو جمع کیا اور آئندہ کے لیے کام کے منصوبے بنائے۔ اسے ہم آپ کا محدود سے پیمانے کا ''اسلام آبادی دار ارقم'' قرار دے سکتے ہیں۔ پھر ایک وقت آیا کہ آب پارہ میں اہل حدیث کی مرکزی جامع مسجد تعمیر ہوئی جو کہ اسلام آباد میں اہل حدیث کی پہلی مسجد تھی۔ مولانا عبد العزیز نے اس مسجد کی خطابت کی ذمہ داری سنبھالی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جسے آپ تادم واپسی باقاعدگی سے سنبھالتے رہے۔

آپ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں اہل حدیث کے پہلے خطیب اور اس مسلک کے اولین مبلغ تھے۔ آپ کی متحمل مزاجی اور سلامت روی کو داد دینی چاہیے کہ آپ تقریباً چوالیس سال یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے بھرپور جوانی کے دور میں کام شروع کیا۔ اس اثناء میں آپ کی زندگی کئی ادوار سے گزری اور حالات کی رفتار میں بے شمار تبدیلیاں آئیں۔ لیکن آپ اپنی جگہ قائم اور تبلیغ حق میں مصروف رہے۔

نظامت اعلیٰ کی ذمہ داریاں:

علامہ عبدالعزیز حنیف سے پہلے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان ناظم اعلیٰ محترم جناب میاں محمد جمیل صاحب ایم اے (حفظہ اللہ) تھے۔ انہوں نے بعض وجوہ کی بنا پر اس ذمہ داری سے 26 جون 2002ء کو استعفیٰ دے دیا تو امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ نے اپنے رفقاء سے مشورہ کر کے علامہ عبدالعزیز حنیف کو قائم مقام ناظم اعلیٰ مقرر کر دیا۔ بعد ازاں 4 اگست 2003 کو آپ کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں باقاعدہ طور پر ناظم اعلیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ نے اپنے دور نظامت میں جماعتی امور و مسائل کے سلسلہ میں بڑا اہم کردار ادا کیا جو کہ جماعتی تاریخ میں اہم کردار کی حیثیت سے یاد رکھا جائے گا۔ باوجود بڑھاپے کے ملک بھر کے تنظیمی اور تبلیغی دورے کیے۔ پروگراموں میں شرکت فرماتے رہے۔ راقم الحروف کو بھی سندھ کے ایک سفر میں رفیق سفر بننے کا موقع ملا۔ آپ جب 13 اکتوبر 2003ء کو مدرسہ دارالقرآن والحدیث بھریارروڈ ضلع نوشہرہ فیروز سندھ کے سالانہ پروگرام کے اگلے روز میر پور خاص میں ایک تنظیمی میٹنگ اور رات کو سموں گوٹھ کنری ضلع عمر کوٹ کے جلسہ میں شریک ہوئے تھے۔ جب جماعت کی مجلس شوریٰ نے محسن جماعت ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ کو ناظم اعلیٰ منتخب کر لیا تو علامہ عبدالعزیز حنیف کو سینئر نائب امیر بنا دیا گیا۔

مرکزی قائدین امیر محترم اور ناظم اعلیٰ صاحب کی عدیم الفرصتی کے موقع پر اسلام آباد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے اعلیٰ سطحی اجلاسوں میں ان کی نمائندگی فرماتے تھے۔ نیز آپ اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر کے رکن بھی رہے۔ اس لحاظ سے بھی آپ کی خدمات اور وہاں اسلامائزیشن کے سلسلہ کی سرگرمیاں یاد رہیں گی۔

جماعتی اتحاد میں کردار:

1990ء میں جب جماعتی اتحاد کی بات چلی تو علامہ عبدالعزیز حنیف اپنے رفقاء میاں فضل حق، صوفی احمد دین، مولانا محمد یوسف انور اور مولانا سید حبیب الرحمٰن شاہ بخاری کے ساتھ پیش پیش تھے۔ علامہ عبدالعزیز حنیف کے حسن عمل اور جماعتی سرگرمیوں کے پیش نظر انہیں بڑی اہمیت دی گئی۔ آپ میاں فضل حق کے خاص رفقاء میں سے تھے۔ بلکہ حقیقت یہ تھی کہ اس سلسلہ ذھبیہ کی خوبصورت کڑی تھے۔

سیاست کے بارے نقطہ نظر:

علامہ عبدالعزیز حنیف کا کہنا تھا کہ اہل حدیث افراد کو سیاست میں ضرور آنا چاہیے۔ یہ لوگ اسمبلی میں جائیں گے تو وہاں ملک کی بقاء بہتری اور دین اسلام کے نفاذ کی بات کریں گے۔ اگر یہ لوگ حجرہ نشین ہو کر بیٹھ گئے تو پھر ظاہر ہے کہ دوسرے لوگوں کو آگے آنے کا موقع ملے گا۔ اسلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے اس کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ ہم ملکی سیاست میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ امیر محترم علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب ﷾ اور سابقہ علماء سید داؤد غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی ﷫ اور دیگر علماء کی سیاسی خدمات دیکھ لیں۔ انہوں نے کس عزیمت سے سیاست میں جماعت کا نام روشن کیا۔

شخصیت:

علامہ عبدالعزیز حنیف علم وعمل اور خطابت ونجابت کے نفیس انسان تھے۔ علمی وقار، متانت اور فہم وفراست جیسی وافر صلاحیتوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا تھا۔ پہاڑی سرحدی علاقوں ایبٹ آباد، توحید آباد اور گلیات میں مساجد ومدارس کی آبادکاری اور رونقیں جو آج نظر آتی ہیں ان کے قیام واساس میں آپ میاں فضل حق مرحوم کے دست وبازو رہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اولاد:

اللہ تعالیٰ نے علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ کو دو بیٹے اور چار بیٹیاں عطاء کیں۔ بڑے بیٹے ڈاکٹر عزیز الرحمٰن انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی فیکلٹی آف لاء میں پروفیسر ہیں۔ جبکہ حافظ ابوبکر صدیق مرکزی جامع مسجد اہل حدیث اسلام آباد کے خطیب اور مکتب الدعوہ کے ریسرچ اسکالر ہیں۔

وفات:

علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ 9 ستمبر 2016ء کو اپنی مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ دل کا اٹیک ہوا۔ طبی امداد کے لیے فوراً ہسپتال لے جایا گیا۔ لیکن جانبر نہ ہو سکے اور وقت مقررہ آن پہنچا اور آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس وقت آپ عمر کی 75 بہاریں دیکھ چکے تھے۔ آپ کی وفات کی خبر چند ساعتوں میں ملک بھر میں پھیل گئی۔ اگلے روز گیارہ بجے دن علامہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں تمام شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والے اور جماعتی رفقاء و احباب اور ملک کے اطراف و اکناف سے ممتاز علماء و کارکنان نے شرکت کی۔

اللھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مناظر اسلام مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمہ اللہ

حافظ عبد اللہ شیخوپوری مولانا محمد اسماعیل کے گھر 24 اگست 1942ء بمطابق 12 شعبان المعظم 1361ھ کو گاؤں مہند منداراں والا تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق وابلہ (جاٹ) برادری سے تھا۔

پاکستان کی طرف ہجرت:

حافظ عبداللہ شیخوپوری کے والد محترم جب آپ کی عمر پانچ سال یا اس سے کم تھی وفات پا گئے۔ جب تقسیم ہند کا واقعہ پیش آیا تو آپ اپنے چچا مولانا محمد ابراہیم کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ حافظ صاحب اور آپ کے خاندان کے لوگ ابتداء" کھچلی ورکاں" نزد نارنگ منڈی میں اترے وہاں آپ کے چچا مولانا محمد ابراہیم تبلیغ دین کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ گذرا تو آپ کے خاندان کو الاٹ کردہ جگہ معلوم ہوئی لہٰذا اصل جگہ "رنی کے منارہ" نزد ہرن منارہ ضلع شیخوپورہ منتقل ہو گئے۔ رنی کے منارہ میں کچھ عرصہ بعد آپ کے چچا مولانا محمد ابراہیم نے وفات پائی۔ داغ یتیمی کی آزمائشیں سخت ہوتی ہیں۔ تقسیم ملک اور پھر تقسیم گاؤں کے کٹھن مراحل میں ایک یتیم پر کیسے ایام گذرے ہوں گے یہ وہی جانے یا اس کا پروردگار۔ بعض اوقات حافظ صاحب کے خطبات سے ان ایام کا دکھ قدرے مترشح ہوا کرتا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دن بڑے سخت تھے عموماً ایسے حالات سب لوگوں پر گراں گذرتے ہیں۔

تعلیم:

مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری نے اسکول کی تعلیم مقامی اسکول میں مڈل تک حاصل کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر حفظ قرآن کے لیے مدرسہ ضیاء السنہ میر محمد نزد رائیونڈ میں داخلہ لیا آپ کو بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ محمد یحیٰ عزیز میر محمدی صاحب کی بابرکت صحبتوں سے فیض یاب ہونے کا خصوصی موقع ملا اور وہاں سے ہی حفظ قرآن مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ 1963ء میں عظیم دانش گاہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لیے داخلہ لیا اور تقریباً تین سال تک اکتساب فیض کرتے رہے پھر آپ مدرسہ دارالحدیث چنیانوالی میں آگئے اور درس نظامی کی تکمیل کی۔

اساتذہ کرام:

حافظ عبداللہ شیخوپوری کے اساتذہ کرام میں حافظ عبداللہ بڈھیمالوی (وفات: 1987ء)، مولانا محمد صادق خلیل (وفات: 2004ء)، حافظ محمد بنیامین (وفات: 2009ء)، مولانا فاروق احمد راشدی صاحب شامل ہیں۔ جبکہ زیادہ تر اسباق آپ نے مفتی عبیداللہ عفیف صاحب حفظہ اللہ سے پڑھے۔ آپ اس دوران جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں بھی جایا کرتے تھے اور حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح بخاری کا سماع کیا کرتے تھے۔ آپ کو سند فراغت 1395ھ کو ملی۔ آپ کا امتحان مولانا محمد اسحاق رحمانی صاحب نے لیا جو ان دنوں جامع مسجد اہل حدیث چنیانوالی کے خطیب تھے۔ آپ نے لاہور میں قاری اظہار احمد تھانوی صاحب (وفات: 1991ء) سے قرأت بھی پڑھی۔

تدریس وخطابت:

حافظ عبداللہ شیخوپوری فراغت کے بعد دو سال جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں میں شعبہ حفظ کے مدرس رہے۔ آپ کچھ عرصہ جامع مسجد اہل حدیث جلو موڑ میں بھی خطبہ جمعہ دیتے رہے پھر آپ اپنے گاؤں "رنی کے منارہ" آگئے وہاں پر اپنے رقبہ میں مسجد بنائی جس کی امامت وخطابت کی ذمہ داری خود ادا کرتے رہے۔ پھر آپ شیخوپورہ شہر میں جنڈیالہ روڈ کی مسجد مبارک اہل حدیث میں آگئے جہاں پہلے شیخ القرآن مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری خطیب رہ چکے تھے۔ اس کے بعد گوجرانوالہ روڈ پر پھاٹک کے پاس مسجد قدس میں آگئے جو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھوٹی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ بعدازاں تقریباً 1978ء میں شہر کے مین جی چوک کے سامنے سرگودھا روڈ پر جامع مسجد ربانی اہل حدیث کی بنیاد رکھی اور تادم آخریں اسی مسجد میں فریضہ خطابت ادا کرتے رہے۔ آخری دو تین سال اپنی بیماری کی وجہ سے تسلسل سے خطبہ نہ دے سکے تھے۔ بہرحال آپ نے تقریباً پچیس برس یہاں گذارے۔ آپ کے خطبہ جمعہ میں مثالی رش ہوتا تھا۔ لوگ صبح سے ہی آجاتے۔ رمضان المبارک میں تو سڑکیں بند ہو جاتیں آپ نے لوگوں کو ہمیشہ علم سنانے کی کوشش کی کبھی بھی اپنی آواز کی خوبی یا الفاظ کی بناوٹ یا اشعار لوگوں تک پہنچانے کو مقصد خطاب نہیں بنایا آپ کو قرآن مجید سے خاص لگاؤ تھا آپ بڑے پیارے انداز سے تقریر میں قرآن مجید پڑھتے تھے اور آپ کا ایک خاص طرز بیان تھا۔

تصنیفی خدمات:

حافظ عبداللہ شیخوپوری تصنیف و تالیف سے بھی شغف رکھتے تھے۔ لیکن تبلیغی اور جماعتی مصروفیات کی وجہ سے اس طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ آپ کی وسیع لائبریری، ذوق مطالعہ اور کتب پر دوران مطالعہ نوٹس بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔ آپ نے عدیم الفرصتی کے باوجود بعض کتابچے تحریر کیئے ہیں۔ حقیقی اہل بیت کون؟ فضائل صحابہ اور رد ماتم قابل ذکر ہیں۔

ایک عظیم واقعہ:

حافظ عبداللہ شیخوپوری کو تبلیغ دین کے لیے بہت سی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ "وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر" (سورۃ العصر) کے مصداق یہ تکالیف آنا ہی تھیں اور آپ نے ان کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ جب آپ دارالحدیث چینیانوالی میں زیر تعلیم تھے جلو موڑ لاہور میں شان صحابہ کے عنوان پر ایک بڑا جلسہ ہوا جس میں آپ نے مفصل خطاب فرمایا۔ شیعہ حضرات آپ کے خطاب پر سٹپٹائے، جواب نہ بن پایا تو دھوکہ سے "اتو کے اعوان" نامی گاؤں میں خطاب کے لیے وعدہ لے گئے حسب وعدہ جس دن آپ وہاں پہنچے تو تقریباً 15 افراد نے آپ کو پکڑا اور ٹیوب ویل والے کمرے میں لے گئے وہاں آپ سے کہا کہ اگر آپ لکھ کر دے دیں کہ حضرات خلفاء ثلاثہ (نعوذ باللہ) جہنمی ہیں تو ہم آپ کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دیں گے اور بہت کچھ مال و متاع بھی دیں گے۔ تشدد کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے اور استرے کے ساتھ آپ کی داڑھی مونڈ دی پھر چاہا کہ آپ کی زبان کاٹ دیں لیکن جو کہتے ہیں کہ مارنے والے سے بچانے والا قوی تر ہے۔ اچانک اسی کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا دروازہ کھولا گیا تو باہر اس جگہ کا مالک اور بعض بزرگ کھڑے تھے جنہوں نے آپ کو بچا کر وہاں سے روانہ کر دیا۔ جب کہ آپ کے جسم کا کوئی حصہ زخموں سے خالی نہ تھا۔

وذالك فی ذات الاله و ان یشاء

یبارك علی اوصال شلو ممزع

اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت و سلامتی بخشی اور آپ زندگی بھر عظمت صحابہ کا دفاع کرتے رہے۔ ملک کا چپہ چپہ آپ کی للکار کا گواہ ہے۔

میدان مناظرہ میں:

اس میدان میں بھی آپ کے خاندان کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ مولانا عبدالعظیم انصاری موضع بھوجیاں میں آپ کے دادا کے خطاب کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ: آپ کا وعظ سن کر اکثر سعید الفطرت لوگوں نے مسلک اہل حدیث اختیار کر لیا مگر شوریدہ سر افراد نے سخت مخالفت کی یہاں تک کہ نوبت مناظرہ تک جا پہنچ گئی۔ احناف امرتسر سے مولانا بابا رسل کو لے آئے۔ بابا رسل مولوی جان محمد کی مسجد واقع ھال بازار امرتسر کے خطیب اور بہت بڑے حنفی عالم فاضل تھے۔ بعض مسائل پر مولانا خدابخش سے مناظرہ ہوا۔ چونکہ بابا رسل اردو بولتے تھے منطق اور علم الکلام کی روشنی میں بات کرتے تھے اس لیے عوام کے پلے کچھ نہ پڑتا تھا اور مولانا خدابخش کی پنجابی گفتگو کو سب سمجھتے تھے۔ ایک بار بابا رسل نے منطق کی جزوی و کلی بحث شروع کر دی جو عوام کی سمجھ سے بالاتر تھی جب مولانا خدابخش جواب کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ بابا رسل کے " کوٹھے " (پکے مکان) تو میں نے ڈھا دیے (گرا دیے) اب ان کی کلی (کچی جھونپڑی) کب تک قائم رہے گی۔ اتنا کہنا تھا کہ چاروں طرف سے واہ واہ کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور سب لوگ یہ کہہ کر کہ مولانا خدابخش جیت گئے چلتے بنے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور بابا رسل خاموشی سے امرتسر واپس ہوئے۔ اسی طرح سے موضع بھوجیاں میں مسلک اہل حدیث کی ابتداء ہوئی۔ آپ کے والد مولانا محمد اسماعیل بھی مناظر تھے۔ حافظ عبداللہ شیخوپوری بلند پایہ مناظر تھے۔ کوئی مناظرانہ رنگ اپناتا تو آپ ناصحانہ انداز اپناتے لیکن اظہار حق ضرور کرتے اور مخالف کو لاجواب کر دیتے۔ بعض لوگ آپ کی سادگی لباس وگفتار سے آپ کو عام آدمی سمجھ بیٹھتے لیکن جب گفتگو میں گرفت آتی تو آپ کی عظمت کے معترف ہو جاتے۔ آپ نے متعدد مباحثے ومناظرے کیے۔ شاہدرہ لاہور میں فرخ آباد کے پاس کچھ لوگ جماعت المسلمین سے تعلق رکھنے والے ان کے سربراہ مولوی رفیق کے ہمراہ متعدد مرتبہ مناظرہ کے لیے حافظ صاحب کے پاس گئے ہر دفعہ شکست کھا گئے۔ بعد میں اپنے سے زیادہ علم والوں کو لے گئے لیکن نتیجہ وہی نکلا۔ آخرش کہنے لگے ہم اپنی جماعت کے کسی بڑے عالم اور مناظر کو آپ کے مقابلہ میں لائیں گے۔ وعدہ کر کے گئے لیکن حافظ صاحب کے حین حیات دس برس تک وعدہ پورا نہ کر سکے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

حافظ عبداللہ شیخوپوری کا ایک مناظرہ بتاریخ 20 اکتوبر 1994ء کو چک نمبر 22 شرقپور روڈ شیخوپورہ میں حنفی مناظر مولانا محمد یونس نعمانی سے ہوا۔ ان کی جماعت کے لوگ انھیں رئیس المناظرین کے لقب سے نوازتے ہیں اس مناظرہ کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹس موجود ہیں۔ سورہ فاتحہ کے موضوع پر مناظرہ طے ہوا اہل حدیث نے اپنی طرف سے حضرت حافظ صاحب کو مناظر مقرر کیا۔ اس مناظرہ میں حافظ ذوالفقار علی صاحب شیخ الحدیث ابوہریرہ شریعہ کالج لاہور اور مولانا منظور احمد بھی موجود تھے۔ حافظ صاحب نے دعویٰ کیا کہ جو بھی آدمی نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی، نمازی امام ہو، مقتدی ہو، منفرد ہو، مرد ہو، عورت ہو، خواہ کوئی بھی ہو، اگر سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ نعمانی صاحب نے کہا کہ آپ کا اور ہمارا اختلاف صرف مقتدی میں ہے۔ آپ مقتدی لکھ کر دیں۔ یہ حنفیوں کا بہت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بڑا دھوکہ ہے۔ ان کے نزدیک نماز میں خواہ ایک آیت ہی پڑھ لی جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ (ھدایہ کتاب الصلوۃ) حافظ صاحب نے لکھ دیا کہ نیز اگر مقتدی بھی سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اس نے کہا: آپ لکھ کر دیں اگر مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے گا تو اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ گاؤں کے چوہدری عبدالرحمٰن نے کہا کہ حافظ صاحب نے کتنا واضح لکھ دیا ہے آپ بھی لکھ کر دیں مقتدی اگر سورہ فاتحہ پڑھتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ نعمانی صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جو نماز میں مقتدی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے تو اس کی نماز مکروہ ہے۔ چوہدری صاحب نے پوچھا کہ مکروہ کیا ہوتا ہے۔ نعمانی صاحب نے کہا کہ مکھی اگر چائے میں پڑ جائے تو اس کو ڈبو کر باہر پھینک دیں اگر دل چاہے تو پی لیں ورنہ چھوڑ دیں۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ اس طرح کی چائے کو بندہ قبول نہیں کرتا اللہ ایسی نماز کو کیسے قبول کرے گا۔ ایک آدمی نے کہا کہ آپ کے مناظر مولانا صدیق آزاد کہتے ہیں کہ جو سورہ فاتحہ پڑھے گا اس کے منہ میں آگ، آگ ہی لکھ کر دو۔ حضرت حافظ صاحب نے شرائط میں ایسا پھنسایا کہ مولانا نعمانی میدان چھوڑ گئے۔ جاء الحق وزھق الباطل اس موقع پر 5 افراد نے اہل حدیث ہونے کا اعلان کیا یہ مناظرہ بعد میں کئی لوگوں کی ہدایت کا سبب بنا۔ آپ کا ایک اور مناظرہ مولوی سعید اسد فیصل آبادی کے ساتھ طے ہوا تھا۔ حضرت حافظ صاحب مناظرہ کی جگہ پر موجود تھے لیکن بزعم آں "بڑے مناظر صاحب" جائے مقررہ پر نہ پہنچے۔

ملی وسیاسی خدمات:

حافظ عبداللہ شیخوپوری کی زندگی مروجہ معنوں میں ملی اور سیاسی خدمات سے بھرپور تھی۔ 1977ء کی تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ میں آپ نے بھرپور حصہ لیا گرفتار ہوئے اور دو ماہ تک مختلف جیلوں میں رہے۔ 14 اگست 1984ء کو حضرت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید پر قاتلانہ حملہ کے سلسلہ میں منعقدہ احتجاجی جلسوں سے خطابات کیے اور گرفتار ہوئے۔ 23 مارچ 1987ء کو ہونے والے عظیم سانحہ کے نتیجہ میں شہداء اہل حدیث کے قاتلوں کی گرفتاری کے حوالہ سے ہونے والے جلوسوں اور مظاہروں میں شریک ہوئے اور گرفتار بھی ہوئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ نے 1988ء کے انتخابات میں شیخوپورہ کے حلقہ سے صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑا۔ اور آپ کی کامیابی یقینی تھی۔ یہ وہ الیکشن تھا جب ہماری جماعت نے عینک کے انتخابی نشان پر الگ الیکشن لڑا تھا۔ اس میں قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی، میاں محمد جمیل ایم اے، حافظ عبدالعلیم یزدانی، رانا شفیق خان پسروری، حافظ محمد عبداللہ اور بعض دیگر امیدواروں نے اپنے اپنے علاقوں سے حصہ لیا تھا۔ الیکشن میں آپ کے مخالف پی پی پی کے امیدوار کو کامیابی ملی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جماعت اسلامی جو کہ جمہوری اتحاد کا حصہ تھی ان کے امیدوار اور اس کے حامیوں نے راتوں رات یہ جھوٹ پھیلایا کہ حافظ صاحب ہمارے حق میں دستبردار ہوگئے ہیں لیکن پھر بھی آپ دوسرے نمبر پر آئے اور آئی جے آئی کا امیدوار تیسرے نمبر پر رہا۔ شیخوپورہ کے سیاسی حلقوں میں آپ کا بڑا احترام تھا۔ اکثر ممبران اسمبلی نے آپ کے خطبہ جمعہ میں شرکت کی ہے۔ جبکہ ناظمین اور سابقہ کونسلرز آپ کے مستقل مقتدی تھے۔

بیرون ممالک کے سفر:

حافظ عبداللہ شیخوپوری نے متعدد ممالک کے تبلیغی دورے کیے۔ 1980ء میں آپ نے پہلا سفر حج کیا۔ 1985ء میں حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ آف گوجرانوالہ، حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید اور مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید کے ہمراہ عراق کا سفر کیا۔ اس کے علاوہ برطانیہ کے تبلیغی سفر کے مواقع بھی آپ کو ملے۔

تنظیمی و جماعتی خدمات:

حافظ عبداللہ شیخوپوری صاحب جماعتی فکر و نظم کے قائل تھے۔ آپ جماعتی نظم کو مضبوط بنانے اور اس کے اہداف کے حصول میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ جماعتی نظم میں اپنی مثال آپ تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ساتھ وابستگی اس قدر پختہ تھی کہ مرکز گریز لوگوں سے متنفر تھے۔ بلکہ ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کی نصیحت کرتے تھے اور آپ کہا کرتے تھے کہ پروفیسر ساجد میر صاحب کو جماعت کی شوریٰ نے منتخب کیا ہے۔ وہ بڑے امانت دار آدمی ہیں ہمارا اور جماعت کا سودا نہیں کریں گے۔ شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر کی جرأت و

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطابت, شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ آف گوجرانوالہ اور پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ کی معاملہ فہمی, ثابت قدمی, امانت و دیانت اور قوت فیصلہ سے بے حد متاثر تھے۔ آپ شروع سے ہی جماعت کے ساتھ وابستہ رہے اور عسر و یسر میں جماعت کا ساتھ دیا۔ امیر کی اطاعت کی اور لوگوں کو بھی نظم جماعت کی تلقین کی۔ بسا اوقات تقریر میں خود مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان زندہ باد اور علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب زندہ باد کا نعرہ لگواتے اور سامعین سے جماعتی وابستگی کا عہد لیتے۔ حافظ عبداللہ شیخوپوری ابتداء میں پنجاب کی جمعیت میں صوبائی نائب امیر تھے۔ پھر جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم تبلیغ بنے حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید اور شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی کی شہادت کے بعد پروفیسر ساجد میر صاحب کو ناظم اعلیٰ بنایا گیا تو حافظ عبداللہ شیخوپوری کو نائب ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔ 1990ء میں جماعت کے دونوں دھڑوں کا اتحاد ہوا اس اتحاد کے لیے آپ نے بھی بہت کوششیں کیں اور ہر چھوٹے یا بڑے مصالحتی و مذاکراتی وفد میں آپ جمعیت اہل حدیث کی طرف سے شامل بھی رہے۔ بعدازاں آپ کو نائب امیر اور پھر سینئر نائب امیر بنایا گیا۔ حضرت الامیر کی عدم موجودگی میں آپ متعدد مرتبہ جماعت کے قائم مقام امیر بھی رہے۔ آپ کی وفات کے چند دنوں بعد 29 فروری 2004ء کو مرکز ابن القاسم ملتان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں امیر محترم اور اراکین شوریٰ نے آپ کی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت الامیر نے فرمایا کہ میں ایک بڑے ہمدرد اور غمخوار ساتھی سے محروم ہو گیا ہوں۔

کم گوئی, عاجزی وانکساری:

آپ انتہائی متواضع اور منکسر المزاج تھے لہذا ہر شخص آپ کو اپنے قریب سمجھتا تھا۔ لباس بھی سادہ اور طبیعت بھی عوامی تھی۔ اہل حدیث کے اسٹیج کے بادشاہ ہونے اور جماعت کا سینئر نائب امیر ہونے کے باوجود آپ میں کبھی بڑائی اور تکبر کا اظہار نہ دیکھا گیا۔ جبکہ جو لوگ ان حیثیتوں کی ابتداء میں ہی ہوتے ہیں اور ابھی پر, پرزے نکال رہے ہوتے ہیں ان میں سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعض سے گفتگو کر لینا ناممکن ہوتا ہے۔ اور وہ خود بھی کسی سے آگے بڑھ کر ملنا توہین سمجھتے ہیں۔ ایک وصف آپ میں کم گوئی بھی تھا آپ بوقت ضرورت بولتے لیکن بلاضرورت نہ بولتے بلکہ خاموش رہتے آپ کو خاموشی بہت جچتی تھی۔

وفات اور جنازہ:

حضرت حافظ عبداللہ شیخوپوری دل کے مریض تھے آپ کو دل کے بائی پاس آپریشن سے بھی گذرنا پڑا لیکن صحت بحال نہ ہوئی۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر وہ وقت مقررہ آپہنچا جس میں لحہ بھر تعجیل و تاخیر نہیں ہوسکتی۔ ہر ایک کا آنا اس کے جانے کی تمہید ہے دنیا میں کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے اٹھ جانے سے ایک دنیا متاثر ہوتی ہے اور ایک عالم کی موت "موت العالِم موت العالَم" کے مترادف ہوتی ہے۔

موت اس کی ہے جس پر کرے زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لیے

23 فروری 2004ء کو بعد نماز عشاء آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی اس طرح سے دعوت و تبلیغ کا یہ چراغ گل ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ 24 فروری یعنی اگلے دن آپ کی نماز جنازہ حضرت الامیر پروفیسر ساجد میر صاحب ﷾ نے کمپنی باغ شیخوپورہ میں پڑھائی۔ گلیوں اور بازاروں میں اژدھام تھا جب انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا یہ سمندر کمپنی باغ پہنچا تو کمپنی باغ اپنی وسعت کے باوجود تنگی داماں کا شکوہ کر رہا تھا۔ شیخوپورہ کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا جنازہ تھا اور امام احمد بن حنبل کا یہ ارشاد سچ ثابت ہوا کہ: "الفرق بیننا و بین اھل البدع یوم الجنائز" بالآخر 24 اگست 1942ء کو ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے نواحی گاؤں مندرانوالا میں حضرت مولانا محمد اسماعیل بن مولانا خدابخش واعظ پنجاب کے گھر جنم لینے والا ہلال، عمر سعید کی 62 بہاریں دیکھنے کے بعد فلک خطابت پر آفتاب بن کر چمکنے اور ہزاروں لاکھوں لوگوں کے دلوں کو قرآن وسنت کے نور سے منور کرنے کے بعد 24 فروری 2004ء کی شام سرزمین شیخوپورہ میں غروب ہوگیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پسماندگان:

آپ کے پسماندگان میں بیوہ، بیٹی اور تین بیٹے اور لاکھوں آپ کو چاہنے والے جماعتی احباب ہیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

1: عبدالقیوم صاحب

2: مولانا حافظ عبدالباسط صاحب آپ کا مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی قیادت میں شمار ہوتا ہے۔

3: قاری عبدالرحمٰن صاحب جماعت کے مشہور مبلغ اور خطیب ہیں۔ اللہ تعالی دونوں بھائیوں کو اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بطل حریت قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ

اس رنگ و بو میں جو بھی آیا ہے آخر کار اس نے دنیا کو چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ کیونکہ خالق کائنات کا اٹل فیصلہ ہے کہ "کل نفس ذائقة الموت" اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ بعض لوگوں کی موت ایسی ہوتی ہے کہ جس پر ہزاروں آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں اور مدت مدید تک ان کی یاد دل میں باقی رہتی ہے اور مٹائے مٹتی نہیں ہے۔ ایسے ہی ہمارے محبوب و مشفق بطل جلیل، مسلک اہل حدیث کے نامور خطیب علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ بھی ہیں۔ آپ کی موت نے میدان تبلیغ کی رونق کو کم کر دیا۔ تدریس و تبلیغ نے آپ کو شرف و عزت بخشی اور آپ نے اس کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ سرزمین ہری پور ہزارہ پر جنم لینے اور مختلف مشائخ و اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتا ہوا سرزمین خان پور (ضلع رحیم یار خان) پہنچتا ہے اور خانپور کی سرزمین کو شہرت دوام حاصل ہوتی ہے۔ علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ نے سرزمین خانپور کو ایسی رونق بخشی کہ اس کی قسمت کا ستارہ آسمان علم و فن کی بلندیوں پر چمکنے لگا اور تاریخ نے ان کے نام کو ان کے ایثار و خلوص اور ان کی لازوال قربانیوں کو امانت سمجھ کر اپنے صفحات میں محفوظ کر لیا۔ علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی ایک ممتاز عالم دین، مبلغ، داعی، مدرس و استاذ اور معروف علمی خطیب تھے۔ آپ ایک ایسے کیمیا گر ثابت ہوئے کہ اس کی مٹی کو سونے کی کان میں بدل دیا اور پھر یہ کان سونا اگلنے لگی۔

پیدائش:

قاری عبدالوکیل صدیقی ملک حاجی فضل الرحمن کے گھر ہری پور ہزارہ میں یکم جنوری 1955ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق چوہان فیملی سے تھا۔ جو ملک کہلاتے تھے۔ لیکن حضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قاری صاحب نے اپنے نام کے ساتھ خاندانی تعارفی نسبت جوڑنے کے بجائے اپنے لیے ''صدیقی'' کا لقب پسند کیا۔

تعلیم:

قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب نے مسجد میں مولانا عبداللہ سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور پرائمری اسکول میں استاد شفیق الرحمٰن کی شفقت میسر آئی۔ ناظرہ قرآن مجید کی تکمیل کے بعد حفظ قرآن کی طرف آپ نے توجہ دی۔ یہاں آپ کے استاد قاری جمیل الرحمٰن تھے۔ پھر آپ کو علوم دینیہ کا شوق جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ لے گیا۔ جہاں ہمارے ممدوح قاری عبد الوکیل صدیقی صاحب نے محدث زماں حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ سے صرف، نحو، منطق و فلسفہ، صحیح بخاری مکمل اور تفسیر پڑھی۔ مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ سے صحیح مسلم اور علوم فارسی اور مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ سے مشکوٰۃ، نسائی اور مؤطا امام مالک سبقاً پڑھی، شیخ الحدیث مولانا محمد الیاس اثری سے ابوداود، ترمذی و دیگر کتب حدیث پڑھیں، قاری قمرالدین رحمہ اللہ اس جامعہ میں طالب علموں کو قرأت کے زیور تعلیم سے آراستہ کرتے تھے۔ آپ نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر قرأت کے علوم سیکھے۔ پھر جامعہ محمدیہ میں حاضر ہو کر حضرت قاری صاحب نے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ سے علوم عقلیہ اور عربی ادب میں خصوصی استفادہ کیا اور حضرت حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ سے صحیح بخاری و مسلم دوبارہ پڑھی اور علوم الحدیث میں خصوصی مہارت حاصل کی۔ اسی طرح سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی سے قرآن مجید کی تفسیر کے علوم وفنون درساً پڑھے۔

مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ (وفات: 1980ء) راولپنڈی والے کی خدمت میں حاضر ہو کر قاری عبدالوکیل صدیقی نے ان کے چشمہ علمی سے اکتساب کیا آپ نے دورہ تفسیر قرآن کے دوران ان سے توحید کے موضوع پر علمی رموز سمیٹے اور تفسیری فوائد ونکات قلمبند کیے۔

خان پور (ضلع رحیم آباد) آمد:

قاری عبدالوکیل صدیقی 27 جولائی 1974ء بروز جمعۃ المبارک خان پور تشریف

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لائے۔ آپ یہاں کی جماعت کی دعوت پر قال اللہ و قال الرسول کی دعوت وتبلیغ کے لیے آئے تھے اور یہاں کی قدیمی جامع مسجد خواجگان اہل حدیث اور ''مدرسہ دارالقرآن والسنہ'' کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور تاحیات اس شہر کو رونق بخشتے رہے۔ آپ کا آبائی علاقہ اگرچہ ہری پور ہزارہ تھا لیکن اہل خان پور کی محبت نے آپ کو خانپوری بنا دیا۔ جہاں بھی گئے خان پور کا لاحقہ آپ کے نام کا حصہ رہا۔ آپ کا خان پور میں ابتدائی دور وہ تھا جب میدان تبلیغ میں آپ گنتی کے چند احباب کے ہمراہ ڈٹے رہے لیکن یہ اکیلا پن آپ کو دعوت حق پیش کرنے سے نہ روک سکا۔ آپ کے قتل کی سازشیں کی گئیں۔ مقامی انتظامیہ کو آپ کے خلاف ورغلا کر آپ کو جیل بھجوانے کی کوششیں ہوئیں۔ برادران احناف نے ظلم وستم کی انتہاء کی۔ آپ جہاں درس دینے جاتے طلبہ کا ایک گروہ آپ پر آوازیں کستے اور پتھر مارنے پر مامور ہوتا گویا کہ وادی طائف کا منظر تھا۔ قاری صاحب نے سیاسی لوگوں، جاگیرداروں، خاندانی رئیسوں اور مذہبی رہنماؤں سے محض خالص توحید وسنت کی تبلیغ کی پاداش میں ٹکر لی۔ کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ آپ کا مؤقف، دعوت ومنہج سچا ہے اور اللہ کی مدد ہمیشہ اہل حق کے ساتھ ہوتی ہے۔ ''کان حقاً علینا نصر المومنین۔''

قاری عبدالوکیل صدیقی کی مخلصانہ کوششوں سے خان پور کے کونے کونے میں مسلک اہل حدیث کی تبلیغ واشاعت ہوئی۔ قاری صاحب تجربہ کار مدرس، کامیاب منتظم، عظیم مفسر قرآن، مسلک اہل حدیث کے مشہور مقرر وشعلہ بیان خطیب اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی رہنماء تھے۔ مگر ان تمام نسبتوں کے باوجود انتہائی معتدل عالم دین تھے۔ دین اسلام کی بنیادی تعلیمات کو روشناس کرانے میں آپ نے کسی قسم کی مداہنت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ مضبوط عزم اور دلائل کی قوت کے ساتھ مسلک اہل حدیث کا منہج ومنشور پیش کیا۔

حضرت قاری صاحب نے خان پور میں ابتدائی ایام دیوبند حضرات کی کثرت کی وجہ سے سخت آزمائش اور کڑے وقت میں گزارے۔ اس وقت جماعت اہل حدیث کے ساتھ وابستگی اہل توحید کے لیے چیلنج تھی۔ مدرسہ مخزن العلوم دیوبند کا بہت بڑا مرکز ہے۔ اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ادارے کو دیوبندی سپریم کورٹ سمجھتے ہیں۔ جس کے بانی مولانا عبداللہ درخواستی (متوفی 1994ء) نے خطبہ جمعہ میں حضرت قاری صاحب کے بارے میں دعا کی کہ اے اللہ میں عبدالوکیل صدیقی کی ہلاکت کی دعا کرتا ہوں۔ اگلے خطبہ جمعہ میں حضرت قاری صاحب نے دعا کی کہ ''اے اللہ! حضرت درخواستی نے اپنی درخواست تیری بارگاہ میں پیش کی اور میں بھی اپنی درخواست تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں کہ حضرت درخواستی کو لمبی عمر عطاء فرما تا کہ وہ اس شہر میں مسلک اہل حدیث کو پھلتا پھولتا ہوا دیکھے۔'' اور پھر اللہ تعالیٰ نے قاری عبدالوکیل صاحب کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور شہر خان پور اور اس کے گردونواح میں مسلک اہل حدیث بھر پور پھلا پھولا جس کو مولانا عبداللہ درخواستی نے بھی دیکھا۔

جامعہ محمدیہ کا قیام:

اللہ تعالیٰ نے قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب کو بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ کو علم اور اہل علم سے گہرا اور قلبی لگاؤ تھا اور آپ دل و جان سے ان کی قدر و احترام کرتے تھے۔ آپ نے اپنی حیات مستعار میں بے شمار کارنامے سرانجام دیئے۔ ان میں سے سرفہرست خان پور کی پوش آبادی میں 1986ء میں 24 کنال پر علوم اسلامیہ کی عظیم درس گاہ مرکز اہل حدیث (جامعہ محمدیہ اہل حدیث للبنین والبنات) کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کا افتتاح 26 جون 1989ء کو عالم اسلام کی ممتاز شخصیت فضیلۃ الشیخ امام کعبہ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے کیا۔ جس میں اس وقت سینکڑوں طلبہ و طالبات قرآن و حدیث کے نور سے اپنے قلوب و اذہان کو منور کر رہے ہیں۔ جو کہ ہمارے ممدوح قاری عبدالوکیل صدیقی رحمہ اللہ اور آپ کے رفقا و معاونین کے لیے روز قیامت اجر عظیم کا باعث ہوگا اور آپ کے لیے حسنات میں اضافہ اور صدقہ جاریہ بھی ہوگا۔ ان شاء اللہ

جامع مسجد خواجگان میں ترجمہ و تفسیر کی خصوصی کلاس:

قاری عبدالوکیل صدیقی جامع مسجد اہل حدیث محلہ خواجگان میں بعد نماز مغرب ترجمہ و تفسیر قرآن پڑھاتے تھے۔ جس میں شہر کے تاجر، علماء، زعماء، سیاستدان، ادیب و دانشور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرات شریک ہوتے اور فہم قرآن کے رموز علمیہ سے آشنا ہوتے۔ ترجمہ وتفسیر کی یہ کلاس چار دفعہ مکمل ہو چکی تھی کہ قاری صاحب نے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیرون ملک سفر:

قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب ایک کامیاب مبلغ اور داعی تھے۔ آپ نے دعوت دین کے لیے جہاں ملک بھر کے سفر کیے، وہاں بیرون ملک بھی اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے سعودی عرب، برطانیہ، افغانستان، مصر، بنگلہ دیش، متحدہ عرب امارات، عمان، ترکی اور ہالینڈ وغیرہ کے سفر کیے اور وہاں کی مسلم کمیونٹی اور اسلامی تنظیموں کی کانفرنسوں، جلسوں، مذاکروں اور سیمینارز سے خطاب کیے اور خطاب کر کے لا الہ الا اللہ کی دعوت کو ہر خاص وعام تک پہنچا کر پیغمبرانہ مشن پورا کیا۔

سالانہ عظیم الشان سیرت النبی کانفرنس:

قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب نے خانپور آمد کے بعد سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس کی بنیاد 1975ء میں رکھی۔ جو کہ بحمد اللہ تاحال جاری ہے۔ یہ کانفرنس اصلاح عقائد کے لیے بڑی اہم ہوتی ہے اور اس میں سوال وجواب کی نشست بڑی مفید اور کارآمد ہوتی ہے۔ ملک کے اطراف واکناف سے لوگ قافلوں کی صورت میں شرکت کرتے ہیں اور مسائل واحکام سے اپنی جھولیاں بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔ اس کانفرنس میں عالم اسلام اور ملک کی بہت سی نامور شخصیات شرکت فرما چکی ہیں۔

تصنیفی خدمات:

قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب نے مختلف اوقات میں چند رسائل لکھے ہیں۔ ان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے لکھے گئے ہیں۔ متین لہجہ، عمیق مسائل کا نہایت سادہ ودلکش اور آسان تجزیہ رسائل کے نام درج ذیل ہیں۔

مسلک اہل حدیث کیا ہے؟ فلاح کا راستہ، نسخہ کیمیا، عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رمضان اور عید الفطر کے احکام و مسائل، عید الاضحیٰ اور قربانی کے احکام و مسائل۔

تحریک نظام مصطفیٰ میں کردار:

قاری عبدالوکیل صدیقی کی زندگی کا مقصد وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ کا نفاذ تھا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ جب تک ملک میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ نہ ہوگا فی الواقع منزل کا حصول ناممکن ہے۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے پلیٹ فارم سے آپ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ تحریک نظام مصطفیٰ کے مرکزی رہنماء کے طور پر حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید انہی دنوں خانپور تشریف لائے تو ان پر پابندی کے آرڈر جاری کر دیئے گئے۔ علامہ صاحب کے مزاج سے بیوروکریسی واقف تھی کہ آپ ان بے جا پابندیوں کو ماننے سے ہمیشہ انکاری رہتے ہیں۔ چنانچہ انتظامیہ نے حضرت قاری صاحب پر دباؤ بڑھایا لیکن قاری صاحب نے ان ناروا حکومتی پابندیوں کو مسترد کرتے ہوئے ہر مزاحمت کا پامردی سے مقابلہ کیا اور حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کا خان پور کے مرکزی چوک میں کامیاب جلسہ کرایا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے تحریک سبوتاژ کرنے کے لیے حکومتی مشینری اور سرکاری ایجنسیوں کے ذریعے ظلم و ستم کا ہر حربہ استعمال کیا لیکن قوم کا سیل رواں تھا جو تحریک کے لیے سڑکوں پر نکل آیا۔ بہرحال تحریک نظام مصطفیٰ میں قاری عبدالوکیل صدیقی کا کردار زندہ و تابندہ رہے گا۔

تحریک ختم نبوت میں تاریخ ساز کردار:

قاری عبدالوکیل صدیقی نے 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتوں سے نبرد آزما ہوئے۔ اس تحریک میں جامع مسجد خواجگان اہل حدیث محبان مصطفیٰ ﷺ کا مرکز بن گئی۔ ضلع رحیم یار خان میں بطل حریت اس تحریک کے نائب صدر اور روح رواں تھے۔ موصوف تحریک ختم نبوت میں مسلسل کامیابیوں اور کامرانیوں سے بہرہ مند ہوئے۔ پختہ عقائد و افکار کے حامل لوگ آپ کی قیادت و سیادت میں بڑے فخر سے شامل ہوئے۔ آپ کو اس تحریک کے حوالے سے یاد رکھا جائے گا۔ تحریک ختم نبوت کے دوران

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خان پور میں تمام مکاتب فکر کا ایک مشترکہ نمائندہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں حضرت قاری صاحب اور ماسٹر عطاء الرحمٰن محمدی صاحب نے مسلک اہل حدیث کی نمائندگی کی۔ قاری صاحب نوجوان تھے داڑھی کے بھی صرف چند بال تھے۔ اجلاس کی انتظامیہ نے پہلے تو آپ پر کوئی خاص توجہ نہ دی لیکن جب حضرت قاری صاحب نے اپنی باری پر عقیدہ ختم نبوت کو احادیث کی روشنی میں بیان کیا اور تردید مرزائیت میں علماء حق کی خدمات بیان کیں تو مجلس میں موجود ہر شخص آپ کے جوش خطابت اور علمی گفتگو سے متاثر ہوا۔ انہیں شاید یہ یقین نہیں ہو رہا تھا کہ خان پور میں اتنا زبردست ہمت اور حوصلے والا بے باک شخص موجود ہے۔ جس کی یلغار نے باطل دعاوی و عقائد کو قرآن و حدیث کے روشن دلائل سے جلا کر راکھ کر دیا۔ اس ایک تقریر سے قاری صاحب نے عوام و خواص کو اپنا گرویدہ بنا لیا پرائے لوگ بھی آپ کی محبت کے اسیر ہو گئے۔

جماعتی و تنظیمی خدمات:

قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر اور ضلع رحیم یار خان کے امیر تھے۔ آپ جماعت کے انتہائی وفادار اور جان نثار رہنماؤں میں شامل تھے۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے جماعت میں خلفشار کے کئی مقام آئے۔ بڑے بڑے مرکزی جمعیت اہل حدیث کو چھوڑ کر چلے گئے مگر قاری صاحب کے قدم متزلزل نہ ہوئے۔ ایثار و اخلاص کی ایسی مثالیں بہت کم افراد کے حصہ میں آتی ہیں۔ قاری عبدالوکیل صدیقی حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کے قریبی رفقاء میں سے تھے۔

قاری صاحب نے اپنے عہدِ تنظیم کو بڑے اخلاص، محبت اور خوبصورتی سے نبھایا اور ہر مشکل دور میں ثابت قدم رہے۔ شرافت، عاجزی اور انکساری کے دامن کو کبھی نہ چھوڑا۔ مرحوم بے خوف اور نڈر لیڈر تھے۔ جب اور جہاں ضرورت پڑی برملا اپنی جماعت جمعیت اہل حدیث کے ساتھ والہانہ اظہار کیا۔ اس کا اندازہ آپ کے ایک خط سے کیا جا سکتا ہے جو آپ نے قائد اہل حدیث علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے نام لکھا اور پھر وہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور کی 11 تا 17 فروری 2011ء کی اشاعت میں چھپا۔

بخدمت جناب حضرت پروفیسر ساجد میر صاحب!

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان۔

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ۔ وبعد دعائے خیریت!

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، اہل حدیث کی سب سے بڑی نمائندہ تنظیم ہے۔ ہماری اس جماعت نے آں جناب کی امارت اور جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کی نظامت میں اپنے قابل قدر اور فعال رفقائے کرام کی معیت میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ جن کی فہرست طویل ہے۔ ان کامیابیوں کی ستائش اور اعتراف نہ کرنا، ناانصافی ہوگی۔

میں اور میرے ساتھی خصوصاً جنوبی پنجاب، سندھ اور ملک بھر میں پھیلے ہوئے جامعہ محمدیہ خان پور کے فیض یافتہ علماء کرام، اراکین مجلس شوریٰ موجودہ قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔

جماعتی نظام کے تحت مرکزی انتخابات کسی بھی وقت متوقع ہیں۔ جس میں باوقار اور شائستہ انداز میں حصہ لینا وابستگان جماعت کا دستوری حق ہے۔ تاہم مختلف کرم فرما میرے حوالہ سے اپنی حمایت کا بے بنیاد اور مفروضوں پر مبنی پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ جن کی پرزور تردید کرتا ہوں۔ جماعت کو شاہراہ ترقی پر گامزن رکھنے کے لیے میری دیانتدارانہ رائے کے مطابق موجودہ قیادت کا بھرپور ساتھ دیا جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ہر شر اور نظر بد سے محفوظ فرمائے اور مزید کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازے۔ آمین

والسلام

(قاری) عبدالوکیل صدیقی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع رحیم یار خان

رئیس جامعہ محمدیہ اہل حدیث خان پور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ وسیع سوچ وفکر کے حامل انسان تھے۔ حریفانہ کشمکش رکھنے والی جماعتوں کو بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ آپ کی سرپرستی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع رحیم یار خان بڑی فعال اور متحرک ہوئی۔ آپ نے مرکزیہ کے پلیٹ فارم سے ضلع رحیم یار خان اور ضلع بہاول پور کی تمام تحصیلوں میں مرکزیہ کی تنظیم و تشکیل میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

خطابت:

قاری عبدالوکیل صدیقی کا پاکستان کے عظیم اور نامور خطباء میں شمار ہوتا تھا۔ آپ ہر جگہ قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنواز کو بلند کرنے کے لیے پہنچ جایا کرتے تھے۔ کبھی پنجاب کے گلستانوں میں تو کبھی سرزمین سندھ کے صحراء و میدانوں میں، کبھی خیبر پختون خواہ کے سرسبز میدانوں میں اور کبھی بلوچستان کے پہاڑوں میں مخلوق خدا کو ان کے رب کا پیغام پہنچا رہے ہوتے تھے اور اس میدان میں بغیر کسی طمع و لالچ کے سفر کر رہے ہوتے تھے اور بغیر کسی لومۃ لائم تبلیغ دین کا فریضہ ادا کر رہے ہوتے تھے۔ راقم الحروف نے پہلی مرتبہ 1988ء میں لیاقت آباد کراچی میں اپنے ممدوح قاری عبدالوکیل صدیقی کی خطابت کے جوہر دیکھے تھے اور آپ روشنیوں کے شہر کراچی میں اپنے رب کی توحید کا پیغام لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔ آپ جب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ تو گویا محسوس ہوتا تھا کہ

''عندلیب چہچہا رہی ہے ریاض رسول میں۔''

بارہا آپ کے خطابات سننے کا موقع ملا۔ آپ کی گفتگو بڑی مدلل اور جاندار ہوتی تھی اور دلائل و براہین سے مزین اور لبریز ہوتی تھی۔ آپ اس میدان میں شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ اور مفسر قرآن محدث دیار سندھ علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ سے بہت متاثر تھے۔ آپ شاہ صاحب کی طرف سے منعقد ہونے والی سہ روزہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس میں بالالتزام شرکت فرمایا کرتے تھے اور آخری رات جب کانفرنس بھرپور عروج پر ہوا کرتی تھی تو آپ کا خصوصی خطاب ہوا کرتا تھا۔ راقم الحروف کو کئی دفعہ حضرت قاری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب کو نواب شاہ سے نیو سعید آباد لے جانے اور واپس لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کو سکھر کی جماعت سے دلی محبت تھی۔ آپ سکھر تشریف لاتے تو اکثر بھائی رانا عبدالحفیظ کے گھر قیام کیا کرتے تھے اور ان سے کہا کرتے تھے کہ یہاں آ کر سکون ملتا ہے۔ ایک دفعہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا وفد تنظیمی و تبلیغی دورے پر محسن جماعت ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ کی قیادت میں سندھ کے دورے پر تھا۔ شیڈول کے مطابق آخری پروگرام مرکزی جامع مسجد اہل حدیث مارچ بازار سکھر میں تھا۔ علماء و قائدین کا قیام ضلعی ناظم ضیاء الرحمٰن سیٹھی کی رہائش گاہ پر تھا۔ ہمارے ممدوح قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب بھی تشریف لائے۔ خطاب کے بعد جب آپ واپس تشریف لے جانے لگے تو میں نے شکریہ کے الفاظ ادا کیے تو آپ نے مجھے دوبارہ گلے لگایا اور فرمایا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ آپ جب بھی یاد کریں گے ہم حاضر ہوں گے۔ ایسے الفاظ مت کہیں۔ الغرض آپ کو نہ ستائش کی تمنا تھی اور نہ صلہ کی پرواہ۔ آپ صرف اور صرف اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لیے دن رات تبلیغ دین میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ صاحب فراش تھے اپنے رفقاء مولانا محمد عثمان، رانا عبدالحفیظ اور دیگر احباب کے ہمراہ 12 ربیع الاول 1433ھ اور دوبارہ 1134ھ کو آپ کی عیادت کے لیے خان پور جانا ہوا۔ جب دوسری دفعہ گئے تو آپ کی طبیعت اور صحت کے متعلق کئی وسوسے اور خدشات دل میں لیے ہوئے واپس لوٹے۔ آپ نے علاج کی غرض سے انڈیا جانے کا فیصلہ بھی کرلیا تھا۔ لیکن کاتب تقدیر کے اپنے ہی فیصلے ہوتے ہیں۔

شخصیت:

قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ انتہائی اچھی طبیعت کے مالک تھے اور ملنسار تھے۔ دین حق اور مسلک اہل حدیث کی خدمت کا بے پناہ جذبہ آپ کے اندر موجود تھا۔ اس معاملے میں کسی بھی مصلحت کو آڑے نہ آنے دیتے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ہمیشہ جماعت کے ساتھ منسلک رہے۔

وفات:

قاری عبدالوکیل صدیقی ایک عرصہ سے جگر کے عارضہ میں مبتلا تھے اور علاج بھی برابر جاری تھا۔ آپ نے اپنی اس بیماری کو دعوتی اور جامعہ کے کاموں میں کبھی بھی رکاوٹ نہ بننے دیا۔ بلکہ اپنی بیماری کو بھلا کر دینی کاموں کو ہمیشہ اولیت دی۔ آپ نے یکم مارچ 2013ء کی صبح ڈاکٹرز ہسپتال لاہور میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کی وفات پر جہاں آپ کی اولاد و احفاد، اعزہ و اقارب کے لیے باعث غم تھی وہاں پر احباب جماعت اور ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ بھی آپ کی وفات پر غمگین و افسردہ نظر آئے۔ اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ آپ کے لیے اللہ کی طرف سے ہمیشہ آواز توحید و سنت بلند کرنے کی وجہ سے اعلان کیا گیا ہوگا کہ

﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝﴾ (الفجر: 27- 30)

ان شاء اللہ العزیز۔

آپ کی وفات نہ صرف اہل خان پور کے لیے عظیم دلی صدمہ بلکہ مسلک اہل حدیث کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آپ کی کمی ایک عرصہ دراز تک محسوس کی جاتی رہے گی۔ قاری عبدالوکیل صدیقی کی وفات سے میدان خطابت میں جو جگہ خالی ہو چکی ہے۔ وہ پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔

7 مارچ 2013ء بروز جمعرات جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور میں تعزیتی کانفرنس اور غائبانہ نماز جنازہ کے موقع پر جہاں علماء کرام و مشائخ عظام نے قاری عبدالوکیل صدیقی کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا وہاں پر غیر اہل حدیث بھی یہ کہتے ہوئے سنائی دیئے کہ قاری صاحب کا نقصان صرف مسلک اہل حدیث کا ہی نقصان نہیں بلکہ یہ عالم اسلام کا نقصان ہے اور قاری صاحب اہل علاقہ کے لیے شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتے تھے۔ قاری صاحب اہل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خان پور کے لیے ایک غیر متنازع اور قبول عام شخصیت تھے۔اس موقع پر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب ﷾ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے قاری صاحب کے بڑے صاجزادے حافظ محمد عامر صدیقی صاحب کو جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور کا مدیر مقرر کر کے قاری صاحب کی مسند پر بٹھایا۔ہم رب کبریا کی بارگاہ میں بدست دعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قاری صاحب کا صحیح معنوں میں جانشین بنائے۔

اللہ تعالیٰ قاری صاحب کے لگائے ہوئے چمن کو تا قیامت شاد و آباد رکھے اور قاری عبد الوکیل صدیقی رحمہ اللہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

3

ناظمین

- پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ
- سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ
- میاں فضل حق رحمہ اللہ
- شیخ القرآن خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ
- امام العصر شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ
- مجاہد ملت میاں محمد جمیل صاحب حفظہ اللہ
- محسن جماعت ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ

نائب ناظمین

- مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ
- مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑوی رحمہ اللہ
- شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ

اولین ناظم اعلیٰ

پروفیسر عبدالقیوم بن منشی فضل الدین 15 جنوری 1909ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔
آپ کے والد محترم منشی فضل الدین جموں وکشمیر کے علاقہ شوپیاں سے نقل مکانی کر کے لاہور آئے تھے اور انہوں نے لاہور میں اچھے اور محنتی ٹھیکیدار کی حیثیت سے نام کمایا تھا۔ آپ انجمن اہل حدیث لاہور کے بانی اراکین میں سے تھے۔ پروفیسر عبدالقیوم صاحب کے نانا مولوی سلطان احمد مرحوم بھی اپنے زمانہ کے ایک جید عالم دین تھے جو کہ کافی عرصہ انجمن اہل حدیث لاہور کے صدر اور جامع مسجد مبارک کے اعزازی خطیب رہے۔ آپ کے خاندان کے ہاں اہل علم مثلاً مولانا قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری (متوفی 1930ء)، مولانا سلیمان ندوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری تشریف لایا کرتے تھے۔ منشی صاحب اور آپ کا خاندان ان کی میزبانی کر کے دلی مسرت محسوس کرتا تھا۔ اس خاندان کی علمی اور دینی یادگاروں میں مسجد مبارک کی تاسیس اور اس کی تعمیر وترقی میں حصہ لینا بھی شامل ہے۔

پروفیسر عبدالقیوم مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے والد منشی فضل دین کے ساتھ کاروبار میں مشغول ہو گئے لیکن کچھ عرصے بعد دیکھا کہ ان کے دوست میٹرک کا امتحان دینے والے ہیں تو انہوں نے کاروبار کو خیر آباد کہا اور میٹرک کی تیاری میں لگ گئے۔ امتحان میں تین ماہ باقی تھے۔ دن رات محنت کر کے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کر لیا۔ اس کے بعد باقاعدگی سے تعلیم جاری رکھی اور اسلامیہ کالج لاہور سے ایف اے پاس کیا اور اسی کالج سے 1932ء میں بی اے آنرز کیا۔ پھر یونیورسٹی اورینٹل کالج سے 1934ء میں ایم اے عربی کیا۔ ایم اے عربی کے بعد جنوری 1935ء میں آپ کو پنجاب یونیورسٹی نے میکلوڈ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پنجاب عربی اسکالرشپ جاری کیا۔ جو مسلسل چار سال تک ملتا رہا۔ یہ وظیفہ ڈیڑھ سو روپے ماہانہ تھا۔ اس اسکالرشپ کے چار سالہ دور میں پروفیسر عبدالقیوم صاحب نے جو کام کیا برطانیہ کی کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر کرنکو نے اس کے متعلق ''اسلامک کلچر'' حیدر آباد (دکن) کے ایک لیکچر میں 1937ء میں بہترین خیالات کا اظہار کیا۔

آپ نے 1937ء میں تدریس کا آغاز کیا اور پہلی تقرری بطور عربی استاد زمیندارہ کالج گجرات میں ہوئی۔ 1944ء تک وہاں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

1945ء میں آپ کا تبادلہ ہوشیار پور (موجودہ مشرقی پنجاب) میں کر دیا گیا اور ایک سال تک وہاں تدریس کرتے رہے۔ 1946ء میں ہوشیار پور سے گورنمنٹ کالج لدھیانہ تبادلہ کر دیا گیا۔ آپ وہاں اگست 1947ء تک اقامت گزیں رہے۔

اگست 1947ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا، اسی سال آپ کی تدریسی خدمات گورنمنٹ کالج لاہور نے حاصل کر لیں۔ اس کالج میں آپ نے 1947ء سے 1968ء تک یعنی اکیس سال خدمات انجام دیں۔ مجموعی طور پر آپ کا زمانہ تدریس تیس سالوں پر محیط ہے۔

گورنمنٹ کالج سے ریٹائر ہونے کے بعد پنجاب یونیورسٹی نے آپ کی خدمات بطور سینئر ایڈیٹر اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے لیے حاصل کیں۔ اس مرکز علم و تحقیق میں آپ نے نہایت محنت وخوش اسلوبی سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ بہت سے تحقیقی مقالات لکھے جو اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی مختلف جلدوں میں حروف تہجی کی ترتیب سے اشاعت پذیر ہوئے اور بے شمار اہل علم کے مقالوں پر نظر ثانی بھی کی۔ تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے تصنیفی خدمات بھی سرانجام دیں۔ ان تصانیف میں نصابی کتب بھی شامل ہیں اور عربی ادب ولغت متعلق خالص علمی اور تحقیقی کتب بھی ہیں۔

24 جولائی 1948ء کو جب دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور کی عمارت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تاسیس کی گئی تو پروفیسر عبدالقیوم کو متفقہ طور پر جماعت کا ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔ اس وقت آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر تھے۔ آپ کا دور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نظامت تقریباً گیارہ ماہ رہا اور آپ کو جماعت کی نظامت اعلیٰ سے استعفیٰ دینا پڑ گیا۔ ہوا یوں کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے سرکاری ملازموں کے نام ایک مراسلہ جاری کیا کہ وہ کسی بھی سیاسی جماعت کے عہدیدار نہیں بن سکتے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث اگرچہ معروف معنوں میں سیاسی جماعت نہیں تھی۔ تاہم پروفیسر صاحب کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے نوٹس بھیجا گیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے نظامت اعلیٰ سے استعفیٰ دے دیا۔ لیکن آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مرکزی مجلس عاملہ اور دیگر کمیٹیوں کے رکن رہے۔

آپ مبارک مسجد کی انجمن کے سیکریٹری جنرل بھی رہے۔ مسجد کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھتے اور خود اس میں حصہ لیتے۔ آپ نے بہت سے تحقیقی کام کیے جن میں سے ایک اہم اور یادگار کام لسان العرب کا اشاریہ ہے۔ لسان العرب عربی زبان وادب کا وہ شاہکار ہے جس کی مثال دنیا کے ادب میں بہت کم ملتی ہے۔ یہ عربی زبان کی ایک قدیم اور انتہائی مستند ڈکشنری ہے۔ جسے مؤلف نے بیس جلدوں میں مدون کیا تھا لیکن اتنی اہم اور بلند پایہ کتاب اشاریے کے بغیر تھی۔ خاص طور پر عربی اشعار اور شعراء کے اشاریئے کی کمی بے حد محسوس کی جاتی تھی اس کمی کو آپ نے پورا کر دیا۔

پروفیسر صاحب نے یہ اشاریہ دو جلدوں میں مرتب فرمایا، ایک جلد میں ان شعراء کا حروف تہجی کی ترتیب سے تذکرہ ہے جن کے اشعار لسان العرب میں بطور شواہد استعمال کیے گئے ہیں اور دوسری جلد میں ان اشعار وقوافی اور بحور کا ذکر جن اشعار کا صاحب کتاب نے مختلف الفاظ کے تحت حوالہ دیا ہے۔ یہ کام چونکہ بین الاقوامی اہمیت کا حامل تھا۔ لہٰذا بین الاقوامی سطح پر اس کی خوب پذیرائی اور تعریف بھی ہوئی۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ:

آپ نے اس ادارہ میں بطور مدیر اور سینئر مدیر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کا یہ دوسرا عظیم الشان تحقیقی کارنامہ ہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی ترتیب، تدوین اور طباعت ہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ عظیم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سعادت پاکستان اور اردو کے حصہ میں آئی ہے۔ آپ کو تاریخ اہل حدیث سے گہری دلچسپی تھی۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں اہل حدیث پر جو مقالہ موجود ہے وہ آپ ہی کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔

پروفیسر عبدالقیوم صاحب نے طلبہ کی رہنمائی کے لیے بھی کتب لکھی ہیں۔ جن میں سے ایک کتاب تاریخ اسلام بھی ہے۔ جو کہ حال ہی میں وفاق المدارس السّلفیہ نے اپنے نصاب میں شامل کی ہے۔

وفات:

8 ستمبر 1989ء کی شام کو اس دار فانی کو چھوڑ کر آخرت کے راہی بن گئے۔ آپ اپنے بیٹے میجر زبیر صاحب کی رہائش گاہ چھاؤنی میں فوت ہوئے۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا نماز جنازہ مبارک مسجد میں لایا گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر میانی قبرستان میں آپ کے خاندانی احاطے میں والدین اور بھائیوں کے قریب آپ کو دفنا دیا گیا۔

آپ کی وفات سے لاہور کے ایک پرانے خاندان کی علمی یادگار مٹ گئی۔ تعلیمی سلسلے کی ایک قابل ذکر ہستی ختم ہوگئی اور قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نام سے جماعت کی جو تنظیم قائم کی گئی تھی اس کے اولین ناظم اعلیٰ اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ

سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ برصغیر کے معروف علمی اور روحانی خاندان غزنویہ کے گل سرسبد 1927ء کو مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے گھر امرتسر میں پیدا ہوئے۔ سید ابوبکر غزنوی حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی کے پوتے اور حضرت سید عبداللہ غزنوی کے پڑپوتے تھے۔ برصغیر میں یہ تینوں نسبتیں بڑی نسبتیں شمار ہوتی ہیں۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

تعلیم:

سید ابوبکر غزنوی نے خزانہ گیٹ ہائی اسکول امرتسر سے میٹرک کیا۔ بی اے، ایم اے او کالج امرتسر سے کیا۔ یہ اسکول اور کالج قیام پاکستان کے بعد امرتسر سے لاہور منتقل ہوگئے تھے۔

1950ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (عربی) کیا۔ پورے پنجاب میں اول آئے اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ایم اے کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایل ایل بی بھی کیا۔ آپ اس قدر ذہین اور زود فہم تھے کہ ایل ایل بی کرنے کے بعد اگر وکالت کا پیشہ اختیار کرتے تو آپ کا شمار بہت بڑے وکلاء میں ہوتا۔ لیکن آپ نے تعلیم و تعلم کا راستہ اختیار کیا اور یہی آپ کے لیے صحیح راستہ تھا جو آپ کے آباؤ اجداد کا مشن تھا۔

آپ نے درس نظامی کی تعلیم باقاعدہ حاصل کی تھی۔ آپ اپنے خاندانی مدرسہ تقویۃ الاسلام اور جامعہ سلفیہ میں زیر تعلیم رہے۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد محترم مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا عبدالرحیم (حسین خان والا) مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا محمد عبدہ، حافظ محمد محدث گوندلوی، مولانا شریف اللہ اور پروفیسر غلام احمد حریری شامل ہیں۔

تدریس:

پنجاب یونیورسٹی سے 1950ء میں ایم اے کرنے کے بعد اسی سال اسلامیہ کالج سول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لائنز لاہور میں تدریسی فرائض کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ اسی کالج میں عربی اور اسلامیات کے شعبوں کے سربراہ بھی رہے۔ بطور استاد علمی حلقوں میں آپ کا بے حد احترام پایا جاتا تھا۔ اس زمانے میں اورینٹل کالج (لاہور) کے پرنسپل ڈاکٹر سید عبداللہ تھے۔ انہوں نے جز وقتی لیکچرار کے طور پر آپ کی خدمات اپنے کالج میں عربی کے لیے حاصل کر لیں۔ جدید عربی آپ کا خاص موضوع تھا۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر حمید الدین خان مرحوم آپ کے بڑے مداح تھے۔ 1964ء میں آپ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے منسلک ہوئے اور آپ کو علوم اسلامیہ کی سربراہی کا منصب عطاء کیا گیا۔ اس یونیورسٹی میں آپ نے بڑی محنت کی۔ آپ کی جدوجہد کے نتیجے میں یہ شعبہ توحید و سنت کا مرکز بن گیا۔

ستمبر 1975ء میں آپ کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا پہلا وائس چانسلر مقرر کیا گیا۔ اس سے قبل اسے ایک دینی درس گاہ کے طور پر جانا جاتا تھا اور یہ جامعہ عباسیہ کے نام سے مشہور تھی۔ ایوب خان کے دور میں اس کے نصاب میں اسلامی علوم کے ساتھ کچھ جدید علوم بھی شامل کر دیئے گئے لیکن اس کو مکمل یونیورسٹی کا درجہ ذوالفقار علی بھٹو کے عہد حکومت (1975ء) میں دیا گیا تھا۔ سید ابوبکر غزنوی اس کے اولین وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ آپ نے اس کی تعمیر و ترقی کے لیے بڑی تگ و دو کی۔ چنانچہ آپ نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر کا عہدہ بعض شرائط کے ساتھ قبول کیا تھا اور باقاعدہ یونیورسٹی کا انتظام و انصرام سنبھالنے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ چن چن کر ملک کے نامور اساتذہ کرام کو یونیورسٹی میں جمع کیا۔ ان اساتذہ میں پروفیسر غلام احمد حریری (وفات: 1990ء)، عبدالحئی صدیقی اور بشیر احمد صدیقی کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ یونیورسٹی کے لیے باقاعدہ نیو بغداد کیمپس کے لیے وسیع و عریض قطعہ اراضی حاصل کیا اور اس کیمپس کی بنیاد رکھی۔

تصنیف و تالیف:

سید ابوبکر غزنوی اگر تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ عنان توجہ مبذول کرتے تو اس میدان میں بہت نمایاں ہوتے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلکش اور خوبصورت انداز

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نگارش سے بھی نوازا تھا۔علم و مطالعہ کی دولت بھی عطا فرمائی تھی۔ ذہانت و فطانت سے بھی بارگاہ خداوندی سے آپ کو بحر وافر حاصل ہوا تھا اور قوت اظہار کا ملکہ بھی ودیعت فرمایا گیا تھا لیکن اپنی سرکاری ذمہ داریوں کی وجہ سے اس میدان میں آپ زیادہ جدوجہد نہ کر سکے۔ چند رسائل آپ کی یادگار ہیں جو کہ نہایت مفید اور لائق اعتنا ہیں۔

1: مولانا سید داؤد غزنوی.
2: اسلام میں گردش دولت
3: حقیقت ذکر الٰہی
4: ادب محبت کا پہلا قرینہ ہے
5: قربت کی راہیں
6: اسلام اور آداب معاشرت
7: اس دنیا میں اللہ کا قانون جزا وسزا
8: واقعہ کربلا
9: قرآن کے صدری وشعری محاسن
10: تاریخ اسلام عہد بنوامیہ و بنوعباس
11: خطبات جہاد
12: سورہ محمد، سورۃ فتح اور سورۃ حجرات کی تفسیر و ترجمہ
13: تعلیم وتزکیہ
14: اسلامی ریاست کے چند ناگزیر تقاضے
15: کتابت حدیث عہد نبوی میں
16: عہد حاضر میں استاد وشاگرد کا رشتہ

دارالعلوم تقویۃ الاسلام کی سربراہی:

16 دسمبر 1963ء کو مولانا سید داؤد غزنوی وفات پا گئے تو خاندان غزنویہ اور دارالعلوم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقویۃ الاسلام لاہور کا آپ کو سربراہ بنایا گیا۔ یہ بڑی ذمہ داری تھی۔ یہ آپ کے آباء و اجداد کا قائم کردہ دارالعلوم تھا جس کے انتظامی امور آپ نے بطریق احسن سرانجام دیے۔

منصب نظامت:

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے بانی اور پہلے صدر مولانا محمد داؤد غزنوی نے 16 دسمبر 1963 کو انتقال کیا۔ آپ کے انتقال کے بعد مولانا محمد اسحاق رحمانی کی صدارت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مجلس شوریٰ کا اجلاس جنوری 1964 کو ہوا جس میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی کو امیر اور پروفیسر سید ابوبکر غزنوی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ آپ کچھ عرصہ تک نظامت اعلیٰ کے منصب پر فائز رہے لیکن نامساعد حالات کی وجہ سے مولانا محمد اسماعیل سلفی کی امارت اور سید ابوبکر غزنوی کی نظامت ایک ساتھ نہ چل سکی۔ بالآخر دونوں کے راستے الگ الگ ہو گئے۔

خطابت:

پروفیسر سید ابوبکر غزنوی دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور کے وسیع ہال میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمایا کرتے تھے، آپ کا خطاب بڑا دلپذیر ہوتا تھا۔

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

کا مصداق دلوں میں اتر جانا، خطاب کے دوران سامعین کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی تھیں۔ لاہور شہر کے طول و عرض سے بڑے بڑے اصحاب دانش آپ کے خطبہ جمعہ میں حاضر ہو کر علمی موتیوں سے اپنے دامن بھرتے اور علمی ضیا پاشیوں سے اپنے قلوب کو منور کرتے۔

میرے شیخ پروفیسر محمد ظفر اللہ رحمہ اللہ بانی جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی نے واقعہ سنایا کہ انہوں نے سید ابوبکر غزنوی کا کراچی یونیورسٹی میں پروگرام رکھا جب آپ خطاب فرما رہے تھے، اگلی نشستوں پر بیٹھے طلبہ اور پچھلی لائنوں میں بیٹھی ہوئی طالبات دوران خطاب رو رہی تھیں۔ پروفیسر ابوبکر غزنوی نے خطاب میں کہا کہ تمہاری مثال اس طرح سے ہے جس طرح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک شہزادی کی ہے جس کے گلے میں ہیروں کی مالا پڑی ہوئی ہے اور اسے کھوٹے سکے چوری کرنے کی عادت ہو۔ اصل علم تمہارے پاس ہے اور تم اوروں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہو۔ اصل علم قرآن وسنت کا علم ہے۔

وفات:

اپریل 1976ء میں لندن میں اسلامک فیسٹیول منعقد ہو رہا تھا آپ اس میں مقالہ پڑھنے کے لیے پاکستانی وفد کے ساتھ لندن روانہ ہوئے۔ وفد کی قیادت مذہبی وزیر مولانا کوثر نیازی کر رہے تھے۔ 4 اور 5 اپریل کی درمیانی شب لندن کی ایک سڑک عبور کرتے ہوئے تیز رفتار کار کی زد میں آگئے۔ یہ حادثہ اتنا شدید تھا کہ ٹانگیں اور ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ آپ کو لندن کے ویسٹ سنٹر ہسپتال داخل کرایا گیا۔ ہسپتال کے کنگ جارج وارڈ میں آپ کا علاج شروع ہوا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر محمد راشد رندھاوا کو لندن سے بذریعہ فون اس حادثے کی اطلاع آئی۔ دوسرے دن جلی سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی جس سے آپ کے احباب و متعلقین انتہائی تشویش سے دوچار ہوئے۔ لوگ رو رو کر دعائیں کر رہے تھے لیکن اللہ کا حکم آپہنچا اور آپ 24 اپریل 1976ء کو اس ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

29 اپریل کو پی آئی اے کے جہاز سے آپ کی میت لاہور پہنچی۔ دن کو گیارہ بجے کے قریب دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں آپ کی میت پہنچی۔ نماز مغرب کے بعد جنازہ اٹھایا گیا اور تابوت کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ کندھا دینے کی سعادت حاصل کرسکیں۔ نماز جنازہ مولانا معین الدین لکھوی نے پڑھائی اور نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں مانگیں۔ اس کے بعد غزنوی خاندان کے اس عظیم فرزند کو قبرستان میانی صاحب میں آپ کے والد مکرم مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ آپ نے 49 سال عمر پائی۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میاں فضل حق رحمہ اللہ

میاں فضل حق میاں محمد حسن کے گھر 1920ء کو موضع رعیہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میاں محمد حسن ٹھیکیدار اور صاحب ثروت تھے۔ علماء کرام سے محبت اور مہمان نوازی میاں فضل حق کو اپنے والد محترم سے ورثے میں ملی تھی۔

تعلیم:

میاں فضل حق نے دیندار گھرانوں کے رواج کے مطابق پہلے قرآن مجید پڑھا پھر اردو کی چند کتابیں پڑھیں جب شعور کی دہلیز پر قدم رکھا تو والدین نے ویرووال کے مدرسہ میں مولانا عبداللہ کے حلقہ درس میں داخل کرا دیا۔ آپ نے ان سے دینیات کی کچھ تعلیم حاصل کی۔ آپ مروجہ تعلیم کی تکمیل تو نہ کر سکے لیکن جو کچھ حاصل کیا اس پر زندگی بھر عمل پیرا رہے اور اس پر آپ کی معاشرتی زندگی ثبوت پیش کرتی رہی۔

کاروبار:

بعد ازاں اپنے والد گرامی کے ساتھ کاروبار میں شریک ہوگئے۔ اصل کاروبار نہر اپر باری دواب کے کچھ حصے کا ٹھیکہ اور اینٹوں کا بھٹہ تھا اور یہ دونوں کاروبار بڑے اہم تھے۔

ہجرت اور حافظ آباد میں قیام:

قیام پاکستان کے بعد میاں فضل حق کا خاندان حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں آ کر آباد ہوا۔ ان کی وجہ سے قدیم وطن اور قرب و جوار کے جماعت اہل حدیث کے احباب نے بھی حافظ آباد کا رخ کیا اور اس شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ جماعت کے بعض واعظین اور مقررین نے بھی حافظ آباد میں قیام کیا۔ جن میں مولانا حکیم محمد ابراہیم، مولانا محمد یحییٰ اور مولانا امیر الدین وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ ان کا شمار اس دور میں جماعت اہل حدیث کے مشہور واعظین میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تھا۔ میاں فضل حق صاحب یہ چار بھائی تھے۔ قیام پاکستان اور ہجرت کے بعد جب حافظ آباد میں قیام پذیر ہوئے تو انہوں نے بیک وقت تین کام شروع کیے اور اللہ تعالیٰ نے تینوں میں برکت دی۔

1: حافظ آباد میں ایک بھٹہ الاٹ کروایا یہ کام اپنے پرانے گاؤں رعیہ میں بھی کرتے تھے اور انہیں اس کا تجربہ بھی تھا۔ اس خاندان کے تمام افراد محنتی اور کاروباری ذہن رکھتے تھے۔ اس میں انہیں خوب نفع ہوا۔

2: حافظ آباد سے پنڈی بھٹیاں تک سڑک کا ٹھیکہ مل گیا۔ اس کا بھی انہیں تجربہ تھا۔ تقسیم ملک سے پہلے نہر اپر باری کے کچھ حصے کا ٹھیکہ ان کے پاس تھا۔

3: اچھی خاصی زرعی زمین الاٹ ہوگئی تھی اور کچھ خرید لی تھی۔ زراعت و کاشت کاری بھی یہ لوگ پہلے کرتے تھے اس میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ اس طرح تیزی کے ساتھ یہ خاندان مالی آسودگی سے ہمکنار ہوتا چلا گیا۔

خوشاب میں کانوں کا ٹھیکہ ملا، انصاف ٹیکسٹائل مل فیصل آباد میں حصہ دار تھے۔

میاں فضل حق صاحب اس وقت نوجوان تھے اور آپ کی عمر ستائیس اٹھائیس برس تھی لیکن نیکی، دین داری، اپنے مسلک سے وابستگی اور علماء سے تعلق وعقیدت آپ کی زندگی کے اہم اوصاف تھے۔ راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔

جامع مسجد مبارک کی تعمیر:

حافظ آباد میں آ کر میاں فضل حق نے پہلا جو کام کیا وہ مسجد کی تعمیر تھی۔ جس کا نام مسجد مبارک رکھا گیا۔ غالباً شہر میں اہل حدیث کی یہ پہلی مسجد تھی۔ بہت جلد اس مسجد کو شہر اور علاقے میں مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی اس مسجد کے خطیب مولانا محمد ابراہیم تھے۔

پرائمری اسکول:

مسجد کی تعمیر کے علاوہ میاں فضل حق نے دو پرائمری اسکول تعمیر کروائے۔ ایک لڑکوں اور دوسرا لڑکیوں کے لیے۔ یہ ایک تعلیمی اور عوامی خدمت تھی۔ جس کا اجر آپ کو بارگاہ رب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

العالمین میں ملتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

دار الحدیث محمدیہ:

میاں فضل حق صاحب نے حافظ آباد میں کوشش کر کے ایک دینی مدرسہ قائم کیا جس کا نام دار الحدیث محمدیہ تھا۔ میاں فضل حق صاحب اس کے مہتمم تھے۔ مدرسہ میں مروجہ علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مدرسہ میں ممتاز علماء کرام نے تدریسی خدمات سرانجام دیں ان میں سے جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم علامہ محمد یوسف کلکتوی بھی ایک عرصہ تک طلبہ کو مستفید فرماتے رہے ہیں۔ آپ کے علاوہ مولانا عبدالرحمٰن صافوی، مولانا فضل الرحمٰن کلیم، حافظ محمد اسماعیل اسد، مولانا محمد داؤد علوی، مولانا مشتاق احمد اور مولانا محمد یحییٰ گوندلوی بھی وہاں مصروف تدریس رہے۔ درس نظامی کے علاوہ شعبہ حفظ قرآن بھی قائم تھا۔ یہ پنجاب کا ایک مشہور مدرسہ تھا۔

سیاست میں حصہ:

قیام پاکستان کے بعد 1951ء میں صوبائی انتخابات ہوئے۔ میاں فضل حق نے ان انتخاب میں بذات خود تو حصہ نہ لیا لیکن بعض امیدوار جنہیں آپ اپنی دانست میں موزوں سمجھتے تھے ان کی مدد کی اور انہیں ہر قسم کی اعانت بہم پہنچائی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ ہونے کی بناء پر صدر ضیاء الحق نے میاں فضل حق کو مجلس شوریٰ کا رکن مقرر کیا۔ صدر صاحب آپ کی دین داری اور نیکی سے بہت متاثر تھے اور آپ کا احترام کرتے تھے۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد:

1948ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان قائم کی گئی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قیام کے کچھ ہی عرصہ بعد اکابرین جماعت کے ذہنوں میں یہ بات گردش کرنے لگی کہ جماعت کا ایک مرکزی دار العلوم ہونا چاہیے جس میں دور حاضر کو سمجھنے اور اس کی روشنی میں فریضہ تبلیغ ادا کرنے والے مبلغ، مصنف، مقرر اور خطیب تیار کیے جائیں۔ 1955ء میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جامعہ سلفیہ قائم کر دیا گیا۔

جامعہ سلفیہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کا قائم کردہ تعلیمی ادارہ تھا۔ لیکن اس کے ابتدائے قیام ہی سے ایک مستقل کمیٹی اس کے مختلف معاملات سرانجام دیتی اور اس کی نگرانی کرتی تھی۔ اس کمیٹی کے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی تھے۔ جبکہ مولانا محمد اسماعیل سلفی، حاجی محمد اسحٰق حنیف، میاں فضل حق، مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مولانا عبید اللہ احرار، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد صدیق اور میاں عبد المجید اس کے ارکان تھے۔ 1961ء میں میاں فضل حق کو اس کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔ کیونکہ ان دنوں مولانا سید محمد داؤد غزنوی بیمار رہتے تھے اور بیماری کی وجہ سے زیادہ وقت جامعہ سلفیہ کو نہیں دے سکتے تھے۔ چنانچہ یہ ذمہ داری میاں فضل حق کے سپرد کر دی گئی۔ 1963ء میں مولانا سید داؤد غزنوی وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث کے حالات بعض معاملات میں بدل گئے۔ میاں فضل حق نے صورتحال کو بھانپتے ہوئے جامعہ سلفیہ کا ایک ٹرسٹ بنا دیا۔ یہ آپ کا ایک نہایت اہم اقدام تھا۔ ٹرسٹ میں مخلص اور اصحاب ثروت کو شامل کیا گیا جو کہ انتہائی قابل اعتماد حضرات تھے۔ جنہوں نے دل کھول کر جامعہ سلفیہ کی مالی امداد کی۔ ٹرسٹ ان حضرات پر مشتمل تھا۔

1: میاں فضل حق صدر

2: حاجی میاں بشیر احمد نائب صدر

3: پروفیسر شیخ محمد شریف سیکریٹری

4: صوفی احمد دین خازن

5: حاجی محمد سردار محاسب

6: حاجی محمد عبد اللہ ناظم تعمیرات

7: مولانا محمد یوسف انور ناظم نشر و اشاعت

8: چوہدری عبد السلام رکن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

9: حاجی محمد یوسف رکن

10: حکیم محمود احمد بن حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رکن

11: جسٹس خلیل الرحمٰن رکن

یہ تمام حضرات جامعہ سلفیہ کے عہدیداران اور ارکان تھے۔

جامعہ سلفیہ اسلام آباد کا قیام:

مولانا معین الدین لکھوی اور میاں فضل حق کے اثر و رسوخ سے اسلام آباد میں جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں جامعہ سلفیہ کے لیے جگہ ملی اور یہ درس گاہ قائم ہوئی جو کہ نہایت حسن وخوبی سے جاری ہے۔ اس کا اہتمام وانتظام مولانا سید حبیب الرحمٰن شاہ صاحب کے ہاتھ میں تھا۔

نظامت اعلیٰ:

30 اکتوبر 1966ء کو محمودیہ ہائی اسکول ساہیوال میں مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا اور میاں فضل حق کو مستقل ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ آپ سے پہلے مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑوی رحمہ اللہ سوا آٹھ ماہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قائم مقام ناظم اعلیٰ رہے۔ اس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر مولانا محمد اسماعیل سلفی تھے۔ جنہوں نے 20 فروری 1968ء کو انتقال کیا۔ آپ کے انتقال کے بعد مولانا حافظ محمد گوندلوی کو امیر بنایا گیا۔ لیکن حضرت حافظ صاحب کی امارت کے بعد جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک حصے کے امیر مولانا معین الدین لکھوی اور ناظم اعلیٰ میاں فضل حق تھے۔ جبکہ دوسرے حصے کے امیر علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی پیر آف جھنڈا اور ناظم اعلیٰ پروفیسر ساجد میر صاحب تھے۔ پھر 1974ء میں جماعت کی صلح ہوئی۔ مولانا معین الدین لکھوی امیر اور میاں فضل حق ناظم اعلیٰ بنے۔ میاں فضل حق طویل ترین عرصہ نظامت علیا پر فائز رہے۔

1981ء-1982ء میں بدقسمتی سے جماعت پھر دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک حصہ کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ اور ناظم اعلیٰ مولانا محمد حسین شیخوپوری پھر بعد میں حضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ احسان الٰہی ظہیر بنے۔ جبکہ دوسرے دھڑے کے امیر مولانا معین الدین لکھوی اور ناظم اعلیٰ میاں فضل حق بنے۔ حضرت علامہ صاحب کی شہادت کے بعد دونوں جماعتوں کی صلح ہوگئی۔ پھر پروفیسر ساجد میر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر بنے تو ناظم اعلیٰ پھر فضل حق بنے۔

30 اکتوبر 1966ء سے 12 جنوری 1996ء اپنی وفات تک آپ ناظم اعلیٰ کے منصب پر فائز رہے۔ یہ تقریباً انتیس سال کا طویل عرصہ بنتا ہے۔ اس عرصہ میں کئی نشیب و فراز آئے۔ کئی دفعہ اختلافات ابھرے اور کئی دفعہ اتحاد ہوا۔ جماعتی افراد نے کئی طلوع ہوتی صبحیں دیکھیں اور کئی ڈوبتی ہوئی شاموں کا نظارہ کیا لیکن میاں صاحب ہر حال میں ناظم اعلیٰ رہے۔

مرکزی دفتر کا قیام:

1948ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث قائم ہوئی تو دفتر دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں تھا پھر میاں عبدالمجید کی مجیدیہ فلور ملز میں منتقل ہوا۔ بعد میں شیخ محمد اشرف کے پریس واقع حدیث منزل میں چلا گیا۔ بالآخر جماعت نے اپنا سیکریٹریٹ بنانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ خطیر رقم خرچ کر کے جماعت کے موجود دفتر کی جگہ لی گئی۔ جہاں بحمد اللہ اب جماعت کے دفتر کی پرشکوہ عمارت موجود ہے۔

رفاحی کام:

میاں فضل حق نے ہجرت پاکستان کے فوراً بعد حافظ آباد میں مبارک مسجد تعمیر کروائی۔ پھر دو پرائمری اسکول بنوائے اور پھر دارالحدیث محمدیہ کا قیام عمل میں لائے۔ اس طرح سے مختلف علاقوں میں مساجد تعمیر کروائیں۔ جن میں علاقہ گلیات، ایوبیہ، بالاکوٹ، ایبٹ آباد، خوشاب و دیگر علاقوں میں مساجد و مدارس آپ کی حسنات اور صدقہ جاریہ ہیں۔ سندھ کے مشہور شہر میرپور خاص میں 1983ء میں جامعہ بحر العلوم السلفیہ قائم ہوا تو اس کی افتتاحی تقریب میں علماء کرام کا بھرپور وفد لے کر پہنچے اور پھر اس ادارے کے ساتھ مسلسل اور تا حال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعاون اور یہاں پر ڈسپنسری کا قیام اور اس کے لیے ڈاکٹر اور دواؤں کا انتظام بھی آپ نے کیا اور یہ سلسلہ تا حیات جاری رکھا بلکہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے نیک فطرت بیٹے میاں نعیم الرحمٰن (وفات: 2011ء) نے نہ صرف جاری و ساری رکھا بلکہ اس میں اضافہ کرتے ہوئے لیبارٹری بھی بنوائی اور اس کی ضروریات بھی پوری کیں۔ ان کے صدقہ جاریہ کا یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔

مہمان نوازی:

اللہ تعالیٰ نے میاں فضل حق کو مہمان نوازی کے اوصاف سے نوازا تھا۔ آپ مہمان نوازی کر کے خوش ہوا کرتے تھے۔ امام کعبہ، امام مسجد نبوی، مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر، رابطہ عالم اسلامی کے زعماء، ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ، امام محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض اور سعودی حکومت کی وزارت مذہبی امور کے مندوبین کی میزبانی کا شرف بھی آپ کو حاصل رہا ہے۔

وفات:

وفات سے کئی سال قبل آپ پر دل کا حملہ ہوا تھا جو اگرچہ شدید تھا اور دس بارہ دن ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ آپ بڑے باہمت تھے جونہی افاقہ ہوا دوبارہ جماعتی کاموں میں مشغول ہو گئے اور مختلف مقامات کے دورے شروع کر دیئے۔

12 جنوری 1996ء کو جمعہ کے دن آپ پر دل کا شدید حملہ ہوا۔ فوراً ہسپتال پہنچانے کی کوشش کی گئی اور آپ کی زبان پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد جاری تھا۔ اسی دن رات کے دس بجے آپ کا انتقال ہو گیا۔ اگلے دن یعنی 13 جنوری کو آپ کی نماز جنازہ یونیورسٹی گراؤنڈ میں بقیۃ السلف استاذ العلماء فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم صاحب ﷾ نے پڑھائی۔ جنازہ میں تمام شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔

اللھم اغفر وارحمہ وعافہ واعف عنہ .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ القرآن خطیب پاکستان

مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ

مولانا محمد حسین شیخوپوری، چوہدری بلند خان کے گھر 1918ء کو موضع بوہلیاں تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق راجپوت گھرانے سے تھا۔ آپ چھ بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔

تعلیم:

مولانا محمد حسین شیخوپوری نے ابتدائی تعلیم ملاں غلام نبی سے حاصل کی۔ چھ سال کی عمر میں جستروال تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر لوئر مڈل اسکول میں داخل کروایا گیا۔ بارہ سال کی عمر میں چھٹی کلاس کا امتحان پاس کیا۔

بوہلیاں گاؤں کے ایک پرانے بزرگ بابا چنن خاں کتابوں کی جلد بندی کے بڑے ماہر تھے۔ اجنالہ کے تحصیل دار نے کچھ کتابیں جلد بندی کے لیے بھیجیں۔ ان کتابوں میں حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کی زینت الاسلام، تفسیر محمدی اور احوال الآخرت بھی تھی۔ بابا چنن خان ان کتابوں کو جلد بندی کے ساتھ ساتھ ان کو پڑھتے بھی رہے جس بناء پر پختہ اہل حدیث ہو گئے۔ بابا چنن کی آواز میں غضب کا سوز تھا۔ بابا ان کتابوں کے اشعار پورے لحن داؤدی سے پڑھتے۔ سارے گاؤں کے لوگ اشعار سننے کے لیے ان کے گرد جمع ہو جاتے۔ جس کے نتیجے میں بوہلیاں گاؤں کے اکثر لوگ ایک فوجی تھے دوسرے راجپوت، توحید وسنت کا کچھ شعور پیدا ہوا۔ ملاں غلام نبی نے مولانا محمد حسین شیخوپوری کے والد چوہدری بلند خان کو ترغیب دلائی کہ بچہ ہونہار ہے۔ اس کو اسکول کی تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم بھی دلائی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی نے مشورہ دیا کہ کمیر پور جو کہ بوہلیاں سے قریب بھی ہے اور اس میں بڑے بڑے جید علماء کرام رہتے ہیں۔ اس وقت کمیر پور علماء اہل حدیث کا مرکز تھا۔ حافظ محمد عبداللہ روپڑی، حافظ محمد حسین روپڑی، مولانا نور محمد (والد حافظ محمد عبد اللہ بہاولپوری) حافظ خیر دین نابینا (جنہیں سات جلدوں پر مشتمل تفسیر محمدی زبانی یاد تھی) حافظ عبد الرحمٰن روپڑی برادر حافظ محمد عبداللہ روپڑی، مولانا اللہ بخش کمیر پوری (سسر حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری) رحمۃ اللہ علیہم۔

مولانا محمد حسین شیخوپوری جب اسکول کی تیسری جماعت میں پڑھتے تھے اپنی زندگی کی پہلی اذان نماز عصر کی دی۔ جب گھر والوں کو پتہ چلا تو بہت خوش ہوئے۔

مولانا محمد حسین شیخوپوری کے والد گرامی جب آپ کو کمیر پور مدرسہ میں داخل کروانے کے لیے لے کر جا رہے تھے تو راستے میں ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ آپ کے والد گرامی اس سفر میں سارا راستہ آپ کے لیے دعائیں کرتے رہے۔ ان کی دعائیں آپ کے حق میں شرف قبولیت سے نوازی گئیں۔ آپ کو پہلا سبق حافظ عبد الرحمٰن روپڑی برادر حافظ محدث روپڑی سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے آپ کو ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ۝ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ۝﴾ کا ترجمہ پڑھایا اور مختصر تشریح سمجھائی۔ آپ نے ترجمہ خوب یاد کیا اور شام کو گھر آ کر والدین کو سارا ترجمہ سنا دیا اور کچھ مفہوم بھی سنایا۔ والدین کی خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ بابا چمن خان خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے اور آپ کے والد کو کہتے کہ دیکھا کہ میں نے تجھے کتنا اچھا مشورہ دیا ہے۔ آپ روزانہ کمیر پور پڑھنے کے لیے اپنے گاؤں بوہلیاں سے پیدل چل کر آتے لیکن تعلیم سے اسی قدر محبت اور شوق غالب رہتا کہ اتنا سفر کرنے پر تھکاوٹ کا احساس نہ ہوتا اور دوران سفر تمام اسباق خوب یاد کر لیتے۔ ترجمہ وتفسیر درختوں اور فصلوں کو عوام الناس سمجھ کر بیان کرتے اور گھر واپس آ کر اپنے والد گرامی کے ساتھ زمیندارہ میں ہاتھ بٹاتے۔

مدرسہ میں آپ کو حافظ محمد رحمہ اللہ نے اہل حدیث کے تمام امتیازی مسائل ایک ایک کر کے ازبر کرا دیئے۔ جس پر آپ نے آمین بالجہر، رفع الیدین اور فاتحہ خلف الامام پر عمل شروع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر دیا۔ بعد ازاں قرآن کریم کا ترجمہ مولانا نور محمد سے با قاعدہ پڑھنا شروع کیا۔ صرف ونحو کی ابتدائی کتب حافظ عبدالرحمٰن روپڑی سے پڑھیں۔

مولانا محمد حسین شیخوپوری بوہلیاں سے کیر پور تک تین سال حصول علم کے لیے آتے رہے۔ آپ کے والد گرامی نے آپ کو آمدورفت کے لیے پچاس روپے میں ہمبر سائیکل بھی خرید کر دیا۔ اس دوران کچھ عرصہ امرتسر مسجد قدس کے مدرس اعلیٰ مولانا نیک محمد رحمہ اللہ سے بھی اکتساب فیض کیا پھر موضع گلہ مہاراں سے متصل بدوملہی میں ایک بڑا دینی مدرسہ تھا۔ یہاں بھی حصول علم میں مصروف رہے۔

ادھر آپ کی تعلیم کی تکمیل کا وقت قریب آ رہا تھا۔ کہ آپ کے والد محترم گھنٹیا کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ والد کی اس بیماری نے آپ کو تعلیم منقطع کرنے پر مجبور کر دیا۔ چونکہ آپ کا دوسرا کوئی بھائی نہ تھا۔ پانچ بہنیں تھیں۔ آپ کی شادی بھی کر دی گئی تھی۔ اب سارے گھر کا بوجھ آپ کے کندھوں پر آ گیا اور گذر اوقات کے لیے تعلیمی سلسلہ منقطع کر کے بوہلیاں میں کچھ موروثی زمین تھی جس کا زمیندارہ شروع کر دیا۔ ساری ساری رات کنویں کی گاڑی پر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے اور تقریر کی پریکٹس بھی کرتے۔ اس دوران آپ نے منظوم رسالہ چٹھی آسمانی بھی لکھی۔ آپ زمیندارہ کے ساتھ ساتھ اجنالہ سے کچھ کپڑا خرید کر لاتے عورتیں گھر سے کپڑا لے جاتیں معمولی منافع پر کاروبار بھی عرصہ تک چلتا رہا۔

گاؤں میں تبلیغ:

مولانا محمد حسین شیخوپوری 1935ء میں گاؤں کی مسجد میں باقاعدگی سے خطبہ دیا کرتے تھے اور گاؤں کے بڑے مکانوں کی چھتوں پر رات کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اس وقت لاؤڈ اسپیکر کا تصور نہ تھا۔ گاؤں کے لوگوں نے مسلک اہل حدیث قبول کرنا شروع کر دیا مگر ابلیس اس کو کس طرح سے برداشت کر سکتا تھا۔ منج برادری کے لوگوں نے ضد کر کے ایک مولوی سے آپ کا مناظرہ رکھ دیا تا کہ گاؤں میں وہابی سنی کا مسئلہ کھڑا کیا جا سکے اور لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کی جا سکے۔ آپ ان کی سازش کو بھانپ گئے۔ آپ نے کمال حکمت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عملی سے معاملے کو سنبھالا اور کچھ عرصہ کے لیے مسجد چھوڑ دی۔ زیر زمین آپ کا دعوتی کام زوروں پر تھا آہستہ آہستہ لوگوں کو مسائل کی سمجھ آ رہی تھی۔ آخر کار لوگوں نے اس دوسرے مولوی کو مسجد سے فارغ کر دیا اور آپ نے بغیر کسی مخالفت کے مسجد میں امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیئے۔ آپ کے والد گھنٹیا کے مرض میں مبتلا تھے۔ جب منبر پر خطبہ شروع کرتے تو والد صاحب دعائیں کرتے رہتے۔ مخالفت بھی ہوتی لیکن والد صاحب کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے کوئی مزاحم ہونے کی کوشش نہ کرتا۔ اس سے پہلے جب آپ نے امامت شروع کی تو اس وقت آپ کو داڑھی نہیں آئی تھی اور لوگ اعتراض کرتے تھے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کیونکہ اس کی داڑھی نہیں ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اللہ مجھے جلد داڑھی عطاء فرمادے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تھوڑے عرصے میں آپ کو داڑھی اتر آئی۔ ان دنوں آپ کی لکھی ہوئی چٹھی آسمانی کا چرچا عام ہو چکا تھا۔ جلسوں میں آپ کو چٹھی سنانے کا موقع مل جاتا۔ بٹالہ جو کہ قادیان کے بالکل قریب تھا اس جلسہ میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ نے پہلی بار بٹالہ میں ان کی زیارت کی اور جلسہ میں ان کی موجودگی میں چٹھی آسمانی کے چند اشعار پڑھے۔ لوگوں کی طرف سے بہت داد ملی اور شیخ الاسلام نے بھی بہت دعائیں دیں۔

1943ء تک مولانا محمد حسین شیخوپوری خطابت میں کافی مہارت حاصل کر چکے تھے۔ روپڑی برادران مولانا عبدالقادر روپڑی اور مولانا محمد اسماعیل روپڑی جلسوں میں مولانا محمد حسین شیخوپوری کو ساتھ رکھتے پہلے ان کی تقریر کرواتے پھر خود تقریر کرتے، اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب تقریر کر رہے ہوتے تو حافظ محمد اسماعیل روپڑی اسٹیج پر بیٹھے ہوئے دعا کرتے۔ اللھم ایدہ بروح القدس۔

ضلع امرتسر سے شیخوپورہ تک:

قیام پاکستان کے وقت دوسرے مسلمانوں کی طرح مولانا محمد حسین شیخوپوری نے بھی ہجرت کی صعوبت برداشت کی۔ بوہلیاں ضلع امرتسر سے کالا خطائی اور شاہدرہ سے ہوتے

www.KitaboSunnat.com

ہوئے شیخوپورہ کے نزدیک ایک گاؤں کالو میں آباد ہوئے اور جب تبلیغ دین کے لیے باہر نکلے تو آپ کے نام کے ساتھ شیخوپورہ سے تعلق کی وجہ سے شیخوپوری باقاعدہ لاحقہ اختیار کر گیا۔

کچھ علمی لطائف:

مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب کا گاؤں بڑا اور علاقہ میں مشہور تھا اور ہر قسم کے علماء کا گزر گاؤں سے ہوتا رہتا اور وہ دو دو تین تین دن تک گاؤں میں قیام بھی کرتے۔ ایک دن مولوی صاحب تشریف لائے لوگوں نے اسے علم غیب کے موضوع پر چھیڑ دیا تو فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ جس نبی پر ایسی کتاب نازل ہوا کیا اسے علم غیب نہیں ہوسکتا۔ وہابیوں کا عقیدہ غلط ہے کہ نبی غیب نہیں جانتا۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب نے فرمایا کہ: یہ درست ہے کہ قرآن ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ ہے لیکن ہر چیز کا بیان کرنے والی اس کتاب میں یہ بھی ہے:

﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾

(النمل : 65)

ایک مولوی صاحب گاؤں میں بڑی تقریر کر رہے تھے کہنے لگے کہ نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے درخت کا ایک بڑا پتہ منگوایا اس پر تھوکا، اسے اکٹھا کر کے صحابہ کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ امانت ہے، کوفہ میں ایک شخص ابوحنیفہ ہوگا۔ یہ امانت اسے دے دینا، چنانچہ صحابہ کرام نے وہ پتہ ابوحنیفہ کو دے دیا۔ انہوں نے اسے چاٹ لیا بس پھر سارا علم امام ابوحنیفہ کے سینے میں اتر گیا۔ آپ نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب ابوحنیفہ اجتہاد کرتے تھے؟ کہا ہاں! پھر آپ نے کہا کہ کہتے ہیں کہ تحقیق مسائل کے لیے انہوں نے علماء کی ایک کمیٹی بنا رکھی تھی، کہنے لگا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ آپ نے کہا کہ جس شخص کے سینہ میں سارا علم نبوت اتر گیا ہوا سے اجتہاد کرنے اور کمیٹیاں بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ مولوی بالکل خاموش ہوگیا۔

گاؤں میں جتنے بھی علماء آتے بغیر کسی تفریق کے آپ ان کی خدمت کرتے، مہمان نوازی کرتے، کھانا کھلاتے۔ ایک دن ایک مولوی صاحب آئے تو آپ انہیں اپنے ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کنویں پر لے گئے۔ آپ بھینس باندھنے کے لیے جھکے تو وہ مولوی جھٹ سے بولا تم نے بھی بھینس کو تعظیمی سجدہ کیا ہے۔ آپ نے فوراً بھینس کو دو لاٹھیاں ماریں اور پوچھا مولوی صاحب کروں اس جیسا تجھے تعظیمی سجدہ؟ مولوی صاحب پر سکوت طاری ہوگیا۔

چوہدری غلام محمد مرزئی کڑیال والا سے بات چیت:

کڑیال مولانا صاحب کے گاؤں بوہلیاں سے ساڑھے چار پانچ میل کے فاصلے پر بڑا قصبہ تھا۔ آپ اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ ویرو کے کسی جلسہ میں شرکت کے لیے جارہے تھے۔ ایک ساتھی نے کہا کہ کڑیال کا چوہدری غلام محمد مرزائی ہو چکا ہے بہت یاد کرتا ہے۔ اسے ملتے چلیں۔ آپ کی ان کے ساتھ رشتہ داری بھی تھی۔ آپ اس کی حویلی میں چلے گئے۔ وہ بہت پرتپاک طریقے سے ملا۔ باتوں باتوں میں اس نے مرزائیت کی دعوت شروع کر دی۔ کہنے لگا کہ مرزا صاحب کی بیعت میں نجات ہے۔ مرزا صاحب نے الزالہ اوہام میں اپنی نبوت کی دلیل دی ہے کہ میرے نام غلام احمد قادیانی کے اعداد حروف ابجد کے حساب سے 1901 بنتے ہیں اور 1901ء میں ہی انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب سچے نبی ہیں۔ آپ نے معاً اس کے جواب میں کہا کہ قرآن مجید میں جھوٹوں اور شیطان کے چیلوں کے بارے میں آتا ہے کہ ﴿تَنَزَّلُ عَلٰی كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ﴾ اس کے اعداد بھی تو اتنے بنتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا ایسا نبی ہے جسے شیطان کی طرف سے وحی آتی ہے۔ غلام محمد نمبردار غصے سے لال پیلا ہوگیا۔ پسینہ سے شرابور اور کانپ اٹھا۔

تحریک پاکستان میں حصہ:

1947ء تک آپ کی تبلیغی سرگرمیاں کافی بڑھ چکی تھیں۔ ادھر پاکستان کے وجود میں آنے کی خبریں عام گردش کر رہی تھیں۔ مسلم لیگ پاکستان کے قیام کے لیے سرگرم عمل تھی۔ آپ کے گاؤں کے رہائشی اور عزیز رانا ولی محمد (یہ گاؤں بوہلیاں کا واحد تعلیم یافتہ شخص جو پاکستان بننے کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نواب ممدوٹ کا پرائیویٹ سیکریٹری بنا) نے جب آپ کی تقریروں کے متعلق سنا تو بہت خوش ہوا اور آپ کو ممتاز دولتانہ صدر مسلم لیگ پنجاب کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پاس لے گیا۔ انہوں نے آپ کا انٹرویو لیا اور باہمی بات چیت کے ذریعے آپ کے جذبات سے آگاہی حاصل کی اور آپ کو بوہلیاں کے علاقے کا آرگنائزر مقرر کر دیا۔ اس سے سیاسی طور پر آپ کا حلقہ وسیع ہو گیا۔ مذہبی اور سیاسی ہر دو میدانوں میں آپ کو خوب کام کرنے کا موقع ملا۔

قید و بند کی صعوبتیں:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں اہل حدیث علماء نے جاندار حصہ لیا۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب بھی پیچھے نہیں رہے۔ آپ نے تقریباً آٹھ ماہ جیل میں گزارے۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب حوصلہ مند اور خوش مزاج بھی تھے، جیل کی زندگی میں کچھ لطائف بھی پیش آئے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران آپ بوسٹل جیل لاہور میں گرفتار تھے۔ آپ کے ساتھ بریلوی مکتبہ فکر کے معروف عالم دین مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل والے بھی تھے۔ ایک دن مولانا عنایت اللہ بیٹھے زمین کرید رہے تھے۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری نے پوچھا کہ مولانا آج اتنے پریشان کیوں ہیں؟ جھٹ سے نظریں اٹھائیں اور جواب دیا کہ صرف تین دن باقی ہیں رہائی ہونے والی ہے۔ مولانا شیخوپوری صاحب نے پوچھا کہ کیا بات ہے، کوئی خاص الہام ہوا ہے؟ جواب میں کہنے لگے کہ تمہیں کیا پتہ ہے تمہارا تو ایک اللہ کے علاوہ کسی سے واسطہ نہیں ہے۔ میں نے غوث الاعظم کے دربار میں درخواست دے رکھی ہے۔ بس تین دن بعد رہائی ہو جائے گی۔

تین دن کے بعد رات کے وقت وارڈن نے آواز دی کہ مولوی صاحبان ساٹھ آدمیوں کی سزائیں تین ماہ اور بڑھ گئی ہیں اور تمہارا چالان یہاں سے میانوالی جیل ہو گیا ہے اور اگلے ہی دن ساٹھ قیدیوں کو میانوالی جیل منتقل کر دیا گیا۔ سردیوں کے دن تھے۔ اگلے دن دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے مولانا محمد حسین شیخوپوری نے پوچھا سنائیں آپ کی درخواست کا کیا بنا؟ مولوی صاحب کہنے لگے، آپ تو جیل میں بھی استہزاء سے باز نہیں آتے۔ مولانا نے کہا مذاق نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ تم جب تک اللہ کے بجائے غیروں سے درخواستیں کرتے رہو گے یہی انجام ہو گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محراب پور (سندھ) کی تقریر پر کراچی میں گرفتاری:

1971ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی آمد آمد تھی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا نعرہ مساوات عام جلسوں میں زیر بحث تھا۔ محرابپور (ضلع نوشہرو فیروز سندھ) میں مشترکہ جلسہ تھا۔ مسجد دیوبندیوں کی تھی۔ قاری عبد الحفیظ فیصل آبادی وہاں خطیب تھے۔ اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی علماء مدعو تھے۔ مولانا شیخوپوری صاحب نے ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ﴾ کے تحت مذہب اسلام، سیاست، جمہوریت، معیشت، سوشلزم پر بحث کی۔ مساوات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مساوات تو یہ ہے کہ ایک عام پاکستانی جو کام کرتا ہے اور اس کی بیوی کو جو ذمہ داریاں ادا کرنی پڑتی ہیں وہی ذوالفقار علی بھٹو کریں۔ چنانچہ بھٹو ہل چلا رہا ہو اس کی بیوی ہاریوں کی بیوی کی طرح سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے کھیتوں میں جائے تو اسے پسینے اور گرد و غبار میں اپنا شوہر پہچاننے میں مشکل ہو جائے۔ ساری زمین تقسیم کر کے 12/50 ایکڑ زمین خود رکھے خود ہل چلائے تو پتہ چل جائے کہ مساوات کس کو کہتے ہیں۔ بڑے بڑے محلات میں رہنے والے ہزاروں ایکڑ اراضی کے مالک کو مساوات کا نام لینے کا حق نہیں ہے۔

اس پر سیرت النبی ﷺ کے حوالے بھی دیئے۔ صحابی نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر ایک پتھر باندھا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے دو پتھر باندھے۔ تقریر کے دوران پیپلز پارٹی کے کچھ لوگوں نے ہلڑ بازی کی اور لوگوں نے ان کی پٹائی کی، جلسہ ختم ہو گیا۔ آپ اور مسجد کی انتظامیہ پر کیس ہو گیا انہوں نے ضمانتیں کروالیں لیکن آپ کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ اس واقعہ کے تقریباً چھ ماہ بعد آپ مولانا عبد الغفار رحمہ اللہ (وفات: 1977ء) امیر جماعت غرباء اہل حدیث کی دعوت پر کراچی گئے۔ رات گئے تقریر کی۔ اگلے دن بہانے سے آپ کو تھانہ بلا کر گرفتار کر لیا گیا اور پھر کسی پسنجر ٹرین پر بٹھا کر ضلع نواب شاہ (حال ضلع نوشہرو فیروز) کے اسٹیشن بھریا روڈ (راقم الحروف کا یہ آبائی شہر ہے) اتار کر بذریعہ پولیس جیپ کنڈیارو تھانہ لے گئے۔ اگلے دن نواب شاہ میں ایس پی کے سامنے پیش کیا تو ایس پی نے تھانیدار سے کہا کہ یہ میرا مہمان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہو مہیا کرنا اور بڑا خوش ہوا۔ ہوٹل میں کھانا کھانے لگے تو نواب شاہ کی جماعت وہاں جمع ہو گئی اور ہوٹل چند منٹوں میں بھر گیا۔ ہوٹل والا دیکھ کر حیران ہونے لگا کہ یہ کون ہے جس کے لیے اتنے لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں جب اسے بتایا گیا تو بہت متاثر ہوا اور جتنے لوگوں نے کھانا کھایا تھا اس نے کسی سے بھی بل وصول نہ کیا اور کہا کہ میں یہی خدمت کر سکتا ہوں۔ نواب شاہ سے آپ کو واپس کنڈیارو تھانہ لایا گیا۔ تھانہ کی مسجد میں چارپائی دے دی گئی۔ گھومنے پھرنے کی آزادی تھی۔ کھانا تھانیدار کے گھر سے آتا تھا۔ پھر سندھ کے مختلف علاقوں سے جماعتوں کی آمد شروع ہو گئی۔ ہر جماعت اپنے ساتھ پھل اور گھر سے وافر کھانا لے کر آتی۔ کنڈیارو تھانہ میں ہی قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی کے مسلک اہل حدیث قبول کرنے کی بنیاد قائم ہوئی۔ قاری صاحب اکثر تھانہ میں ہی رہتے اور تھانہ میں بیٹھ کر مسلکی گفتگو ہوتی رہتی۔ جس کے نتیجے میں قاری صاحب نے مسلک اہل حدیث قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔

حضرت شیخوپوری رحمہ اللہ کی رہائی کے بعد قاری صاحب نے شیخوپورہ آ کر اپنے اہل حدیث ہونے کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔ اس کیس کی پیروی میں آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا عطاء الرحمٰن صاحب نے پندرہ دن میں چار ہزار میل سفر کیا۔ خان پور، رحیم یار خان اور نواب شاہ کے مسلسل سفر کیے اور بعض اوقات رات کو اکیلے ہی ریلوے اسٹیشن پر رات گزارتے تھے۔ یکم جنوری 1972ء کو یہ کیس ختم ہوا۔

حادثہ:

27 جون 1976ء کو بعد از نماز عشاء شیخ القرآن کا خطاب جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تھا۔ تقریباً رات کے ڈیڑھ بجے خطاب سے فارغ ہو کر اپنے دو ساتھیوں مستری محمد بشیر آرے والے اور حاجی عبدالحمید کے ہمراہ بس میں سوار ہوئے۔ جب تقریباً 3 بجے موضع آرائیانوالہ شیخوپورہ کے پاس بس پہنچی تو سامنے سے آنے والی گاڑی کی تیز روشنی کی وجہ سے سڑک کے کنارے کھڑا ہوا بجری کا ٹرک ڈرائیور کو نظر نہ آیا یا ڈرائیور کو اونگھ آ گئی۔ بس پوری رفتار سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ٹرک کے پچھلے حصے سے ٹکرا گئی اور بس کا زیادہ اگلا حصہ حادثے کا شکار ہوا۔ حضرت شیخ القرآن اور آپ کے ساتھ حاجی بشیر احمد دروازے کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حادثہ اتنا شدید تھا کہ سیٹوں کے لوہے کے اینگل ٹوٹ کر آپس میں مل گئے اور مسافروں کی ہڈیاں ان اینگلوں میں پھنس گئیں۔ حاجی عبدالحمید نے دوسرے مسافروں کی مدد سے بمشکل لوہے کے اینگلوں میں پھنسے مسافروں کو باہر نکالا۔ شیخ القرآن کا خود اپنا بیان ہے کہ میرا بایاں پاؤں تقریباً میری ٹانگ سے جدا ہو چکا تھا۔ ہڈی اور پٹھے کٹ چکے تھے۔ پاؤں لٹک رہا تھا جسے میں نے اپنے ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا۔ ایک دوسرے ٹرک پر سوار کر کے ان زخمیوں کو سول ہسپتال شیخوپورہ لایا گیا۔ پھر فیصل آباد مکی ہسپتال ریفر کر دیا گیا۔ فیصل آباد کی جماعت کو حضرت شیخ القرآن کی مکی ہسپتال آمد کی پیشگی اطلاع ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی انتظام ہو چکے تھے۔ مریضوں کے لیے علیحدہ اور اہل خانہ کے لیے الگ کمروں کا انتظام کر لیا گیا تھا۔ فیصل آباد کی جماعت نے شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری سے عقیدت ومحبت کے اظہار میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ ہر آنے والے کے لیے اچھا مشروب، اچھا کھانا اور پھر علاج معالجہ اور ہسپتال کا سارا خرچہ بھی انہوں نے خود برداشت کیا تھا۔ مہینہ بھر علاج کے بعد شیخوپورہ واپس آ گئے۔ علاج پر تقریباً ڈیڑھ سال گزر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے صحت بھی دی اور چلنے پھرنے کے دوبارہ قابل بنا دیا۔ قدرت کاملہ نے مشرکین ومبتدعین کے منہ بند کرنے کے لیے ایسا کرشمہ دکھایا کہ کسی قسم کی کمزوری رہنے ہی نہیں دی۔ جب اللہ تعالیٰ نے صحت سے نوازا اور دوبارہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو ابتدائی تقریروں میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

فضلاں دا دن رب چڑھایا رحمت مینہ برسایا
قبریں جاندا بندا اپنا واپس موڑ گھلایا
تا جو باقی وچ حیاتی کر کے کجھ بھلائی
بخش دیواں سب اوہگن اس دے بھی جو ہوئی کوتاہی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطابت میں نکتہ آفرینیاں:

مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب خطابت میں ایک منفرد انداز کے حامل تھے۔ خطاب میں کثرت سے قرآن مجید پڑھنا اور قرآنی الفاظ سے نکات پیش کرنا ان کی خطابت کا خاص وصف تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو شیخ القرآن کہا جاتا تھا۔ شیخ القرآن صاحب نے اپنی زندگی میں طویل تقریریں بھی کیں۔ ایسا بھی ہوا کہ رات کو حضرت نے چھ گھنٹے مسلسل تقریر فرمائی اور سامعین کی توجہ اور انہماک میں کوئی فرق نہیں آیا۔ سانگلہ ہل میں بریلوی مکتبہ فکر کے علماء نے جلسہ کیا اور تقریروں میں اہل حدیث پر سب وشتم کیا۔ سانگلہ ہل میں مولانا محمد حسین شیخوپوری نے مسلسل چھ گھنٹے خطاب کیا اور گیارہویں کے بارے میں اپنا نکتہ پیش فرمایا۔ قرآن مجید کی آیت کریمہ پڑھی:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾

(المائدہ: 3)

اس کی تفسیر اس طرح سے کی!

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ	تم پر حرام کیا گیا مردار	پہلی حرام
وَالدَّمُ	اور خون	دوسری حرام
وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ	خنزیر کا گوشت	تیسری حرام
وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ	جس پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا گیا ہو۔	چوتھی حرام
وَالْمُنْخَنِقَةُ	جو گلا گھٹنے سے مرا ہو۔	پانچویں حرام
وَالْمَوْقُوذَةُ	جو کسی ضرب سے مرا ہو۔	چھٹی حرام
وَالْمُتَرَدِّيَةُ	جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو۔	ساتویں حرام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَ النَّطِيحَةُ	جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو۔	آٹھویں حرام
وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ	جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو	نویں حرام
اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ	لیکن تم اسے ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں	
وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ	آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔	دسویں حرام
وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ	اور یہ کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فالگیری کرو	گیارہویں حرام

اور پھر پورے مجمع سے کہلوایا کہ...... گیارہویں حرام!!!

مولانا محمد حسین شیخوپوری بڑے سحر بیان مقرر تھے۔ کئی دیہات اور علماء آپ کی تقاریر سن کر اہل حدیث ہوئے۔ والحمد لله على ذالك

تنظیمی خدمات:

تبلیغی خدمات کے پیش نظر مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے قیام کے بعد دو آدمیوں کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کی طرف سے مبلغ نامزد کیا تھا۔ ایک شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری اور دوسرے مولانا محمد ابراہیم خادم آف تاندلیانوالہ۔

1981ء میں بدقسمتی سے جب مرکزی جمعیت اہل حدیث دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر مولانا معین الدین لکھوی اور ناظم اعلیٰ میاں فضل حق تھے۔ لیکن جمعیت اہل حدیث کے امیر مولانا محمد عبداللہ اور ناظم اعلیٰ مولانا محمد حسین شیخوپوری بنائے گئے۔ اس جماعت کا قیام اور مولانا محمد حسین شیخوپوری کا انتخاب گوجرانوالہ میں اہل حدیث اکابر علماء کے ایک بہت بڑے اجتماع میں ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد آپ نے اس اعلیٰ منصب سے استعفیٰ دے دیا اور کچھ عرصہ غیر جانبدار رہے۔ پھر مولانا عبد القادر روپڑی رحمہ اللہ کی جماعت اہل حدیث سے منسلک ہو گئے۔ کئی مواقع پر بعد و قرب کی نوبت آئی اور شیخ القرآن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جماعت سے وصال وفراق کے کرب سے گزرے۔ لیکن مستقل طور پر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ نہ چل سکے۔

شادی واولاد:

مولانا محمد حسین شیخوپوری کی شادی تیرہ سال کی عمر میں ہوگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹے اور چار بیٹیاں عطاء کیں۔

1: فضل الرحمٰن
2: مولانا عطاء الرحمٰن
3: حافظ محمد خالد
4: حافظ عبدالرحمٰن
5: مولانا عزیز الرحمٰن
6: حبیب الرحمٰن۔ یہ آپ کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اور ایک حادثے میں 1977ء میں فوت ہوگیا تھا۔

وفات:

شیخ القرآن خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری نے 5 اگست 2005ء کی رات اپنے مسکن شیخوپورہ میں وفات پائی۔ اگلے دن 6 اگست کو مولانا معین الدین لکھوی نے آپ کا پہلا جنازہ پڑھایا دوسرا جنازہ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی نے اور تیسرا کسی اور نے پڑھایا۔ یکے بعد دیگرے تین جنازے پڑھائے گئے۔ جن میں شریک ہونے والوں کی تعداد حد شمار سے زیادہ تھی۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام العصر شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ

تاریخ انسانی کے صفحہ قرطاس کا مطالعہ کیا جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ کتنی ایسی نامور شخصیات اس کارخانہ عالم میں تشریف لائیں اور انہوں نے لوگوں میں عظیم انقلاب برپا کیا اور وہ بے سروسامانی کے عالم میں بڑے بڑے جابروں اور ظالموں سے ٹکرائے اور ان کو شکست فاش دی۔ ڈر اور خوف کی ماری ہوئی قوم میں ایسی روح پھونکی کہ وہ قوم دوسری قوموں سے ممتاز نظر آنے لگی۔ ہم جب عبقری شخصیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو جسم میں ایک تلاطم پیدا ہو جاتا ہے کہ اپنے اسلاف کی طرح ہم بھی دین حنیف کے لیے کچھ کر جائیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر 31 مئی 1945ء کو سیالکوٹ کے محلہ احمد پورہ میں حاجی ظہور الٰہی کے گھر صبح کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ کا نام علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے مشورہ سے احسان الٰہی رکھا گیا۔ کسی کو علم نہ تھا کہ یہ بچہ جوان ہو کر مفکر اسلام، مجسمہ عزم مصمم، پیکر شجاعت اور اسلام کی آواز بن کر سوئی ہوئی قوم کو جھنجھوڑ کر بیدار کرے گا اور اس قوم کو جرأت و بہادری کا درس دے کر ہر باطل قوت سے ٹکرانے کا سبق سکھلائے گا اور آگے چل کر خود شہید اسلام بن جائے گا۔

شخصیت:

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی شخصیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔ آپ نہ صرف پاکستان کے عظیم سرمایہ تھے بلکہ عالم اسلام کی متاع عزیز تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو شاہین کا تجسس، عقاب کی نگاہ، شیر کی گرج، چیتے کا عزم، اسلامی جرنیلوں کی شجاعت، رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حد درجہ محبت مسلک محدثین کی علمبرداری، پہاڑوں کا وقار،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سمندر کی تموج، دریاؤں کا شور، آبشاروں کا خروش، پھولوں کی مہک اور طوفانوں کی ہیبت عطا فرمائی تھی۔

تعلیم:

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ابتدائی تعلیم محلّہ کے اسکول سے مڈل تک حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہانت و برجستہ گوئی، جرأت وشجاعت کا وافر ملکہ عطا فرمایا تھا۔ جس سے آپ کے اساتذہ آپ کے بارے میں رطب اللسان رہتے تھے۔ آپ کے والد ماجد جو کہ نہایت متقی، زاہد اور شب زندہ دار تھے۔ انہوں نے آپ کو قرآن مجید حفظ کرنے پر لگا دیا۔ آپ نے صرف نو سال کی عمر میں حفظ مکمل کر کے اپنی ذہانت کا لوہا منوایا۔ آپ کے والد گرامی کو چونکہ علم اور اہل علم سے محبت تھی اور ان کی مجالس میں اٹھتے بیٹھتے تھے۔ اس لیے علم کا نور اپنے گھر میں لانا چاہتے تھے۔ علماء کے مشورہ سے علامہ شہید کو دینی تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ اسلامیہ گوجرنوالہ میں داخل کرا دیا۔ آپ بڑی ذمہ دار طبیعت کے مالک تھے۔ اپنے فارغ وقت کو ضائع کرنے کے بجائے مطالعہ کیا کرتے تھے۔ پھر علماء کی مجلس میں شریک ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کیے گئے گوناگوں اوصاف کو استعمال میں لاتے۔ آپ نے 8 سالہ نصاب چھ سال میں مکمل کیا۔ مزید تعلیم کے لیے جامعہ سلفیہ فیصل آباد چلے گئے۔ حضرت علامہ شہید نے علم میں رسوخ پیدا کرنے کے لیے ہر فن کی ایک بنیادی کتاب زبانی یاد کی تھی۔ چنانچہ نحو میں "الفیہ" علم الصرف میں "صرف میر" اصول تفسیر میں "الفوز الکبیر" مصطلح الحدیث میں "نخبۃ الفکر" معانی میں "تلخیص المفتاح" منطق میں "مرقاۃ" کو زبانی یاد کیا تھا۔ آپ دور طالب علمی میں گوجرانوالہ کے علمی حلقوں میں حاضر ہوتے اور ان سے اپنی علمی برتری کا لوہا منواتے۔ آپ نے صرف دین کی تعلیم ہی حاصل نہیں کی بلکہ عربی، اردو اور فارسی پر عبور حاصل کرنے کے لیے پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی، فاضل اردو اور فاضل فارسی کے امتحان امتیازی پوزیشن سے پاس کیے اور ان تینوں زبانوں کے مدوجزر اور نشیب وفراز سے خوب واقفیت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں ایم اے بھی کیا۔ آپ نے اپنی علمی تشنگی بجھانے اور مزید رسوخ و پختگی اور دریائے علم میں مزید غوطہ زن ہونے کے لیے سرزمین حجاز کا سفر کیا اور عالم اسلام کی عظیم دانش گاہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ لیا اور وہاں کے علمی ماحول سے خوب استفادہ کیا۔

اساتذہ کرام:

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے جن پاکستانی عبقری رجال سے اپنی علمی پیاس بجھائی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں: شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات، حافظ محمد محدث گوندلوی، شیخ المعقولات والمنقولات مولانا شریف اللہ خان، شیخ الحدیث حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ مدینہ یونیورسٹی کے جن اساتذہ کرام سے علمی اکتساب کیا ان میں مجسمہ زہد وورع الشیخ علامہ ابن باز اور محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سرفہرست ہیں۔

اعزاز:

حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر نے مدینہ یونیورسٹی میں ذہانت و فطانت کی وجہ سے یونیورسٹی کے تمام اعزازات حاصل کیے۔ مدینہ یونیورسٹی میں ہر سال اپنی کلاس میں ٹاپ کرتے رہے۔ آخری سال امتحان میں 92 ممالک کے طلبہ میں علامہ شہید نے 93.5% نمبر حاصل کر کے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

اسی طرح سے مدینہ یونیورسٹی میں ''الفرق والملل'' کے موضوع پر لیکچر ہوتا تھا جب قادیانیت کی باری آئی تو اساتذہ نے حضرت علامہ صاحب سے کہا کہ آپ پاکستانی ہیں اور وہاں کے سلفی علماء نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے عظیم جدوجہد کی ہے۔ لہٰذا اس عنوان پر آپ لیکچر دیں۔ آپ نے قادیانیوں کے پس منظر، تہ منظر اور پیش منظر، ملحدانہ افکار اور لن ترانیوں کو خوب آشکار فرمایا۔ یہ پہلی اور آخری روایت تھی کہ مدینہ یونیورسٹی کے طالب علم کو دوران تعلیم اساتذہ کی صف میں شمار کیا گیا۔ ان دروس کو جمع کر کے آپ نے ''القادیانیت'' کے عنوان سے عربی میں کتاب ترتیب دی۔ جب 1967ء میں کتاب چھپنے لگی تو پبلشر نے علامہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب کو مشورہ دیا کہ اگر اس کتاب پر فاضل مدینہ یونیورسٹی کے الفاظ لکھ دیئے جائیں تو کتاب کی اہمیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ آپ نے یہ بات وائس چانسلر علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے کی تو انہوں نے اجازت دے دی۔ علامہ صاحب نے کہا کہ: شیخ محترم! اگر میں فیل ہوگیا تو شیخ نے فرمایا کہ: میں اپنا عہدہ چھوڑ دوں گا۔

مسلکی حمیت وغیرت:

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر کے دل میں مسلک اہل حدیث کی حمیت وغیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں آپ کسی بھی مداہنت کا رویہ اپنانے کے لیے کبھی بھی تیار نہ ہوتے تھے۔ بلکہ اپنے مسلک اور اسلاف کے بارے میں ایک حرف سننا بھی گوارہ نہ کرتے تھے۔ غالباً 1984ء کی بات ہے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کے زیر اہتمام تین روزہ سیدین شہیدین کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب بھی اسی کانفرنس میں مدعو تھے اور جامعہ کے مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ اس دوران ڈاکٹر اسرار احمد صاحب تقریر کر رہے تھے انہوں نے دوران تقریر سیدین شہیدین کی تحریک پر نکتہ چینی کی۔ علامہ صاحب فوراً اٹھے اور اسٹیج پر آکر بیٹھ گئے۔ حالانکہ اس وقت آپ کے خطاب کا وقت نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے فوراً بعد علامہ صاحب مائیک پر تشریف لائے اور اس دوران ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اٹھ کر چلے جانے میں ہی عافیت سمجھی۔ علامہ صاحب نے اس وقت فرمایا کہ کاش! ڈاکٹر صاحب بیٹھتے اور میری تقریر سنتے تاکہ انہیں پتہ چلتا کہ سیدین شہیدین کی تحریک جہاد کے ورثاء زندہ موجود ہیں۔ اسی طرح سے ایک دفعہ قاری طیب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند سعودیہ تشریف لے گئے اور مدینہ یونیورسٹی کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اہل حدیث کے ساتھ ہم آہنگی کا اظہار کیا۔ علامہ شہید فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ 1954ء میں دارالعلوم دیوبند سے جس کے آپ مہتمم تھے اور اب بھی ہیں 60 طلبہ کو محض اہل حدیث ہونے کی وجہ سے نکال دیا گیا۔ یہ کیسی اہل حدیث کے ساتھ ہم آہنگی ہے۔ اس طرح حقیقت سے پردہ اٹھ گیا اور ان کے خطاب کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میدان خطابت کا شہسوار:

علامہ احسان الٰہی ظہیر جب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت حاصل کر کے ملک واپس لوٹے تو انہی دنوں میں لاہور کی مشہور ومعروف اور قدیم مسجد چینیانوالی کا منبر ومحراب کسی خطیب اسلام کا منتظر تھا۔ مفکر اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ آپ کو شیخ محمد اشرف کے پاس لے گئے اور کہا کہ میں ایک ہیرا تمہارے پاس لایا ہوں اس کی حفاظت کرنا۔ ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا پورا ملک ان کی ضیاء پاشیوں سے مستفیض ہوگا اور آپ اس مسجد کے خطیب مقرر ہوگئے۔ رب العالمین نے جہاں ذہانت اور کردار وگفتار سے نوازا تھا، وہاں خطابت کا حظ وافر بھی عطاء کیا تھا۔ آپ جب خطاب کرتے تو گویا شیر گرج رہا ہو۔ ذہانت، وجاہت، جرأت، فصاحت وبلاغت، ادب بدیہہ گوئی، حاضر جوابی، بے باکی، سیرت وکردار کی بلندی زبان وبیان پر دسترس، یہ تمام تر چیزیں آپ کی خطابت کے اجزائے ترکیبی تھے۔ مسجد چینیانوالی میں خطابت کرتے ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ مسجد تنگی داماں کا شکوہ کرتے ہوئے نظر آئی۔ 1968ء میں جب ایوب خان کی آمریت میں قادیانی چھائے ہوئے تھے اور آغا شورش کاشمیری کو پابند سلاسل کر دیا گیا تو خطیبوں کی زبانیں گنگ ہوگئیں تھیں اس ہُو کے عالم میں علامہ صاحب نے مسلسل چھ خطبے ختم نبوت کے موضوع پر دیئے۔ بس آپ کا اس موضوع پر خطاب کرنے کی دیر تھی کہ کارکنوں کے دلوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور پھر دیکھا دیکھی ہر کوئی میدان میں اتر آیا۔

1968ء کا واقعہ ہے آپ چینیاں والی مسجد کے منصب خطابت پر فائز تھے۔ ان دنوں فیلڈ مارشل ایوب خان کے خلاف تحریک چل رہی تھی۔ اقبال پارک کی نماز عید کی امامت مسجد چینیاں والی کے خطیب کی حیثیت سے آپ کو وراثتاً ملی تھی۔ اقبال پاک میں نماز عید کا اجتماع مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے زمانہ سے ہی لاہور میں عید آزادگان کا اجتماع کہلاتا تھا اور اس کا شمار لاہور میں نماز عید کے چند بڑے اجتماعات میں ہوتا تھا۔ 1968ء میں جب اس ملک کے عوام فیلڈ مارشل ایوب خان سے انتہائی برگشتہ تھے اور ان کی حکومت کے خلاف تحریک چلا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے۔عید سے چند روز قبل مولانا عبیداللہ انور کے خلاف پولیس کاروائی کے باعث لاہور شہر میں حکومت کے خلاف شدید غیظ و غضب کا عالم تھا ہیجان تھا اور لوگ توقع رکھتے تھے کہ عید آزادگان کے خطبہ میں ایوب خان کی حکومت کو ہدف تنقید بنایا جائے گا۔اس سلسلہ میں آپ کے پاس عید سے پہلے ہی لوگوں کے وفود آنا شروع ہو گئے۔بعض لوگوں کا خیال تھا چونکہ آپ سیاسی آدمی نہیں ہیں۔اگر اجازت دیں تو اس مرتبہ وہ عید آزادگان کے لیے کسی ایسی شخصیت کو لے آئیں جو اس عید گاہ کے مقام و منصب کا حق ادا کر سکے۔اس پر آپ نے دوستوں سے کہا کہ وہ مطمئن رہیں۔مولانا داؤد غزنوی کی روایات کو قائم رکھا جائے گا۔نماز عید کے خطبہ میں آپ نے جو تقریر کی۔اس تقریر کا تأثر اس قدر شدید اور گہرا تھا کہ بہت سے لوگوں نے شدت جذبات میں اپنے گریبان چاک کر لیے۔آغا شورش کاشمیری بھی نماز عید کا خطبہ سننے والوں میں موجود تھے۔نماز عید کے بعد وہ آپ سے میاں عبدالمجید مالواڈہ بار ایٹ لاء کے ہمراہ ملے اور کہنے لگے کہ میں خود بھی فن خطابت میں دسترس رکھتا ہوں۔مگر میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ احسان الٰہی اگر تم آئندہ خطابت چھوڑ دو تو تمہاری صرف اس ایک تقریر سے تمہیں پاک و ہند کے چند بڑے خطیبوں میں شمار کیا جا سکے گا۔

علامہ صاحب کی خطابت کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ بکھرے ہوئے مجمع کو چند لمحوں میں قابو کر لیتے تھے۔ایک دفعہ مولانا سید یوسف بنوری کی صدارت میں بادشاہی مسجد لاہور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا جلسہ تھا۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تقریر کے دوران مفتی محمود صاحب صدر دروازے سے مسجد میں داخل ہو کر اسٹیج کی طرف بڑھے۔مفتی صاحب ذوالفقار علی بھٹو کو عام انتخابات میں شکست دینے،اپوزیشن کا قائم مقام قائد حزب اختلاف ہونے اور پارلیمنٹ میں مرزا ناصر قادیانی کی تقریر کا موثر جواب دینے کی وجہ سے عوام میں خاصے مقبول تھے۔لہٰذا لوگ مولانا مودودی کی تقریر سننے کے بجائے مفتی صاحب کو دیکھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔اسٹیج سیکریٹری اور دیگر حضرات نے لاکھ کوشش کی کہ سامعین آرام سے بیٹھ جائیں تا کہ لوگ مولانا مودودی کی تقریر

www.KitaboSunnat.com

سنیں، اس صورت حال پر جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیت طلبہ کے کارکن خاصے برہم تھے۔ اس طرح جلسہ بدنظمی کا شکار ہو گیا۔ حضرت علامہ شہید مائیک پر آئے اور شیر کی طرح گرج کر دومنٹ میں جلسہ کو کنٹرول کر لیا۔ یہ آپ کی خطابت کی اثر آفرینی تھی۔

میدان صحافت میں:

حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر مختلف ادوار میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور، ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور اور ماہنامہ ''ترجمان الحدیث'' لاہور کے مدیر رہے۔ آپ نے ہفت روزہ ''اہل حدیث'' میں زور دار مضامین اور اداریئے لکھ کر قادیانیوں کی ناک میں دم کر دیا۔ قادیانی گروہ کے متعلق آپ کی معلومات نہایت وسیع تھیں۔ آپ کی تحریریں مرزائیوں کے لیے سوہان روح بن گئیں۔ آپ نے ختم نبوت پر ''ترجمان الحدیث'' میں جس انداز سے لکھا اور قادیانی راز افشا کیے جنہیں پڑھ کر قادیانی لاجواب ہو گئے۔ علامہ شہید سلجھے ہوئے عالمانہ اور مدلل انداز میں گفتگو کرتے اور اپنی بات آسانی سے سامعین کے گوش گزار کرتے۔ آپ کی بات کو عام آدمی بھی اچھی طرح سے سمجھ لیتا۔

شریعت بل:

بعض متعصب اور حکومتی مولویوں نے قومی اسمبلی میں شریعت بل پیش کیا تو علامہ صاحب نے اس کی تحریر و تقریر کے ذریعے سے دھجیاں اڑائیں۔ روزنامہ نوائے وقت نے آپ کا بھرپور مؤقف شائع کیا۔ اسی طرح جنگ فورم کے مذاکرے میں بھی آپ پوری محفل پر چھائے رہے۔

میدان تصنیف:

علامہ احسان الٰہی ظہیر جس طرح میدان خطابت کے شہسوار تھے۔ اسی طرح میدان تصنیف میں بھی اپنے ہم عصروں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ آپ نے عربی زبان میں ''فرق'' کے موضوع پر قلم اٹھایا اور ایسی اہم کتب تصنیف کیں کہ وہ کتب دنیا کے لیے مراجع و مصادر کی حیثیت ٹھہریں۔ کئی زبانوں میں ترجمے ہوئے اور دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں بطور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نصاب پڑھائی جاتی ہیں۔ کتب کے نام یہ ہیں:

☆ القاديانية

☆ البريلوية

☆ الشيعة والسنة

☆ الشيعة و اهل البيت

☆ الشيعه والتشيع

☆ البهائيه نقد و عرض

☆ الاسماعيليه

☆ التصوف والمنشاء والمصادر

☆ دراسة فى التصوف

☆ مرزائیت اور اسلام

☆ بين اهل الشيعة و اهل السنة

یہ کتب متعدد مرتبہ طبع ہو کر اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں۔

میدان سیاست:

حضرت علامہ شہید کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بیک وقت مصنف، مؤلف، ادیب، مفکر، خطیب بے مثال، صحافی اور عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست کے میدان میں بھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔ درحقیقت علامہ صاحب نے میدان سیاست میں بھی اپنا لوہا منوایا اور آپ کی جماعت جمعیت اہل حدیث پاکستان بھی سیاسی میدان میں دیگر جماعتوں سے ممتاز نظر آتی ہے اور آپ نے قلیل عرصہ میں ملک کے طول و عرض میں سیاسی جلسہ ہائے عام منعقد کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اہل حدیث پاکستان کی ایک بہت بڑی قوت ہیں۔ آپ نے مرزائیوں کے خلاف تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اسی طرح تحریک بنگلہ دیش نامنظور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کچھ عرصہ نوابزادہ نصر اللہ خان کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جمہوری پارٹی اور پھر تحریک استقلال میں باقاعدہ شرکت کی اور مرکزی سیکریٹری اطلاعات مقرر ہوئے۔ اسی طرح 1973ء میں ممتاز علی بھٹو نے سندھ میں لسانی فسادات کروائے تو آپ نے نوابزادہ نصر اللہ خان ودیگر سیاسی قائدین کے ساتھ مل کر سندھ کا بھرپور دورہ کیا اور حقیقت سے پردہ اٹھایا۔ آپ کو غلام مصطفیٰ کھر کے حکم سے ملتان میں گرفتار کیا گیا اور ڈرایا دھمکایا گیا۔ لیکن آپ کہتے رہے۔

ہم قید و مشقت کیا سمجھیں ہم طوق و سلاسل کیا جانے
اک ساز نغمہ پر گو ہم شور سلاسل کیا جانے

آپ بھٹو کے خلاف انتخابات میں قومی اتحاد کی طرف سے ضلع قصور کے ایک حلقے سے امیدوار کے طور پر سامنے آئے اور کثیر تعداد میں ووٹ لیے۔ یہ انتخابات دھاندلی کا شکار ہوگئے اور ملک میں تحریک چلی جس کے نتیجے میں جنرل ضیاء الحق ملک پر قابض ہوگئے۔

جذبہ محبت رسول:

علامہ احسان الٰہی ظہیر سچے محب رسول ﷺ تھے۔ آپ کا رسول اللہ ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اکثر تقاریر میں سیرت طیبہ ﷺ بیان کرتے ہوئے شدت جذبات میں روتے ہوئے نظر آتے۔ جناح ہال لاہور میں 1986ء میں سیرت النبی ﷺ پر آپ کی تقریر بہترین مثال ہے۔ جس میں آپ کی کئی بار شدت جذبات سے آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور آواز بھی بھرا گئی۔

جو کہا کر دکھایا:

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے 1986ء کو جناح ہال لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''ہمارا راستہ دو طرف جاتا ہے مگر منزل ایک ہے یا سر بلند رکھ کر غازی بن کے جیو یا سر کٹا کر شہید بن کر مرو۔ آپ جب تک زندہ رہے سر بلند رہے اور جب گئے تو شہادت کا عظیم الشان تاج سر پر رکھ کر اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے۔

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جماعتی و تنظیمی زندگی:

علامہ احسان الٰہی ظہیر تحریک اور جدوجہد پر یقین رکھتے تھے۔ بھٹو دور میں تحریک استقلال میں شامل ہوئے۔ 1977ء کا الیکشن بھی اسی پلیٹ فارم سے لڑا۔ لیکن جب تحریک استقلال کے سربراہ ائیر مارشل اصغر خان پاکستان قومی اتحاد سے علیحدہ ہوئے تو حضرت علامہ صاحب نے تحریک کو خیر باد کہہ دیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور کے ابتدائی سالوں میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ چلتے رہے۔ آپ چونکہ سبک رفتار تھے اور تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ صاحب اور ان کی مقامی جماعت کے مشورہ سے 1981ء میں ''جمعیت اہل حدیث پاکستان'' کے نام سے علیحدہ جماعت بنائی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ گوجرنوالہ امیر اور مولانا محمد حسین شیخوپوری ناظم اعلیٰ بنائے گئے۔ مولانا شیخوپوری صاحب نے ایک سال بعد بعد بوجوہ استعفیٰ دے دیا تو جمعیت اہل حدیث کی مجلس شوریٰ نے حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر کو ناظم اعلیٰ منتخب کر لیا۔ آپ نے اپنی قیادت میں علماء کو ایک نیا ولولہ اور نوجوانوں کو منفرد جوش و جذبہ دیا۔ حضرت علامہ شہید جرأت اور جواں مردی کے ساتھ ترقی کے زینوں پر چڑھ ہی رہے تھے کہ مارچ 1986ء کا عظیم سانحہ رونما ہو گیا۔

شادی و اولاد:

حضرت علامہ صاحب کی شادی محدث زماں حافظ محمد گوندلوی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا کیں۔ بیٹوں کے نام علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، حافظ ہشام الٰہی ظہیر اور معتصم الٰہی ظہیر۔

آخری جمعہ:

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے سعودیہ سے 1967ء کو واپسی کے بعد جامع مسجد چینیانوالی میں خطبہ کا آغاز کیا تھا اور مستقل طور پر یہاں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ 20 مارچ 1987ء کو آخری خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ آئندہ خطبہ لارنس روڈ لاہور ہوا کرے گا تو ہزاروں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سامعین اشکبار ہو گئے اور رونے لگے۔

اور جب عالم اسلام......

23 مارچ 1987ء کو شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر قلعہ لچھمن سنگھ پر سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو ہجوم عاشقاں دیدنی تھا۔ آپ سے قبل خطیب ایشیاء قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی خطاب کر چکے تھے اور خطیب اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید رحمہ اللہ کا خطاب جاری تھا۔ جب حضرت یزدانی صاحب خطاب کر کے واپس جانے لگے تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اکٹھے چلیں گے۔ اس کے بعد آپ نے شیر کی سی گرج کے ساتھ خطاب شروع کیا اور مخالفین اسلام اور حکمرانوں کو خوب رگیدا۔ اس دوران کسی ظالم اور درندہ صفت، شقی القلب انسان نے ریموٹ کنٹرول بم چلا دیا جس سے ایک قیامت بپا ہو گئی اور عالم اسلام یتیم ہو گیا۔ اس دھماکہ میں آٹھ آدمی وہیں شہید ہو گئے۔ جن میں شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، نوجوان قائد محمد خان نجیب، مفکر اسلام مولانا عبدالخالق قدوسی، رحمہم اللہ اور سو سے زائد افراد زخمی ہو گئے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر کو فوراً میو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ دھماکے کی خبر سے عالم اسلام میں صف ماتم بچھ گئی۔ انہی ایام میں والی حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز مرحوم لندن کے دورہ پر تھے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ علامہ صاحب کا علاج ریاض کے ملٹری ہسپتال میں کیا جائے۔ سعودی عرب کا طیارہ لاہور پہنچا تو عراق کے صدر صدام حسین کی طرف سے پیغام آیا کہ آپ کا علاج ملٹری ہسپتال بغداد میں ہوگا اور میرے وزیر مذہبی امور طیارہ لے کر آ رہے ہیں۔ لیکن آپ نے سعودی عرب جانے کو ترجیح دی۔ 29 مارچ کو آپ سعودیہ پہنچ گئے۔ وہاں پر ماہر اور اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کی نگرانی میں آپ کا علاج شروع کر دیا گیا۔ پاکستان کے علاوہ سعودی عرب کی مساجد میں آپ کے لیے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ ڈاکٹروں نے آپ کے علاج میں کوئی کمی نہ چھوڑی لیکن رب العالمین کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ بالآخر 30 مارچ 1987ء کی صبح کے وقت اسلام کے اس سچے سپاہی اور محب رسول کی روح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جسدِ عنصری سے داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت کی خبر سعودی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بار بار جاری کی گئی جس سے عالم اسلام نہایت مغموم و محزون ہوا۔ ریاض کی یونیورسٹیوں اور دینی اداروں میں چھٹی کر دی گئی۔ عالم اسلام کے دینی و روحانی پیشوا اور علامہ صاحب کے استاذ مکرم الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ ریاض میں یہ تاریخی جنازہ تھا کہ ہر آنکھ اشکبار اور پرنم تھی۔ علامہ صاحب کا دوسرا جنازہ مسجد نبوی میں ادا کیا گیا۔ پوری سعودی قوم وہاں پر اُمڈ آئی اور سعودی عرب میں مقیم پاکستانی بھی کثیر تعداد میں پہنچ گئے۔ نماز جنازہ میں سروں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ پھر آپ کو جنت البقیع میں صحابہ کرام والے حصے میں امام مالک رحمہ اللہ کے قریب دفن کر دیا گیا۔

پاکستان بھر میں اہل حدیث حضرات نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور آپ کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کی دعائیں کیں۔ ملکی و غیر ملکی اخبارات و رسائل، مجلدات و جرائد نے علامہ شہید کی شہادت پر خصوصی ایڈیشن شائع کیے۔ ممتاز صحافی جاوید جمال ڈسکوی نے علامہ شہید کی سوانح حیات مرتب کی۔ قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری مرحوم نے ''ایک عہد ایک تحریک'' علامہ احسان الٰہی ظہیر'' کے نام سے مفصل کتاب لکھی۔ اس طرح سے انڈیا کے عالم دین نے ایک کتاب علامہ شہید کی سیرت پر لکھی۔ قاضی محمد اسلم سیف اور محترم بشیر احمد انصاری نے مل کر ایک کتاب ''ارمغان ظہیر'' کے نام سے مرتب کی۔ تمام اخبارات کے ایڈیٹروں اور کالم نگاروں نے مثلاً مجید نظامی، مجیب الرحمٰن شامی، ارشاد حقانی، صلاح الدین اور خوشنود علی خان وغیرہ نے اپنے اپنے انداز میں علامہ شہید کو خراج تحسین پیش کیا اور قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ پاکستان کے علاوہ سعودی عرب، کویت، افغانستان، انڈونیشیا، ملائیشیا، بھارت، بنگلہ دیش، عراق، مراکش، مصر، لندن، یورپ، امریکہ اور افریقہ کے کئی ممالک نے زبردست خراج تحسین پیش کیا اور قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔

آپ کی شہادت پر پنجاب اسمبلی کا اجلاس دعاء کے بعد برخاست کر دیا گیا۔ اس واقعہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے لوگ غم وغصہ سے بھرے ہوئے تھے۔ پرنٹ میڈیا پر آپ کے رفقاء اور جانشین ایک وقت تک چھائے رہے آپ کے غائبانہ نماز جنازہ کے بعد تحریک چلائی گئی جس میں احتجاجی جلسے اور جلوس نکالے گئے۔ جلسہ عام منعقد کیے گئے اور یہ تحریک ایک عرصہ تک چلتی رہی اور یہ شعر عام تھا:

تمہارے ہاتھوں پر جم گیا ہے لہو جو اس کے بدن سے نکلا
وہ چاند طیبہ میں جا کر ڈوبا جو چاند میرے وطن سے نکلا

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه . آمين

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجاہد ملت میاں محمد جمیل حفظہ اللہ

میاں محمد جمیل، محمد ابراہیم کے گھر گوہڑ چک نمبر 8 نزد پتوکی ضلع قصور میں مئی 1947ء کو پیدا ہوئے۔ اس گاؤں کے اکثریت آرائیں برادری سے تعلق رکھتی ہے۔ میاں محمد جمیل صاحب بھی آرائیں برادری کے فرد ہیں۔

تعلیم:

میاں محمد جمیل صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی سے ایک سال میں سات پارے حفظ کیے (یاد رہے کہ اس وقت حافظ صاحب خود حفظ کی کلاس لیا کرتے تھے) پھر اپنے گاؤں میں حفظ کی تکمیل کی۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد بھٹہ محبت جو کہ آپ کے گاؤں سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے وہاں درس نظامی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ 1967ء میں جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ میں قاری محمد اسلم صاحب سے قرأت کی سند حاصل کی اور جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ میٹرک کی تیاری کی۔ فاضل اردو اور MA اسلامیات کیا۔ 1979ء میں وفاق المدارس کی سند حاصل کی۔

اساتذہ کرام:

میاں محمد جمیل صاحب نے وقت کے جن اساطین علم سے حظ اٹھایا۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں: حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی، حافظ محمد داؤد، مولانا حافظ محمد بھٹوی، مولانا محمد اعظم، شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات، شیخ الحدیث رحمہم اللہ۔

فراغت تعلیم کے بعد مصروفیات:

میاں محمد جمیل صاحب اپنے والدین کی بڑھاپے کی اولاد ہیں اور آپ کی والدہ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منت مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطاء فرمائے تو میں اس کو دین کے لیے وقف کروں گی۔ میاں صاحب نے پوری زندگی اپنے والدین کی نذر کا احترام کیا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد زندگی بھر نہ مسجد سے تنخواہ لی اور نہ ہی جلسہ میں حاضری کا کسی سے کرایہ وصول کیا۔ آپ نے ابتدائی دور میں فیصلہ کر لیا تھا کہ دین کی خدمت کسی معاوضہ کے بغیر کرنی چاہیے۔ اس لیے آپ نے گوجرنوالہ میں تین سال ایک ہائی اسکول میں تدریس کی پھر ایک سال کے قریب کالج میں پڑھایا اور اس کے بعد ملازمت ترک کر کے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر لاہور میں چھوٹی چھوٹی رہائشی کالونیاں بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کاروبار میں اتنی برکت عطا فرمائی کہ جو آپ کے اخراجات اور توقع سے بڑھ کر تھی۔ اس کے بعد ایک ورکنگ پارٹنر کے ساتھ البرق کے نام پر کیبل (تار) کی چھوٹی سی فیکٹری قائم کی جسے بعد میں یمن کے شہر صنعاء میں منتقل کیا گیا۔ وہاں ایک یمنی کو بھی حصہ دار بنایا۔ یمن کے مخدوش حالات کی وجہ سے فیکٹری ختم ہو گئی۔ جس سے ایک پیسہ بھی وصول نہ ہوا۔ اب آپ اپنی گزر اوقات کے لیے اپنی کتابوں کی آمدنی کے ساتھ کچھ نہ کچھ سائیڈ بزنس کے طور پر کرتے رہتے ہیں جس سے آپ کی اچھی گزران ہو رہی ہے۔

علمی و ادبی شخصیات سے ملاقات:

میاں محمد جمیل صاحب کی جن علمی و ادبی شخصیات سے عرصہ دراز تک ملاقاتیں رہیں۔ ان میں آپ کے اساتذہ جو بلاشبہ علم و ادب کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ان کے علاوہ شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ، علامہ پروفیسر ساجد میر، نوابزادہ نصر اللہ خاں، نواب صاحب بڑے سیاستدان ہونے کے ساتھ اعلیٰ پائے کے شاعر و ادیب تھے۔ ان کے ساتھ آپ کی پہلی ملاقات علامہ شہید کے ذریعے ہوئی اس کے بعد ان کے برادر نسبتی جو کہ آپ کے ہاں جمعہ پڑھتے تھے ان کی وجہ سے زیادہ قربت رہی۔

متاثر کن شخصیات:

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی صحبت سے تنظیمی اور مسلکی کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ شیخ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الحدیث مولانا محمد عبد اللہ سے خودداری کا سبق حاصل کیا اور حضرت حافظ محمد یحیٰ عزیز میر محمدی صاحب سے استغناء سیکھی۔

جماعتی زندگی:

میاں محمد جمیل 1977ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مرکزی شوریٰ و عاملہ کے رکن منتخب ہوئے۔ 1986ء میں لاہور جمعیت کے سیکریٹری جنرل بنے۔ 1990ء میں آپ کو مرکزی سیکریٹری اطلاعات ونشریات مقرر کیا گیا۔ آپ چھ سال سیکرٹری اطلاعات رہے۔ اس کے ساتھ ناظم اعلیٰ کے جماعتی کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ پہلی مرتبہ نومبر 1996ء کو حضرت میاں فضل حق کی وفات کے بعد آپ بلامقابلہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے اور 1999ء میں آپ نے 23 کے مقابلے میں 351 ووٹ حاصل کیے اور 26 جون 2002ء تک آپ ناظم اعلیٰ رہے۔ نظامت کے دوسرے دور کے تیسرے سال ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے استعفیٰ دیا جسے کوئٹہ شوریٰ کے اجلاس میں بالاتفاق نامنظور کیا گیا۔ لیکن میاں صاحب نے اس بنیاد پر استعفیٰ واپس لیا کہ آئندہ جماعتی انتخاب میں انہیں نظامت کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ ہمارے ملک میں دینی اور سیاسی جماعتوں میں اس کی مثال کم ہی ملتی ہے کہ عوام کسی شخص کو چاہتے ہوں لیکن اس کے باوجود وہ اعلیٰ عہدے کو چھوڑ دے۔

آپ کے مستعفی ہونے کے بعد ہفت روزہ ''اہل حدیث'' شمارہ 5 جولائی 2002ء میں آپ کی خدمات کو ان الفاظ میں یاد کیا گیا۔ ''مجلہ لکھتا ہے میاں محمد جمیل کی جماعتی خدمات کے درج ذیل ادوار ہیں۔ مجموعی طور پر 15 سال مختلف عہدوں پر فائز رہتے ہوئے انہوں نے جماعت کی شب و روز خدمت کی اور ان کے پرزور اصرار اور ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے امیر محترم کو ان کا استعفیٰ منظور کرنا پڑا۔

ذمہ دارانہ روایت:

میاں محمد جمیل نے جماعتی زندگی میں ایک ذمہ دارانہ روایت قائم کی ہے کہ جو ذمہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

داری سنبھالی اس سلسلہ میں کسی کارکن یا مرکزی قائدین کو شکایت کا موقع نہیں دیا۔ جماعتی مجالس میں بارہا اپنے آپ کو پیش کیا کہ منصبی فرائض سے متعلق کوئی شکایت ہو تو کھلے بندوں حساب اور استفسار کیا جائے۔ لیکن ان کی مستعدی اور سلیقہ کاری کی وجہ سے ایسا کبھی نہ ہوا کہ کارکنان کے اعتراض کا ہاتھ ان کے منصبی گریبان تک پہنچے ہوں۔ آپ نے جماعت میں مسلسل رابطہ کی روایت بھی قائم کی۔ اس سلسلہ میں ایسی مثالیں قائم کیں جنہیں مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے اپنے ساتھ دیگر قائدین کو بھی دوروں میں ساتھ لے جانے کی پیہم سعی کی جس میں پوری طرح کامیاب رہے۔ میاں صاحب نے جماعت کو متحرک کرنے اور باہمی رابطے کے لیے بڑے بڑے شیوخ الحدیث، عوامی خطباء اور مبتدی علماء پر ایسی ٹیم تیار کی جو ہر وقت جماعتی دوروں اور رابطوں کے لیے تیار رہتی تھی۔ اس ٹیم میں اس قدر اخلاص تھا کہ بغیر کسی D.A۔T.A کے وہ ہر وقت میاں صاحب کے ساتھ ہم سفر ہونے کے لیے تیار رہتے تھے۔ جونہی میاں صاحب ان سے درخواست کرتے تو شیخ الحدیث اور نامور خطباء جماعتی رابطے کے لیے نکل کھڑے ہوتے۔ انہوں نے اس بات کا بھی اہتمام کیا کہ جو اس وقت خطابت کے میدان میں غیر معروف تھے اور نوجوان خطیبوں کو خطابت کے میدان میں متعارف کروایا گیا۔ جن شخصیات نے دورہ جات میں بھرپور حصہ لیا ان میں مولانا رانا شمشاد احمد سلفی، مناظر اسلام حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری، موجودہ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ، قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی، مولانا عبدالعلیم یزدانی، قاری عبدالوکیل صدیقی، حافظ عبدالستار حامد، شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید ہزاری، شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد، حافظ محمد یونس آزاد، حافظ شفیق الرحمٰن یزدانی، حافظ محمد اسحاق اوکاڑوی، مولانا نواز چیمہ اور دیگر علماء قابل ذکر ہیں۔

آپ کی جماعتی دوروں کی مہم پندرہ سالوں پر محیط ہے۔ ملک کے تمام صوبہ جات اور دوردراز کے علاقہ جات میں جا کر انہوں نے ہر اہل حدیث کے دروازے پر دستک دی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وحدت قیادت کا تصور:

میاں محمد جمیل نے سمع و طاعت کی لازوال داستان مرتب کی ہیں۔ آپ نے کبھی بھی ناظم اعلیٰ کے منصب کو منصب امارت کے برابر نہیں آنے دیا۔ بلکہ نظم و تنظیم اور قیادت و سعادت میں منصب امارت کو ہمیشہ اولیت دی اور اس کے ساتھ ان کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ کارکنان سے لے کر اعلیٰ قیادت تک کے حوالے سے کی تمام کمزوریاں دور ہونی چاہییں۔ اس سلسلہ میں جماعتی اور تنظیمی شعور اجاگر کرنے کے لیے آپ نے ''اتحاد امت اور نظم جماعت'' کے نام سے کتاب بھی لکھی جو پاکستان میں اس عنوان پر پہلی کتاب ہے۔ جماعت کو متحرک کرنے کے حوالے سے شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر کا تذکرہ ہوتا ہے اور یہ حقیقت الم نشرح کا درجہ اختیار کر چکی ہے کہ جماعت کو منظم اور کارکنوں کو تنظیمی شعور دینے کے حوالے سے میاں صاحب کا نام لیا جاتا ہے جو ان کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

میاں صاحب کے دور کی اولیات:

☆ حضرت الامیر کی بھاری بھر کم اصطلاح کی بجائے امیر محترم کی اصطلاح مقبول کروائی گئی۔

☆ قیادت اور کارکنان کے درمیان رابطے قریب اور مضبوط کیے گئے۔

☆ قیادت کا دفتر میں مستقل وقت دینے کی روایت اور ورکر کو احترام دینے کے ساتھ تنظیمی شعور میں بے پناہ اضافہ۔

☆ جماعت کا اندرون و بیرون ملک سیاسی و مذہبی وقار بلند کیا گیا۔

☆ ملک بھر میں دورہ جات کے عمل میں تسلسل پیدا ہوا۔ وقت دینے والے حضرات اور اہم شخصیات کو ساتھ رکھا گیا گویا کہ ون مین شو سے کامل اجتناب کیا گیا۔

☆ ہر دو سال بعد مرکزی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔

☆ نیچے سے اوپر تک احتساب کا ماحول پیدا ہوا۔ اس وقت جماعت میں احتساب کا یہ عالم تھا کہ تحصیل لیول سے لے کر شوریٰ، عاملہ اور مرکزی کابینہ کے اجلاسوں میں احتساب

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ناظم اعلیٰ سب سے پہلے اپنے آپ کو پیش کرتے اور پھر بڑے بڑے خطباء اور اعلیٰ شخصیات سے درخواست کرتے کہ وہ بھی پورے حوصلے کے ساتھ اصاغر جماعت کے اعتراضات اور سوالات کا جواب دیں۔ اس احتساب کا یہ فائدہ ہوا کہ کارکنان اور عام لوگوں کی جماعت کے ساتھ ہمدردیوں میں اضافہ ہوا اور گلے شکوے کا یہاں تک ماحول ختم ہوا کہ کوئی شخص بھی جماعتی پالیسی پر سرعام اور اکابرین کی غیبت نہیں کرتا تھا۔

☆ جماعت سے الگ گروہ بندیاں ناکام، بے پناہ وسائل رکھنے والے لوگ تحصیل لیول کے ذمہ دار ورکر کو بھی نہ توڑ سکے میاں صاحب کی کوشش سے ملک کی نامور شخصیات نے شرکت کی جن میں پنجاب میں سب سے نمایاں موجودہ ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب اور مولانا محمد شریف چنگوانی صاحب قابل ذکر ہیں۔ میاں صاحب کے دور میں عوامی خطباء بالخصوص شیوخ الحدیث کو خاص احترام دیا گیا اور علمی مسائل پر ان کے اجلاس بلائے جاتے تھے تاکہ جماعت کی فکری اور علمی کمزوریوں کو دور کیا جا سکے۔

☆ صوبہ سندھ اور بلوچستان میں تنظیمی اور مسلکی کام پر خصوصی توجہ دی گئی۔

☆ جماعت کی طرف سے درجنوں کتب شائع کی گئیں اور مرکز کی طرف سے صوبائی کانفرنسز اور متواتر تبلیغی پروگرام رکھے گئے۔

☆ کمزور اور مرحوم علماء کرام کے وظائف جاری ہوئے۔

☆ سیلاب، زلزلہ اور ہر قسم کے ہنگامی حالات میں متاثرین کی جماعتی طور پر امداد کا عمل اختیار کیا گیا۔

تالیفی خدمات:

میاں محمد جمیل ایک کامیاب قائد اور لاہور کے پڑھے لکھے علاقے کے کامیاب خطیب ہیں۔ خطابت کے ساتھ ساتھ پختہ اہل قلم بھی ہیں۔ آپ نے اس میدان تحریر میں عالمانہ اور ادیبانہ طبع آزمائی کی ہے۔ درج ذیل کتب آپ کے رشحات قلم و فکر کا شاہکار ہیں۔ سیرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام، تفسیر فہم قرآن، فہم الحدیث، دین تو آسان ہے۔ برکات رمضان، آپ ﷺ کا حج، انبیاء علیہم السلام کا طریقہ دعا، آپ ﷺ کی نماز اور اس کی عملی تصاویر، زکوٰۃ کے مسائل، اتحاد امت اور نظم جماعت، آپ ﷺ کا تہذیب وتمدن، فضیلت قربانی اور اس کے مسائل، مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے، جادو کی تباہ کاریاں اور ان کا شرعی علاج۔

تفسیر فہم القرآن اور اس کی خصوصیات:

اردو عربی تفاسیر کے اہم نکات پر مشتمل مختصر مگر جامع تفسیر با محاورہ ترجمہ کے ساتھ لفظی ترجمہ کا اضافہ، بہت سی تفاسیر سے زیادہ ربط کلام کا اہتمام، ہر آیت میں پائے جانے والے مسائل کا نمبروار بیان۔ آیت کے مرکزی مضمون کی تفسیر و دیگر آیات کے حوالوں سے جو ایک مکمل تفسیر ہے۔ یہ تفسیر چھ جلدوں پر محیط اور ساڑھے چھ ہزار صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

فہم الحدیث کی خصوصیات:

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس میں مشکوۃ المصابیح کی ترتیب کے مطابق بخاری، مسلم اور متفق علیہ احادیث جمع کیں اور ان کا ترجمہ کیا۔ اس میں حدیث کی روانی، کلام رسول ﷺ کا تسلسل اور نبوت کے معجزہ خطابت کو قائم رکھا گیا اور یہ اہتمام کیا گیا کہ احادیث کا ترجمہ اور تشریح اس طرح سے آسان اور عام فہم ہو کہ عام آدمی کی سمجھ میں آسکے۔ ابتداء میں ہر باب کا مفہوم اور آخر میں باب کا خلاصہ اس انداز سے لکھا تا کہ تعلیم یافتہ طبقے کو کم از کم 80 فی صد مسائل خود بخود سمجھ آجائیں۔ حدیث کی تشریح اور مفہوم وہی بیان کیا ہے جو رسالت مآب ﷺ کے فرمان کا مقصد تھا۔

خطبات توحید:

توحید انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا مرکزی نقطہ رہا ہے۔ قرآن مجید سب سے زیادہ توحید پر زور دیتا ہے۔ توحید ہی ہمارے ایمان، اسلام اور آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ یہ کتاب قرآن مجید کے اسلوب اور ترتیب کے مطابق ہی ترتیب دی جارہی ہے۔ امید ہے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب توحید کا انسائیکلوپیڈیا ہوگی۔ 2019ء کے دورانیہ میں دستیاب ہوگی۔ ان شاء اللہ

ابوہریرہ شریعہ کالج:

اکثر مدارس نے حکومت پاکستان کے کہنے اور زور دینے پر اپنے نصاب میں کچھ تبدیلی کی ہے میاں محمد جمیل صاحب نے 1997ء میں ابوہریرہ شریعہ کالج کی بنیاد رکھی۔ اس لحاظ سے وہ کمبائن نظام تعلیم کے بانی اور پاکستان میں مساجد سے باہر توحید کا ابلاغ کرنے کے محرک ہیں۔ مذکورہ کالج کا نصاب کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا کہ اس میں قدیم و جدید طریقہ تعلیم برابر چلتا ہے۔ علوم دینیہ کے ساتھ گریجویشن تک تعلیم کا انتظام ہے۔ اس کے لیے انہوں نے قابل اور محنتی اساتذہ کی خدمات حاصل کی ہیں۔ اس ادارے سے 250 سے زائد گریجویٹ علماء کرام فارغ ہو چکے ہیں اور بعض نے انگلش میں ایم اے کیا ہے اور بلتستان کے عثمان نے ایم اے انگلش میں سرگودھا یونیورسٹی میں ٹاپ کیا۔ ادارہ ہذا سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ فوج اور دیگر اداروں میں کام کر رہے ہیں۔ اس طرح سے کچھ طلبہ نے LLB بھی کیا ہے۔ تحریک دعوت توحید کے سلسلہ میں میاں محمد جمیل صاحب پر قائم ہونے والے مقدمات کی پیروی آپ کے ایک شاگرد اور تحریک کے مجلہ پیغام توحید کے ایڈیٹر حافظ اکرام ایڈووکیٹ کرتے ہیں۔ ابوہریرہ شریعہ کالج کے کامیاب تجربہ کے بعد اب ابوہریرہ ماڈل ہائی اسکول بھی قائم کیا ہے۔ جس میں بچوں کو میٹرک کے ساتھ ساتھ درس نظامی کا ابتدائی نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ میاں محمد جمیل صاحب کی خواہش اور تحریک یہ ہے دینی مدارس میں دو نصاب کر دیے جائیں جن طلبہ نے تحصیل علم کے بعد صرف خطابت و امامت کرنی ہے وہ ابوہریرہ شریعہ کالج کا نصاب پڑھیں اور جنھوں نے مستند عالم بننا ہے وہ مدارس کا طویل نصاب پڑھیں تاکہ مسلک اور جماعت کو مدرس اور جید عالم ملتے رہیں۔

دعوتی و تبلیغی خدمات:

میاں محمد جمیل نے مشکوٰۃ شریف کی تدریس کے دوران ہی گوجرانوالہ میں خطبہ جمعہ کی ابتداء کی اور جامع مسجد مبارک حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ میں روزانہ درس میں مشکوٰۃ مکمل کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لاہور منتقل ہونے کے بعد 29 سال سے مسجد ابوہریرہ علامہ اقبال ٹاؤن میں خطبہ دینے کے ساتھ اب تک سینکڑوں جلسوں اور دروس میں شریک ہو چکے ہیں۔ جلسوں میں شرکت کے ساتھ ساتھ ہر سال تحریک دعوت توحید کے زیر اہتمام ڈیڑھ سو کے قریب پروگرام کرتے ہیں۔آپ ایک ماہنامہ پیغام توحید بھی نکالتے ہیں جس کے آپ مدیر ہیں۔ جس میں توحید کے عنوان پر درجنوں مضامین لکھ چکے اور یہ مضامین الاعتصام، تنظیم اہل حدیث اور تفہیم الاسلام میں چھپ چکے ہیں۔

تحریک دعوت توحید:

میاں صاحب نے اپنی نظامت کے دور میں توحید کے نام پر ایک تحریک پیش کی جس کا مقصد مساجد سے باہر توحید کی دعوت کو عام کرنا اور شرک کے خلاف نفرت بیدار کرنا تھا اور اس کے لیے سلوگن اختیار کیے گئے۔ جو عوام میں تحریک دعوت پھیلا رہی ہے آپ کے اس ذوق کی وجہ سے جماعت نے توحید کے نام پر ایک الگ ادارہ قائم کیا جس کا آپ کو کنوینز بنایا گیا۔میاں صاحب اسی اصولوں کے تحت اس تحریک کے ذریعے توحید کا پرچار کر رہے ہیں۔

میاں محمد جمیل صاحب نے ملک بھر میں توحید سے ناآشنا حلقوں کو توحید باری تعالیٰ سے روشناس کرانے کے لیے تحریک دعوت توحید قائم کی۔ لیکن اس کو باقاعدہ جماعت یا تنظیم کی شکل نہیں دی اور نہ ہی اس کا کوئی نظم بنایا۔آپ اس پلیٹ فارم سے توحید کا کام کرتے ہیں۔ میاں صاحب نے نہ صرف الگ دھڑا نہیں بنایا بلکہ اب بھی ان کی ہمدردیاں سب سے زیادہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ ہیں۔ ان کا یہ کردار بھی آنے والوں کے لیے قابل تقلید ٹھہرے گا اگر وہ چاہتے تو الگ جماعت بنا سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ جبکہ جماعتوں سے الگ ہونے والے حضرات نہ صرف اپنی دو اینٹ کی الگ مسجد بناتے ہیں بلکہ وہ ساری قوت سابقہ جماعت کے خلاف استعمال بھی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ جلسہ عام میں بھی ہرزہ سرائی سے باز نہیں آتے۔

میاں محمد جمیل نے توحید کی تبلیغ کو اپنا مقصد حیات قرار دیا ہے۔اس کے لیے آپ ملک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے مختلف علاقوں میں جاتے ہیں اور چوراہوں میں کھڑے ہو کر لوگوں کو خالص توحید کا درس دیتے ہیں۔ ہمارے اسلاف اور علماء کرام نے اس میدان میں بے حد کوششیں کیں اور اس کے نتیجے میں انہیں بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مہم میں کامیاب فرمائے۔ آمین

بیرون ملک سفر:

اپنے دور نظامت سے پہلے میاں صاحب نے ہندوستان، امریکہ، ہسپانیہ، عراق، سعودی عرب اور افغانستان کے سفر بھی کیے ہیں۔

شادی اور اولاد:

میاں محمد جمیل صاحب نے ایک شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں عطا کی ہیں۔ آپ کے بیٹے کا نام میاں مبین ہے جو کاروبار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی علمی و عملی زندگی میں برکت عطاء فرمائے اور دین حنیف کی مزید خدمت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محسن جماعت سینیٹر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ

محسن جماعت ڈاکٹر سینیٹر حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ پاکستان کے اہل حدیث کی ترجمان جماعت مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ آپ کے رفاحی اور فلاحی کام ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں آپ نے اپنے ادارے کے ذریعے ملک بھر میں مساجد تعمیر کروائیں اور مدارس قائم کیے، ہینڈ پمپ لگوائے اور بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کی ہے۔ ملک بھر میں قدرتی آفات، زلزلہ، سیلاب وغیرہ کے مواقع پر بھی آپ کی خدمت کا دائرہ ہمیشہ وسیع رہا ہے۔ ہمارے ممدوح جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ نے اپنے علاقے میں تعلیمی اداروں کا جال بچھایا ہے جہاں سے ہزاروں طلبہ وطلبات اپنی علمی تشنگی بجھاتے اور خود کو علم کے زیور سے مزین کرتے ہیں۔ محترم ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ کی خدمات کا اعتراف ملک بھر کے لوگ اور خصوصاً ڈیرہ غازی خان کے عوام کرتے ہیں آپ کی خدمات کے اعتراف میں 2013ء کے انتخابات میں آپ کو ڈیرہ غازی خان کے عوام نے MNA منتخب کیا پھر آپ وفاقی وزیر مواصلات بھی بنے اور 2018ء میں آپ ایوان بالا یعنی سینیٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ آپ نے دل کھول کر اپنے علاقے کی خدمت کی اور انہیں سہولتیں بہم پہنچانے میں کسی قسم کی کمی نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

پیدائش:

حافظ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نواب قادر بخش کے گھر 15 / اکتوبر 1961ء کو بستی وڈور میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق قبیلہ کورائی بلوچ سے ہے۔ آپ کے والد محترم نواب قادر بخش

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلوچ صاحب اپنے قبیلے کے سب سے بڑے رئیس اور زمیندار تھے اور اس قبیلے کے پہلے شخص تھے جنھوں نے مسلک اہل حدیث قبول کیا اور اپنے گاؤں میں مسجد تعمیر کروائی۔ اپنے گاؤں کے علاوہ بھی مساجد تعمیر کروائیں۔ ان کی وجہ سے اس علاقے میں مسلک اہل حدیث کی بہت ترویج ہوئی۔

تعلیم:

ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب نے سرکاری اسکول سے پرائمری پاس کی اس کے بعد والد صاحب نے دینی تعلیم کی طرف لگا دیا۔ آپ نے 11 سال کی عمر میں حافظ اللہ بخش جسکانی صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی عربی اور فارسی کی تعلیم مدرسہ عربیہ چوٹی زیریں میں استاذ العلماء مولانا نصیر احمد خان چنگوانی سے حاصل کی۔ پھر آپ عروس البلاد کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ نے مدرسہ دارالسلام برنس روڈ میں داخلہ لیا اور اس دور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری عبدالحکیم (کرم الجلیلی) مولانا محمد یونس دہلوی اور شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن صاحب سے صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور اصول و ادب کی کتب پڑھیں۔ 1980ء میں آپ کا داخلہ دارالحدیث الخیریہ مکہ مکرمہ میں ہوگیا۔ وہاں سے فراغت کے بعد آپ نے اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا جہاں پر آپ نے سعودی، لبنانی، شامی اور مصری بین الاقوامی قراء حضرت اور فن تجوید کے ماہر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے اور 1987ء میں فن قرأت و اصول پر ڈگری حاصل کی یہاں سے فراغت کے بعد آپ کو مکہ مکرمہ کے ایک ادارہ میں بطور معلم پیشکش ہو چکی تھی لیکن آپ نے اپنے والد گرامی کی دیرینہ خواہش کا احترام کرتے ہوئے اپنے علاقے ڈیرہ غازی خان میں تبلیغی و تعلیمی کام کرنے کو فوقیت دی اور 1988ء کے اواخر میں پاکستان میں تشریف لے آئے اور ڈی جی خان بلاک کیو میں کلیۃ البنات کے نام سے بچیوں کی تعلیم و تربیت کا ادارہ قائم کیا جو کہ بحمد اللہ عظیم الشان اسلامک گرلز کالج بن چکا ہے۔ آپ نے ''برصغیر کا غیر مطبوع ذخیرہ حدیث'' کے موضع پر پی ایچ ڈی کی اور ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خدمات:

ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب نے ڈیرہ غازی خان جیسے پسماندہ علاقے میں تعلیم کی شمع کو روشن کیا جو کام عرصہ دراز سے نہ ہوئے وہ حافظ صاحب نے بڑتندہی اور تیزی سے کیے اور نسل نو کو تعلیم کے زیور سے مزین کیا۔ بچیوں کی تعلیم کے لیے ''کلیۃ البنات'' بچوں کے لیے مرکز المودۃ الخیریۃ، عصری تعلیم کے لیے دی وژن ہائی اسکول اور اعلیٰ تعلیم کے لیے انڈس یونیورسٹی قائم کی ان اداروں سے ہزاروں طلبہ و طالبات مستفید ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب ﷾ یتیم طلبہ و طالبات کی کفالت ہمیشہ سے کرتے آ رہے ہیں اس وقت بھی کلیۃ البنات میں 350 یتیم طالبات کی مکمل کفالت حافظ صاحب کر رہے ہیں۔ جزاہ اللہ خیر

رفاحی خدمات:

حافظ عبدالکریم صاحب کی رفاحی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ آپ نے ڈیرہ غازی خان جیسے پسماندہ علاقہ سے اپنی رفاحی وفلاحی سرگرمیوں کا آغاز کیا جو پھیلتے پھیلتے ملکی سطح تک جا پہنچی ہیں۔ آپ نے ہمیشہ انسانیت کی خدمت کی ہے وہ متاثرین سونامی ہوں یا 8/ اکتوبر 2005ء کے تباہ کن زلزلہ یا پھر 11-2010ء کا قیامت خیز سیلاب کے متاثرین ہوں آپ ہمیشہ صف اوّل میں خدمت کرتے ہوئے نظر آئے ہیں۔ آپ نے اپنے علاقہ میں جہاں پینے کے پانی کا مسئلہ بڑا اہم تھا وہاں پر ہزاروں ہینڈ پمپ، ٹیوب ویل، موٹر ٹنکیاں اور اسی طرح سے ملک بھر میں مساجد و مدارس تعمیر کروائے ہیں اور بعض مساجد جن کے ساتھ وضوء خانے تعمیر نہ تھے وہاں پر نمازیوں کی سہولت کے لیے وضوء خانے بھی بنوائے۔ بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔

میدان سیاست:

ڈیرہ غازی خان میں قبائلی وسرداری نظام اتنا پختہ اور مضبوط ہے کہ ان کے مقابلہ میں الیکشن لڑنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا لیکن محترم ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب ﷾

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے نہ صرف 2008ء کے انتخابات میں الیکشن اسٹینڈ لیا بلکہ سابق صدر و چیف لغاری سردار فاروق خان لغاری کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست دی لیکن پرویز مشرف کی مداخلت پر کئی بار رزلٹ تبدیل کیا گیا اور حلقہ این اے 172 سے محترم حافظ صاحب کو ہرادیا گیا۔ دوسری مرتبہ سردار فاروق خان لغاری کی وفات کے بعد اس کے بیٹے سردار اویس خان لغاری کا ضمنی انتخابات میں ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کے مصداق ن لیگ کے وہاں کے ذمہ داران نے دھوکہ کر کے حافظ صاحب کو ہرادیا ان کا حشر بھی اب دنیا دیکھ رہی ہے۔

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

2013ء کے انتخابات میں آپ پھر لغاری سرداروں کے مقابلہ میں میدان میں نکلے اور اللہ کے فضل و کرم سے کامیاب ہوئے اور ملک بھر کے اہل حدیث خوشی سے سرشار ہو گئے۔ 2017ء میں شاہد خاقان عباسی کی کابینہ میں آپ کو بطور وزیر مواصلات منتخب کیا گیا اور آپ نے اپنے اس دور میں اپنے علاقہ اور شہر کے لیے بہت سے ترقیاتی کام کروائے تاکہ اہل علاقہ اور ڈیرہ غازی خان کی عوام کو سہولتیں میسر آسکیں اور 2018ء میں آپ کو ایوان بالا یعنی سینیٹ کا رکن منتخب کیا گیا۔ والحمد للہ علی ذالک

نظامت اعلیٰ:

سینیٹر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب ﷾ کی تعلیمی، تبلیغی اور رفاحی سرگرمیاں کسی بھی ذی شعور سے مخفی نہیں ہیں۔ آپ کی اس عالمگیر شخصیت اور ہمہ وقت انسانی، مسلکی اور رفاحی خدمات جلیلہ کے اعتراف میں مسلک اہل حدیث کی ترجمان جماعت مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شعوری نے 27/اگست 2007ء کو تاریخ ساز اجلاس میں آپ پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے آپ کو بلا مقابلہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا ناظم اعلیٰ منتخب کر لیا اس حسن انتخاب کی وجہ سے جماعتی و مسلکی ولولہ تازہ ہوا۔ آپ نے اپنی تمام تر توانائیاں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نظم کو مستحکم بنانے میں صرف کردیں اور جماعت کا نظم پہلے سے زیادہ مضبوط اور توانا ہوا آپ کی عمدہ اور لائق تحسین کارکردگی کو دیکھتے ہوئے قائد ملت سلفیہ سینٹر پروفیسر علامہ ساجد میر صاحب ﷾ اور مرکزی مجلس شوریٰ نے دوسری بار 2011ء اور تیسری بار 2015ء میں آپ پر اعتماد کیا اور ناظم اعلیٰ کے منصب کے لیے آپ کو منتخب کیا۔ 2007ء سے تا حال آپ ناظم اعلیٰ کے منصب جلیلہ پر فائز ہیں۔ محترم حافظ عبد الکریم صاحب 2007ء سے پہلے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے، صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ آپ کئی بین الاقوامی تنظیمات کے مستقل مندوب اور رکن بھی ہیں۔

پیغام ٹی وی کا قیام:

قرآن وسنت کی خالص دعوت کو جدید تقاضوں کے لحاظ سے عام کرنے اور میڈیا پر باطل طاقتوں کا رد کرنے کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث نے ایک ٹی وی چینل قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور قائد اہل حدیث علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب ﷾ نے یہ ذمہ داری محسن جماعت سینیٹر ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب ﷾ کو سونپی آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں پیغام ٹی وی چینل کا تحفہ جماعت کو پیش کردیا اور رمضان المبارک 2011ء میں پیغام ٹی وی کی نشریات جاری ہوگئیں۔ بحمداللہ پیغام ٹی وی فرقہ واریت سے پاک اور قرآن وسنت کی تبلیغ دن رات کرنے والا دینی چینل ہے اس کا معیار تمام دینی چینلز سے اعلیٰ ہے۔ پیغام ٹی وی کی نشریات اردو کے ساتھ ساتھ پشتو میں بھی جاری ہوچکی ہیں۔

بیرون ممالک سفر:

ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب نے بہت سے ممالک کے سفر کیے ہیں۔ جن میں سعودی عرب کویت، بحرین، یمن، قطر، مصر اور برطانیہ قابل ذکر ہیں۔ آپ نے ان سفروں میں کئی بین الاقوامی کانفرنسز میں شرکت کی اور خطاب فرمائے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ

مولانا عطا اللہ حنیف بھوجیانی میاں صدر الدین حسن کے گھر 1909ء یا 1910ء میں پیدا ہوئے۔ میاں صدر الدین حسن نے امرتسر کے ایک گاؤں ''مالوول'' سے نقل مکانی کر کے ''بھوجیاں'' میں سکونت اختیار کی تھی۔ یہاں آ کر ان کا تعلق مولانا فیض محمد خان سے ہوا اور انہیں کی رفاقت میں میاں صدر الدین حضرت الامام عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ (وفات: 1913ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

تعلیم:

آپ نے ناظرہ قرآن مجید مولوی عبد الکریم بھوجیانی سے پڑھا جو کہ مولانا عبد الجبار غزنوی کے شاگرد اور مرید تھے۔ ابتدائی کتابیں بلوغ المرام، مشکوۃ المصابیح اور صرف ونحو کی چند کتب مولانا عبد الرحمٰن سے پڑھیں۔ ابتدائی عمر میں ہی آپ کے والد محترم میاں صدر الدین حسن وفات پا گئے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف اور آپ کی والدہ کا بظاہر کوئی ذریعہ نہ رہا۔ آپ کو تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا لہٰذا آپ نے بڑی کسمپرسی کے عالم میں اپنی تعلیم جاری رکھی۔ 1924ء کو دہلی پہنچ گئے۔ دہلی کو اس دور میں علم وعلماء کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ وہاں پر مسجد کلاں میں مدرسہ حمیدیہ قائم تھا جو کہ دہلی کے مشہور سیٹھ حافظ حمید اللہ رحمہ اللہ (متوفی 1950ء) نے جاری کیا تھا۔ حافظ حمید اللہ علم اور علماء کے بڑے قدر دان تھے۔ ان دنوں مدرسہ حمیدیہ میں مولانا عبد الجبار محدث کھنڈیلوی رحمہ اللہ (وفات: 1962ء) کا سلسلہ تدریس جاری تھا۔ مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب اس میں شامل ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر چودہ پندرہ برس تھی۔ صحاح ستہ اور تفسیر جلالین آپ نے محدث کھنڈیلوی سے پڑھیں۔

اس زمانے میں دہلی کے پھاٹک حبش خان میں مولانا ابو سعید شرف الدین ''مدرسہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سعیدیہ" میں تدریس فرما رہے تھے، آپ نے ان کے سامنے زانوتلمذ تہہ کیے اور ان سے شرح نخبۃ الفکر، مؤطا امام مالک اور دیگر کتب پڑھیں۔ آپ دہلی میں چار سال تک مقیم رہے۔ تفسیر، حدیث اور مروجہ علوم کی کتب پڑھیں۔ مدرسہ حمیدیہ میں ہر طالب علم کو تین روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ آپ کی کھانے پینے کی ضروریات اس سے بآسانی پوری ہو جاتیں اور جو پیسے بچ جاتے آپ اس سے کتب خرید لیتے۔ دہلی سے فراغت کے بعد اپنے گاؤں بھوجیاں آئے تو کتب کا اچھا خاصہ ذخیرہ ساتھ لائے۔ اس کے بعد لکھو کے ضلع فیروز پور میں مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ (وفات: 1952ء) کے مدرسہ چلے گئے اور ان سے صرف ونحو اور منطق وفلسفہ کی انتہائی کتب پڑھیں۔ مولانا عطاء اللہ لکھوی کو استاد پنجاب کی حیثیت حاصل تھی اور طویل عرصہ سے یہ چرچا تھا کہ جس شخص کو لکھو کے میں حصول علم کے مواقع حاصل نہیں اس کا علم مکمل نہیں سمجھا جاتا تھا۔

لکھو کے میں مولانا عطاء اللہ لکھوی سے حصول علم کے بعد آپ نے گوندلانوالہ کا رخت سفر باندھا جہاں حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی کا سلسلہ درس جاری تھا۔ مولانا عطاء اللہ حنیف نے حضرت حافظ صاحب سے خوب کسب فیض کیا اور ان کے فضل وعلم سے مستفید ہونے کے آپ کو بڑے مواقع حاصل ہوئے۔ حافظ صاحب بھی حدیث اور متعلقات حدیث کے موضوع پر آپ کے قلبی لگاؤ کی قدر کیا کرتے تھے۔

تدریس:

گوندلانوالہ سے فراغت کے بعد مولانا عطاء اللہ حنیف اپنے گاؤں بھوجیاں تشریف لے گئے ان دنوں وہاں مولانا فیض محمد خان مرحوم کے قائم کردہ "مدرسہ فیض الاسلام" میں ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن تدریس کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ ان کے کہنے پر مولانا عطاء اللہ حنیف کچھ عرصہ طلبہ کو وہاں پڑھاتے رہے۔ گوجرنوالہ میں جماعت کی طرف سے مدرسہ محمدیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا گیا تھا۔ اس کے ایک مدرس مولانا عطاء اللہ حنیف کو مقرر کیا گیا اور دوسرے مدرس مولانا عبداللہ بھوجیانی تھے۔ یہ مدرسہ تقریباً

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تین سال تک جاری رہ سکا تھا اور مدرسہ میں بہت محدود طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔

1933ء میں مولانا عطاء اللہ حنیف کی خدمات کوٹ کپور (ریاست فرید کوٹ) کی انجمن اصلاح المسلمین نے حاصل کر لی تھیں۔ خطابت کے علاوہ جو دوسرا کام آپ نے وہاں شروع کیا تھا۔ اس میں کچھ تو مقامی طلبہ ہوتے تھے۔ جو آپ سے قرآن مجید کا ترجمہ یا بعض دینی و تاریخی قسم کی کتب پڑھتے تھے اور کچھ وہ طلبہ تھے جو دیگر مقامات کے رہنے والے تھے اور حصول علم کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

1936ء کے آخری دنوں میں مولانا محمد علی لکھوی کوٹ کپور تشریف لائے اور انجمن اصلاح المسلمین کے سرکردہ ارکان سے کہا کہ مولانا عطاء اللہ حنیف لکھو کے کے طالب علم رہے ہیں اور ہم آپ کی علمی صلاحیتوں کے معترف ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ انہیں اجازت دے دیں کہ یہ میرے مرکز الاسلام تشریف لے آئیں اور وہاں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ میری خواہش ہے کہ میرے دونوں بیٹے محی الدین اور معین الدین آپ سے پڑھیں اور دوسرے طلبہ بھی علم حاصل کریں۔ انجمن کے اراکین نے بخوشی اجازت دے دی۔ اس طرح سے آپ یکم جنوری 1937ء کو کوٹ کپور سے مرکز الاسلام پہنچ گئے۔

1937ء کے آخر تک آپ مرکز الاسلام میں رہے، اکتوبر یا نومبر سے فیروز پور سے مولانا عبید اللہ احرار اور خان عبد العظیم خان مولانا محمد علی لکھوی کی خدمت میں آئے اور درخواست کی کہ مولانا عطا اللہ حنیف ہمیں فیروز پور کے لیے دے دیں وہاں مسجد گنبداں والی میں خطیب کی ضرورت ہے اور ہم مدرسہ بھی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا لکھوی صاحب نے اجازت دے دی اور آپ فیروز پور تشریف لے گئے جہاں آپ نے دارالحدیث نذیریہ قائم کیا جس کی تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ خطابت کی ذمہ داریاں بھی سنبھال لیں۔ آپ نے فیروز پور کے قیام کے دوران ایک کتاب ''امام شوکانی'' لکھی اور اس کے سرورق پر بطور مصنف حنیف بھوجیانی لکھا۔ مولانا عطاء اللہ حنیف اگست 1947ء تک فیروز پور رہے۔ اس دوران ایک سال 1946ء میں حضرت صوفی محمد عبد اللہ کی خواہش پر مدرسہ تعلیم الاسلام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوڈانوالہ تشریف لے گئے۔ قیام پاکستان کے وقت پہلے قصور ٹھہرے پھر گوجرانوالہ کے قریب گوندلانوالہ چلے گئے۔ فیروز پور میں مولانا عطاء اللہ حنیف کا اچھا خاصہ کتب خانہ تھا جو تقسیم ملک کے وقت ہنگامے کی نظر ہو گیا اور لوٹ لیا گیا۔

مولانا عطاء اللہ حنیف کا اصل کام درس و تدریس اور کتب کا مطالعہ تھا اور آپ نے یہاں گوندلانوالہ میں یہ سلسلہ شروع کر دیا۔

مولانا عطاء اللہ حنیف دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور کے بھی شیخ الحدیث رہے اور کئی سال تک آپ نے تقویۃ الاسلام میں تدریس کی۔

1955ء میں جب جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) کا قیام عمل میں آیا اور لاہور میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں اس کا آغاز ہوا تو اس میں جو اساتذہ مختلف علوم پڑھانے پر مامور ہوئے ان میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھی تھے۔

قائم مقام ناظم اعلیٰ:

30 مئی 1949ء کو پروفیسر عبدالقیوم صاحب نے نظامت اعلیٰ سے استعفیٰ دے دیا۔ آپ کے استعفیٰ کی وجہ سرکاری ملازمین کے نام حکومت پنجاب کا مراسلہ تھا کہ وہ کسی بھی سیاسی تنظیم کے عہدیدار نہیں بن سکتے۔ پروفیسر صاحب کے استعفیٰ کے بعد مولانا محمد اسماعیل سلفی کو متفقہ طور پر ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان منتخب کر لیا گیا۔ لیکن اس وقت مولانا محمد اسماعیل سلفی حکومت پنجاب کی پابندی کی وجہ سے گوجرانوالہ کی میونسپل حدود سے باہر نہیں جا سکتے تھے اور جماعت کے دفتر دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور بھی تشریف نہیں لا سکتے تھے۔ مولانا سید داؤد غزنوی کی تجویز پر تین ماہ کے لیے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کو مولانا محمد اسماعیل سلفی کا قائم مقام ناظم اعلیٰ بنایا گیا، تین ماہ کے بعد جب مولانا سلفی صاحب سے پابندی ختم ہوئی تو مولانا محمد اسماعیل سلفی حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے اس طرح سے مولانا عطاء اللہ حنیف نے چھ ماہ قائم مقام ناظم اعلیٰ کا فریضہ سرانجام دیا۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو اس میں مسلک اہل حدیث کے ہزاروں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی تعداد میں علماء وعوام گرفتار ہوئے۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی کو بھی گرفتار کرلیا گیا اور آپ کئی ماہ تک جیل میں رہے آپ کی غیر موجودگی میں مولانا عطاء اللہ حنیف کو قائم مقام ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔

ہفت روزہ ''الاعتصام''

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کو ہفت روزہ اخبار یا ماہنامہ رسالہ جاری کرنے کا شوق تھا۔ آپ نے قیام پاکستان کے بعد قیام گوجرانوالہ میں ڈی سی کو درخواست دی جو منظور کرلی گئی۔ ڈیکلریشن کا مرحلہ طے ہوگیا۔ اجراء کے لیے سرمائے کی ضرورت پیش آئی۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی نے مشاورت کے بعد انجمن اہل حدیث گوجرانوالہ کی طرف سے جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس کے ایڈیٹر مولانا محمد حنیف ندوی کو مقرر کیا گیا اور 19 اگست 1949ء کو الاعتصام جاری ہوگیا۔ اڑھائی تین سال بعد الاعتصام گوجرانوالہ سے لاہور منتقل کردیا گیا۔ الاعتصام مولانا عطاء اللہ حنیف کا ذاتی اخبار تھا۔ بعد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تحویل میں دے دیا گیا اور کئی سال تک یہ اخبار مرکزی جمعیت اہل حدیث کی نمائندگی کرتا رہا لیکن بعد میں ایسے حالات پیدا ہوگئے اور مولانا عطاء اللہ حنیف نے الاعتصام کو دوبارہ اپنی تحویل میں لے لیا۔ تقریباً 68 سال گزر چکے ہیں اور بحمد اللہ الاعتصام آج بھی جاری ہے اور کتاب وسنت کی ترقی اور مسلک اہل حدیث کی اشاعت میں کوشاں اور اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ الاعتصام کے مختلف ادوار میں کئی علماء کرام اس کے مدیر رہ چکے ہیں۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد اسحاق بھٹی، مولانا محی الدین سلفی، شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا عطاء اللہ حنیف، حافظ صلاح الدین یوسف، مولانا علیم ناصری، قاری نعیم الحق نعیم، حافظ عبد الوحید، حافظ احمد شاکر۔ آج کل اخبار الاعتصام کے سرپرست مولانا ابوبکر الصدیق السلفی، مدیر مسئول حافظ احمد شاکر، مینیجر محمد سلیم چنیوٹی ہیں جبکہ مجلس ادارت میں شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی ﷾، محدث وقت مولانا ارشاد الحق اثری صاحب ﷾ ملک عصمت اللہ قلعوی حافظ حماد شاکر اور حماد الحق نعیم ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الدار الدعوۃ السّلفیہ:

مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کو لکھنے پڑھنے کا بچپن سے ہی شوق تھا۔ آپ نے ابتداء سے ہی کتب خریدنا اور پڑھنا اپنا مشغلہ بنا لیا تھا۔ قیام دہلی کے دوران جامعہ کی طرف سے کھانے کے لیے تین روپے وظیفہ ملتا تھا۔ اس میں سے ایک یا سوا روپے میں گزارہ کرتے اور بقیہ رقم کی کتب خرید لیتے۔ وہاں سے فراغت کے بعد بھوجیاں پہنچے تو کتابوں کی بھری ہوئی بوریاں ساتھ لائے۔ تقسیم ہند کے وقت جب فیروز پور سے ہجرت کی تو ہزاروں کتب پر مشتمل کتب خانہ وہیں چھوڑ آئے۔ قیام پاکستان کے بعد از سر نو کتب خریدنا اور جمع کرنا شروع کیں جو کہ ایک عظیم الشان لائبریری بن گئی۔ آپ نے ''دارالدعوۃ السّلفیہ'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کی طرف سے کئی اہم کتب شائع کی گئیں۔ اس ادارے میں مصباح القرآن کے نام سے شعبہ حفظ و قرأت کا مدرسہ بھی جاری کیا اور اپنا ذاتی کتب خانہ اس کے لیے وقف کر دیا۔ ''دارالدعوۃ السّلفیہ'' کا صدر مولانا فضل الرحمٰن الازہری اور جنرل سیکریٹری اپنے بیٹے حافظ احمد شاکر کو بنایا۔ دارالدعوۃ السّلفیہ کی اپنی خوبصورت و عالی شان چار منزلہ عمارت تعمیر کی جس میں یہ کتب خانہ، مسجد، مدرسہ اور الاعتصام کا دفتر بھی ہے۔

تصنیف و تالیف:

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کی تصانیف عربی اور اردو میں ہیں۔

1953ء میں مولانا سید داؤد غزنوی نے آپ کی ذمہ داری سنن ابی داؤد کا حاشیہ لکھنے کی لگائی اور فرمایا کہ اس کام کے لیے جس کو چاہیں اپنا معاون مقرر فرما لیں، چنانچہ آپ نے مولانا ابوبکر صدیق کو اپنا معاون بنایا۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ سال ہی چل سکا۔

1: التعليقات السلفية .

2: حواشی تخریج و تنقیح و تعلیق تفسیر احسن البیان (اس کام میں آپ کے شاگرد رشید حافظ عبدالرحمٰن گوہڑوی نے خصوصی معاونت فرمائی)۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

3: حواشی الفوز الکبیر .

4: حواشی اصول تفسیر ابن تیمیه .

5: حواشی ، تنقیح ، تخریج و تعلیق تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ (عربی) (جلد ثالث)

6: فیض الودود تعلیق علی سنن ابی داؤد .

7: احادیث رفع الیدین کا کوئی ناسخ نہیں۔

8: رہنماء حجاج .

9: قربانی کی شرعی حیثیت اور چند غلط فہمیوں کا ازالہ۔

10: پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں۔

11: اسلام اور قبروں کا عرس۔

12: تعلیق الاتباع (عربی)

13: ترجمۃ الایقان فی سبب الاختلاف .

14: روح الانام عن محدثات عاشر محرم الحرام

15: کربلا کی کہانی حضرت ابوجعفر باقر کی زبانی۔

16: امام شوکانی۔

17: حواشی امام احمد بن حنبل .

18: حواشی امام ابو حنیفه .

19: حواشی امام ابن تیمیه .

20: اتحاف النبیهه فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه (عربی) .

ملکی کمیٹیوں میں شرکت:

مولانا عطاء اللہ حنیف سرکاری قسم کی میٹنگوں اور مجلسوں سے گھبراتے تھے۔ بعض ایسی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکاری کمیٹیوں کی رکنیت جس میں شرعی معاملات زیر بحث آتے ہوں سوائے ایسی مجالس کے وہ قبول تو کر لیتے لیکن دل میں کچھ تکدر سا بہر حال رہتا تھا۔

جنرل (ر) ضیاء الحق نے مجلس شوریٰ قائم کی جس کے تمام ارکان ان کے اپنے نامزد کردہ تھے۔ان ارکان میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھی شامل تھے۔

اسی طرح آپ رؤیت ہلال کمیٹی اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی رہے۔

وفات:

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی پر 1983ء میں فالج کا حملہ ہوا جس سے آپ صاحب فراش ہو گئے۔ تا آنکہ پیغام اجل آپہنچا اور یہ عالم نبیل 2 اور 3 اکتوبر 1987ء کی درمیانی رات اس دارفانی کو چھوڑ کر لاہور میں دارالبقاء کی طرف چل پڑا۔ حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز محمدی رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو میانی صاحب کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑوی رحمہ اللہ

مولانا محمد اسحاق رحمانی بن حاجی اللہ بخش موضع گوہڑ تحصیل پتوکی ضلع قصور میں پیدا ہوئے اور آپ کا تعلق آرائیں برادری سے تھا۔

تعلیم:

مولانا محمد اسحاق رحمانی نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی۔ اس کے بعد لکھو کے چلے گئے۔ وہاں نحو وصرف اور حدیث کی کچھ کتب پڑھیں۔ 1926ء میں دہلی کا سفر اختیار کیا اور دارالحدیث رحمانیہ میں داخلہ لے لیا۔ آپ نہایت ذہین اور محنتی تھے مدرسہ کے ہر امتحان میں ٹاپ پوزیشن لے کر کامیاب ہوئے۔ حضرت مولانا احمد اللہ پرتاپ گڑھی رحمہ اللہ (وفات: 1943ء) سے کتب حدیث کی تکمیل کی اور مدرسہ رحمانیہ سے سند فراغت حاصل کی اسی بناء پر رحمانی کہلاتے تھے۔

خطابت:

تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ نے کلکتہ کا رخ کیا اور کچھ عرصہ وہاں رہ کر دعوت وتبلیغ میں مشغول رہے۔ آپ بہت اچھے اور منجھے ہوئے مقرر تھے۔ تبلیغ کا شوق تھا اور آپ لوگوں سے ملنے ملانے کے سلیقے سے بھی آشنا تھے۔ کچھ عرصہ وہاں رہ کر واپس وطن آگئے اور ضلع گوجرنوالہ کے ایک گاؤں وڈالا سندھواں کی مسجد میں خطابت وامامت کا سلسلہ شروع کیا اور لوگ آپ سے بہت متاثر ہوئے۔ آپ کئی سال قصور کی جامع مسجد اہل حدیث (جامع فریدیہ) کے منصب خطابت پر فائز رہے۔ قصور میں قیام آپ کو بہت پسند تھا۔ کیونکہ آپ کا گاؤں بھی قریب تھا اور جمعیت اہل حدیث کے معاملات میں لاہور آنا جانا بھی آپ کے لیے آسان تھا۔ لیکن سرگودھا کی جماعت کے احباب نے سرگودھا جانے اور وہاں خطابت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور تدریس کی خدمت سرانجام دینے کے لیے اصرار کیا چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے لیکن وہاں کی آب وہوا آپ کو راس نہ آئی، لہٰذا کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے واپس آ گئے۔

کچھ عرصہ آپ کی خطابت اور تدریس کا سلسلہ جامع مسجد چینیا نوالی لاہور میں بھی جاری رہا۔

سرگودھا کی جماعت اور وہاں کے لوگ آپ کی خودداری، طرز تکلم درس و تدریس اور خطابت سے بہت متاثر تھے اور اصرار کر کے آپ کو دوبارہ سرگودھا لے گئے وہاں آپ نے خطابت کے ساتھ طلبہ کے لیے باقاعدہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر لیا۔ آپ روزانہ درس و تدریس کے علاوہ بعد نماز ظہر درس حدیث بھی دیا کرتے تھے۔

تحریک آزادی پاکستان میں حصہ:

جب حصول پاکستان کی تحریک چل رہی تھی مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑوی نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلہ میں اپنے علاقے تحصیل چونیاں ضلع قصور میں بہت کام کیا۔ 1945ء کے انتخابات میں بہت بھاگ دوڑ کی۔ آپ کا خیال تھا کہ پاکستان کے قیام کے بعد ملک میں ہر طرف اسلام ہی نظر آئے گا اور غیر اسلامی طریقے ختم ہو جائیں گے۔

اے بسا آرزو کہ خاک شد

مرکزی جمعیت اہل حدیث سے تعلق اور منصب:

مولانا محمد اسحاق گوہڑوی مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے تاسیسی اجلاس میں تو شامل نہ تھے۔ لیکن جب آپ کا تعلق جماعت سے پیدا ہوا تو اپنے آپ کو جماعت کے لیے وقف کر دیا۔ بطل حریت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور دیگر اکابرین کا بے حد احترام کرتے تھے۔ آپ تقریباً بیس سال مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ سوائے ایک اجلاس کے سب میں حاضر ہوتے رہے۔

19 جنوری 1964ء کو مولانا سید داؤد غزنوی کی وفات کے بعد مولانا محمد اسماعیل سلفی کو امیر اور پروفیسر سید ابوبکر غزنوی کو ناظم منتخب کیا گیا۔ لیکن پروفیسر سید ابوبکر داؤد غزنوی کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دور نظامت محدود رہا۔

سید ابوبکر غزنوی کے بعد مولانا محمد اسحاق رحمانی کو عبوری طور پر ناظم اعلیٰ بنایا گیا تھا اور آپ تھوڑا عرصہ ناظم اعلیٰ رہے۔ تاہم آپ کا نام بھی ناظمین کی فہرست میں شامل ہے۔

وفات:

مولانا محمد اسحاق رحمانی گوہڑوی سرگودھا کے قیام کے دوران روزانہ اپنے درس و تدریس کے علاوہ نماز ظہر کے بعد درس حدیث دیتے تھے۔ آپ ایک عرصہ سے دل کے مریض تھے، اس کے باوجود جماعتی معاملات اور تبلیغ کے سلسلہ میں آنے جانے کا سلسلہ بھی جاری رہتا اور معالج کے مشورے کے مطابق علاج معالجہ بھی چلتا رہتا تھا۔ 4 ستمبر 1967ء حدیث کی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ مسجد کی گیلری سے طلبہ کے شور کی آواز سنی انہیں خاموش کرانے کے لیے گیلری میں گئے اور وہیں حرکت قلب بند ہوگئی اور لمحہ بھر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی موت کی خبر فوراً شہر میں پھیل گئی۔ شام کو سات بجے نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس کے بعد بذریعہ ٹرک میت آپ کے گاؤں موضع گوہڑ لائی گئی۔ وہاں پر صبح آٹھ بجے دوبارہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور بے شمار لوگوں نے شرکت کی پھر آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ نے 55 یا 56 سال عمر پائی۔ آپ کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام چوہدری محمد اقبال تھا وہ بھی اللہ کو پیارا ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی مسلک اہل حدیث کے ایسے خطیب تھے کہ جس سے شاید ہی کوئی اہل حدیث واقف نہ ہو آپ نے زندگی بھر توحید و سنت کی تبلیغ کی اور اس راہ میں آنے والی پریشانیوں، دکھ، مصائب و آلام کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ خود کو زخمی کروالیا بیٹے کو شہید کردیا گیا لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی بلکہ آپ پہلے سے زیادہ مستعد ہوکر میدان دعوت و تبلیغ میں نکلے اور ملک بھر میں قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنواز بلند کرتے رہے حتی کہ جام شہادت نوش کرلیا۔ آپ خوش الحان اور شعلہ نوا مقرر تھے جب آپ ترنم سے قرآن پڑھتے تو لوگ سن کر جھوم جاتے تھے۔ آپ جب مخالفین کو للکارتے تو جلسہ گاہ میدان کارزار دکھائی دیتا۔

ایک دور ایسا بھی آیا کہ شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر اور شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی ہردو مقررین کی شمولیت جلسہ اور کانفرنس کی کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی تھی۔ مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ حضرت علامہ شہید سے پہلے مائیک پر تشریف لاتے اور اپنے مخصوص انداز میں خطاب فرماتے اور مجمع کو گرما دیتے آپ کے بعد حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید تشریف لاتے اور مجمع کو آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیتے۔ مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی بھرپور جوش و جذبہ سے کئی گھنٹے تقریر کرتے نہ خود تھکتے اور نہ ہی سامعین اکتاہٹ محسوس کرتے بلکہ سامعین تازہ دم نظر آتے تھے۔ آپ کا معمول تقریباً روز تقریر کرنا تھا۔ آپ خطابت میں سید عبدالغنی شاہ صاحب رحمہ اللہ سے متاثر تھے۔ ابتداء میں انہی کے طرز قرآن اور انداز خطابت کا انداز اپنایا اور تادم واپسی انہی کی مسند یعنی ''جامع مسجد اہل حدیث کامونکی'' میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پیدائش:

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، مولانا عبدالحلیم بن حافظ محمد عبداللہ کمبوہ کے گھر اپریل 1947ء بمطابق جمادی الاوّل 1367ھ بمقام پل شاہ دولہ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے اس وقت آپ کے والد مولانا عبدالحلیم صاحب یہاں بطور خطیب خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

تعلیم:

آپ نے عصری تعلیم مڈل تک گورنمنٹ مڈل اسکول سخانہ باجوہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد دینی تعلیم کے حصول کے لیے مدرسہ ضیاء القرآن منڈی چشتیاں، جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور مدرسہ نصرۃ الحق حنفیہ نسبت روڈ لاہور میں زیر تعلیم رہے۔ اس کے بعد دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل لاہور میں داخلہ لیا اور یہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے لاہور کے قیام دوران ہی آپ کے والد گرامی انتقال کر گئے۔

اساتذہ کرام:

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ نے وقت کے جن قابل ذکر اساتذہ کرام سے تحصیل علم کیا ان میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق چیمہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ، حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، حضرت مولانا بہاؤ الدین، حضرت مولانا حافظ محمد بنیامین، حافظ عبدالرشید گوہڑوی، حافظ ممتاز احمد وغیرھم۔ رحمھم اللہ علیھم اجمعین۔

خطابت:

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی صاحب نے تحصیل علم اور سند فراغت حاصل کرنے کے بعد خطابت کا آغاز حمید پور کلاں ضلع گوجرانوالہ سے کیا اور چار سال تک آپ وہاں خطیب رہے۔

1972ء میں جب مولانا سید عبدالغنی شاہ صاحب خطیب کامونکی انتقال کر گئے تو آپ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی خالی جگہ پر تشریف لائے اور 23 مارچ 1987ء تک یہاں ہی خطیب رہے۔

سیاست میں حصہ:

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی صاحب نے سیاست میں بھی حصہ لیا آپ حلقہ کامونکی میں قومی اتحاد اور پی ڈی پی کے صدر رہے اور بھٹو آمریت کے خلاف تحریک میں آپ جھنگ جیل میں ایک ماہ تک اسیر رہے۔ چوہدری فقیر اللہ رکن مجلس شوریٰ، چوہدری حامد ناصر چٹھہ اور حاجی منیر احمد آف گوجرانوالہ جیل میں آپ کے رفیق تھے۔

قاتلانہ حملہ:

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی صاحب تقاریر میں شعلہ بیان، شعلہ نوا اور شعلہ جوالہ نظر آتے اور قرآن و حدیث بیان کرتے ہوئے شرک و بدعات کا رد بڑی جرأت سے کرتے جو کہ شرکیہ عقائد رکھنے والوں پر بمباری سے کم نہ ہوتے۔ آپ شیر کی طرح سے گرجتے اور بادل کی طرح برستے تھے۔ مخالفین نے اس قندیل ربانی کو بجھانے کے لیے منصوبہ بنایا۔ آپ 14 اگست 1984ء کو لاہور میں جلسہ میں شرکت کی غرض سے کامونکی بس اسٹاپ پر آئے تو کرائے کے قاتلوں نے آپ پر اس وقت حملہ کر دیا۔ ان بزدل حملہ آوروں نے آپ کو پے در پے خنجروں کے دس زخم لگائے اور فرار ہو گئے۔ آپ کو فوری طور پر کامونکی ہسپتال پہنچایا گیا۔ مگر زخم بہت کاری تھے لہٰذا ابتدائی طبی امداد کے فوراً بعد آپ کو میو ہسپتال لاہور لایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے سرتوڑ کوشش کر کے زخموں سے بہنے والا خون بند کیا اور پیٹ کا آپریشن کر کے اندر گئے ہوئے خون کی صفائی کی۔ ملک بھر کے اہل حدیثوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اور اس کے ردعمل میں احتجاجی مظاہرے اور جلسے ہوئے۔ آپ 22 دن تک ہسپتال میں زیر علاج رہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نئی زندگی سے نوازا اور دن بدن روبصحت ہوتے چلے گئے اور پھر آپ پہلے سے زیادہ بھرپور انداز اور پوری قوت سے خدمت دین میں مصروف ہو گئے۔

جماعتی ذمہ داری:

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی صاحب جماعت کے ساتھ چلے اور وفا کی۔ آپ پہلے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم تبلیغ رہے اور بعد میں نائب ناظم اعلیٰ نامزد ہوئے اور حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر کی عدم موجودگی میں قائمقام ناظم اعلیٰ بھی ہوا کرتے تھے۔

شادی واولاد:

مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی صاحب کی شادی حقیقی چچا کی دختر سے ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹیاں اور بیٹا عطاء فرمایا۔ 1982ء میں پیدا ہونے والے اس بیٹے کا نام انعام الرحمٰن تھا اور آپ پر خنجروں سے قاتلانہ حملہ ہوئے ابھی چھ ماہ گزرے تھے کہ فروری 1985ء میں دشمنوں نے ایک مکروہ اور بھیانک سازش کے تحت زہریلا ٹیکہ لگا کر آپ سے اکلوتا بیٹا چھین لیا۔ آپ کی شہادت کے تھوڑا عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھر ایک بیٹا عطاء کیا اس کا نام بھی انعام الرحمٰن رکھا گیا۔ باپ کی شہادت کے بعد ماں کو بیٹا اور بہنوں کو بھائی مل جانا بھی ایک ڈھارس ہے۔

شہادت:

23 مارچ 1987ء کی رات اہل توحید کا قلعہ چھمن سنگھ لاہور میں اجتماع تھا ہجوم عاشقان قابل دید تھا۔ شہید اسلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی نے سیرت النبی ﷺ پر خطاب کر کے سماں باندھ دیا تھا آپ کے خطاب کے دروان شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر تشریف لائے اور آپ کے بعد انہوں نے خطاب فرمایا علامہ صاحب کے خطاب کے دوران ہی درندہ صفت اور شقی القلب بھیڑیے نے بم چلا دیا جس سے ایک قیامت برپا ہوگئی اور متاع دین و دنیا لٹ گئی اللہ والوں کی۔

حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا عبدالخالق قدروسی، مولانا محمد خان نجیب سمیت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی بھی شدید زخمی ہوگئے اور اگلے روز مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی نے اپنی جان آفریں کے سپرد کردی۔ 25 مارچ کو کامونکی میں آپ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب نے پڑھائی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

4

صوبائی امراء و ناظمین

صوبہ پنجاب

- پروفیسر حافظ عبدالستار حامد حفظہ اللہ
- مولانا میاں محمود عباس رحمہ اللہ

صوبہ بلوچستان

- فضیلۃ الشیخ ابوتراب علی محمد حفظہ اللہ
- مولانا عبدالغنی ضامرانی حفظہ اللہ

صوبہ سندھ

- استاذ العلماء مولانا مفتی محمد یوسف قصوری حفظہ اللہ
- فضیلۃ الشیخ مولانا محمد ابراہیم طارق حفظہ اللہ

صوبہ کے پی کے

- مولانا فضل الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ
- محترم حاجی گل زمان حفظہ اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر حافظ عبد الستار حامد حفظہ اللہ

پروفیسر حافظ عبد الستار حامد، حاجی نیک محمد کے گھر قصبہ منڈی ڈھاباں سنگھ میں 18 فروری 1960ء کو پیدا ہوئے۔

تعلیم:

حافظ عبد الستار حامد نے ابتدائی تعلیم مقامی پرائمری اسکول اور مولانا حکیم محمد حنیف امرتسری اور اپنے چچا محترم حافظ محمد یعقوب سے حاصل کی۔ حفظ قرآن میں آپ کے اساتذہ میں سے قاری احمد دین (مدرسہ تجوید القرآن رنگ محل لاہور) اور قاری محمد صابر چنیوٹی (جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد) تھے۔ علوم اسلامیہ کے حصول کے لیے آپ نے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور وہاں مولانا ابو البرکات احمد (وفات: 1991ء)، قاری محمد یحیٰی بھوجیانی (وفات: 1997ء)، مولانا محمد اعظم (وفات: 2011) اور مولانا حافظ محمد الیاس اثری کے حلقہ شاگردی میں شامل ہو کر 1981ء میں جامعہ اسلامیہ کے نصاب کی تکمیل کی اور 1981ء میں ہی وفاق المدارس کا امتحان دیا اور پہلی پوزیشن حاصل کی۔ درس نظامی کی تعلیم کے دوران ہی میٹرک اور فاضل عربی کے امتحانات پاس کیے۔ بعد ازاں پرائیویٹ طور پر ایف اے، بی اے اور ایم اے کے امتحانات فرسٹ ڈویژن میں پاس کیے۔

خطابت:

پروفیسر حافظ عبد الستار صاحب ایک منجھے ہوئے خطیب ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے جامع مسجد توحید (اہل حدیث) وزیر آباد میں خطابت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے خطبات جمعہ کا منفرد اسلوب یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کی کسی ایک صورت پر مسلسل خطبہ جمعہ دیتے ہیں اور اس کا آغاز آپ نے 1993ء میں سورہ یٰسین سے کیا تھا۔ آپ کا یہ انداز دوسرے اہل علم سے الگ ہے اور اپنے اندر خاص انفرادیت لیے ہوئے ہے کہ خطبات جمعہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں قرآن مجید کی تفسیر بیان ہوتی ہے۔ بعد ازاں آپ نے ان قیمتی خطبات کو تحریری شکل میں جمع کر کے شائع کیا ہے۔

تصانیف:

اللہ تعالیٰ نے حافظ عبدالستار حامد صاحب کو جس طرح سے عمدہ خطابت سے نوازا ہے۔ اسی طرح سے عمدہ تصنیفی و تالیفی ذوق بھی عطا کیا ہے۔ آپ کے قلم سے قرآن مجید کی مختلف سورتوں پر مشتمل خطبات کے علاوہ دیگر موضوعات پر کتب تحریر فرمائی ہیں: انوار رمضان، فضائل و مسائل قربانی، چند اہم اسلامی وظائف، خطبات سورۃ فاتحہ، خطبات آیۃ الکرسی، خطبات سورہ یوسف، خطبات سورہ کہف، خطبات سورہ مریم، خطبات سورۃ نور، خطبات سیرت مصطفیٰ ﷺ، خطبات سورۂ کوثر، توحید و شرک، انوار الصلوٰۃ۔

لیکچرار شپ:

حافظ عبدالستار حامد صاحب مولانا ظفر علی خان ڈگری کالج وزیر آباد میں اسلامیات کے لیکچرار بھی ہیں۔

تنظیمی ذمہ داریاں:

حافظ عبدالستار حامد صاحب کا شمار مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی صف اول کی قیادت میں ہوتا ہے۔ آپ پانچ سال تک ضلع گوجرانوالہ کے امیر اور 2011ء سے تا حال مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان صوبہ پنجاب کے امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے ممدوح جناب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کی زندگی میں برکت دے اور دین حنیف کی خدمت کا مزید کام ان سے لے۔ آمین۔

بیرون ملک سفر:

حافظ عبدالستار حامد صاحب کئی دفعہ سعودی عرب کا سفر کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بحرین، ایران اور دبئی کا بھی سفر کیا ہے۔

شادی و اولاد:

حافظ عبدالستار حامد نے ایک شادی کی ہے۔ اللہ نے دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطاء کی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا میاں محمود عباس رحمہ اللہ

میاں محمود عباس میاں قطب الدین جھجہ کے گھر 1964ء کو جھجہ کلاں تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم گورنمنٹ مڈل اسکول جھجہ کلاں سے حاصل کی، ناظرہ قرآن مجید اپنے گاؤں کی مسجد میں حافظ محمد یوسف مرحوم اور مولانا عبدالمجید مرحوم سے پڑھا۔
اس کے بعد آپ کے والد گرامی درس نظامی کی تعلیم کے حصول کے لیے مولانا مفتی محمد یوسف قصوری صاحب ﷾ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے ساتھ جامعہ دارالحدیث راجووال میں چھوڑ آئے۔ایک سال زیر تعلیم رہنے کے بعد جھجہ خاندان کے نامور بزرگ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق سلفی صاحب ﷾ آپ کو جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ لے گئے۔ وہاں چار سال زیر تعلیم رہنے کے بعد آپ نے فاضل عربی اور درس بخاری کے لیے جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں داخلہ لے لیا۔ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ ہی سے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا اور بخاری شریف شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبداللہ امجد چھتوی سے پڑھی۔
جامعہ محمدیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کراچی میں عربی لینگویج کا کورس کرنے کے لیے فضیلۃ الشیخ عبداللہ سالم الدوسری پروفیسر جامعہ ملک ریاض سعودی عرب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے استفادہ کیا۔ جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کراچی میں ہی محقق عالم دین شیخ الحدیث مولانا کرم الدین السلفی سے دوبارہ بخاری شریف پڑھی۔

خطابت:

مولانا میاں محمد عباس دوران تعلیم ہی جامع مسجد بیت السلام لیاقت آباد کراچی میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد دو سال تک کراچی میں بطور خطیب رہے۔ اس کے بعد بطور مدرس جامعہ تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں ابتدائی کتب پڑھاتے رہے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ جامع مسجد توحید المعروف لال مسجد قلعہ کچھمن سنگھ لاہور میں بطور خطیب خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں جامع مسجد مبارک اہل حدیث پتوکی میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا۔ آپ سے قبل مفکر اسلام مولانا محمد ابراہیم کمیر پوری رحمہ اللہ یہاں پر خطیب تھے۔ آپ نے ان کی زندگی میں ہی خطبہ جمعہ کا آغاز کیا تھا۔

اساتذہ کرام:

مولانا میاں محمود عباس صاحب نے وقت کے جن اساطین علم سے حظ اٹھایا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ محدث زمان حافظ محمد محدث گوندلوی، مفکر اسلام مولانا معین الدین لکھوی شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی، شیخ الحدیث مولانا عبدالمنان نور پوری، شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیم برادر مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی، مولانا عبدالرشید، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد لکھوی بن ولی کامل مولانا محی الدین لکھوی رحمہم اللہ علیہم اجمعین اور مولانا عبدالحمید ہزاروی و مولانا محمد رفیق سلفی حفظہ اللہ۔

تنظیمی وابستگی و ذمہ داری:

میاں محمود عباس صاحب تنظیمی ذہن رکھنے کی وجہ سے شروع سے ہی اہل حدیث کی کسی نہ کسی تنظیم سے وابستہ رہے۔ آپ نے اپنی تنظیمی زندگی کا آغاز جمعیت طلبہ اہل حدیث سے کیا اس کے بعد آپ جمعیت شبان اہل حدیث کے مرکزی صدر بھی رہے جب مسلک اہل حدیث کی دو بڑی جماعتوں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان و جمعیت اہل حدیث پاکستان کا اتحاد ہوا اور نوجوانوں کی تنظیم اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کو بنایا گیا تو آپ کو اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کا ڈپٹی سیکریٹری جنرل بنایا گیا اور آپ یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔ 2011ء میں آپ کو مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا اور آپ تاحیات یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جامعہ مدنیہ کا قیام:

میاں محمود عباس نے 1996ء میں جی ٹی روڈ پتوکی میں برلب سڑک 4 کنال اراضی خرید کر جامعہ مدنیہ کی بنیاد رکھی اور جس کا انتظام وانصرام آپ کے ذمہ تھا۔ بحمداللہ اس جامعہ سے 250 حفاظ کرام اور تقریباً 65 علماء کرام سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ یہاں سے فراغت حاصل کرنے والوں میں جماعت کے مشہور خطیب قاری حافظ محمد اقبال قصوری جو کہ حال ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دین حنیف کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ الٰہی میں قبول فرمائے۔

تبلیغی سفر:

میاں محمود عباس صاحب نے جماعت کی ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ اندرون و بیرون ملک تبلیغی سفر بھی کیے ہیں۔ آپ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے سعودی عرب، بحرین، کویت، قطر، متحدہ عرب امارات وغیرہ بھی کئی بار تشریف لے گئے۔

شادی واولاد:

میاں محمود عباس صاحب نے ایک شادی کی جس سے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطاء کی ہیں۔

وفات:

میاں محمود عباس صاحب 26 اکتوبر 2018ء کو احرام پہنے عمرے کی نیت سے مکہ مکرمہ پہنچے اور ستانے کی غرض سے لیٹ گئے۔ آپ کے ساتھ مولانا محمد ابراہیم طارق صاحب ناظم اعلیٰ صوبہ سندھ، عبدالحسیب حسن اور ذوالفقار علی جوئیہ وغیرہ بھی تھے۔ جب خطبہ جمعہ کے لیے اذان ہوئی تو آپ کو اٹھانے کی کوشش کی تو دیکھا کہ آپ اپنے رب کے حضور پہنچ چکے ہیں۔ انا للہ انا الیہ راجعون۔ اگلے دن بعد نماز عشاء حرم مکی میں آپ کی نماز جنازہ امام کعبہ جناب فیصل الغزاوی ﷾ نے پڑھائی اور آپ کو بلد الامین مکہ مکرمہ میں دفن کر دیا گیا۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ علی محمد ابو تراب حفظہ اللہ

الشیخ علی محمد ابو تراب، الحاج نور محمد سلفی کے گھر 10 ستمبر 1964ء کو شالدرہ کوئٹہ بلوچستان میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

شیخ ابو تراب علی محمد نے تعلیم کی ابتداء اپنے ہی مدرسہ سلفیہ (موجودہ جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق ائیر پورٹ روڈ کوئٹہ) سے اپنے والد گرامی حاجی نور محمد اور اپنے سسر شیخ القرآن علامہ حبیب اللہ سلفی سے کی۔ ان کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا سید محسن آغا اور مولانا عبدالحق سے بھی تعلیم حاصل کی۔

مزید علمی رسوخ حاصل کرنے کے لیے آپ نے صوبہ خیبر پختون خواہ (سرحد) کا رخ کیا اور وہاں پر شیخ القرآن مولانا فرید اللہ صافی، شیخ القرآن علامہ عبد السلام رستمی، الشیخ عبد العزیز نورستانی حفظہ اللہ سے کسب فیض کیا۔ اس کے بعد عازم لاہور ہوئے اور وہاں پر جامعہ فیصل الاسلامیہ میں مولانا محمود احمد غفنفر (وفات: 2012ء) سے ایک عرصہ تک اکتساب علم کرتے رہے۔ شیخ علی محمد ابو تراب جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق کوئٹہ اور جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں مملکت سعودیہ عربیہ کی جانب سے منعقدہ "دورات اللغة العربية والثقافة الاسلامية" میں حصہ لیتے رہے۔

1989ء میں شیخ علی محمد ابو تراب صاحب نے پہلی بار حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کی اور اس کے ایک سال بعد اقامہ حاصل کر کے وہاں پر موجود علماء کرام سے علم حاصل کیا۔ ان میں سے چند مشائخ عظام کے اسماء گرامی ذکر کیے جاتے ہیں۔

مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ علامہ عبداللہ بن عبدالعزیز بن باز، الشیخ صالح بن عثیمین،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ عبداللہ بن جبرین، الشیخ عبدالمحسن البدر، الدکتور مانع الجہنی، شیخ حماد الانصاری وغیرھم۔

آپ کی اس صدی کے عظیم محدث الشیخ ناصر الدین البانی سے ملاقات اور حصول علم کی خواہش اس وقت پوری ہوئی جب آپ اردن میں ان سے ملنے گئے اور کئی روز تک ان کی صحبت میں گزارے۔

2005ء میں آپ نے وفاق المدارس کی بنیاد پر بلوچستان یونیورسٹی سے ایم اے مساوی (ایکویلنس) کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا اور اس کے بعد کراچی یونیورسٹی سے اصول الدین میں ایم فل کیا اور اب کراچی یونیورسٹی سے آپ کی پی ایچ ڈی تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

تنظیمی وابستگی:

شیخ علی محمد ابوتراب صاحب کے والدگرامی ایک اجتماعی سوچ کے حامل انسان تھے اور آپ کی تربیت بھی اس فکر پر فرمائی۔ آپ دور طالب علمی سے ہی جماعت کے ساتھ منسلک تھے۔ 1988ء میں آپ صوبہ بلوچستان کے ناظم نشر و اشاعت مقرر ہوئے اور وقتاً فوقتاً مختلف ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔ 1992ء میں آپ صوبہ بلوچستان کے امیر منتخب ہوئے اور تاحال نہایت احسن انداز میں اس ذمہ داری کو نبھا رہے ہیں۔ 2004ء میں صوبائی امارت کے ساتھ آپ کو مرکزی نائب امیر مقرر کیا گیا۔ 2016ء میں علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ کی وفات کے بعد امیر محترم علامہ پروفیسر سینیٹر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ نے آپ کو مرکزی سینئر نائب امیر مقرر کیا۔

بیرون ممالک دورہ جات:

شیخ علی محمد ابوتراب صاحب دنیا کے مختلف ممالک کے دورے کر چکے ہیں۔ ان میں سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، برطانیہ، جرمنی، مصر، کویت، ترکی، بحرین، قطر، عمان، انڈونیشیاء، ایران، ملائشیا، اردن اور سری لنکا شامل ہیں۔

رفاہی خدمات:

صوبہ بلوچستان وطن عزیز کا ایک پسماندہ صوبہ ہے جہاں پر 40 سال قبل مسلک اہل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی دو مساجد ہوا کرتی تھیں۔ مگر اب ہمارے شیخ علی محمد ابوتراب صاحب ﷾ اور آپ کی رفقاء کی کوششوں سے 380 مساجد و مراکز قائم ہو چکے ہیں، جن کی بدولت ہزاروں لوگوں نے توحید و سنت، مسلک اہل حدیث کی دعوت قبول کی ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ اور اب احباب کی تعلیم و تربیت کے لیے شیخ محترم نے مسلسل دعوتی دورہ جات کا اہتمام کیا ہوا ہے۔

شیخ ابوتراب علی محمد صاحب ایک دینی و سیاسی سوچ کے ساتھ ساتھ فلاحی سوچ رکھنے والی شخصیت ہیں اور آپ فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ آپ نے مخیّر حضرات کے تعاون سے ہزاروں گھرانوں کے لیے سینکڑوں ٹیوب ویلز، کنویں اور ہینڈ پمپ لگوائے ہیں۔ زلزلہ ہو یا سیلاب ہر ناگہانی و قدرتی آفات میں ایک متحرک قائد کا رول ادا کرتے رہے ہیں اور ہزاروں غریب، نادار اور مستحق خاندانوں میں غذائی پیکجز تقسیم کیے ہیں۔ امدادی کیمپس اور فری ڈسپنسریاں قائم کی ہیں اور 450 سے زائد شیلٹر ہوم بھی بنا رکھے ہیں۔ زلزلہ اور سیلاب زدہ علاقوں میں خصوصی طور پر مساجد تعمیر کروا چکے ہیں۔

پشتو پیغام ٹی وی:

مولانا علی محمد ابوتراب صاحب کے عظیم کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ پیغام ٹی وی پشتو کا قیام ہے۔ علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کی مشاورت اور سرپرستی میں پشتو زبان میں پہلا اور واحد اسلامی سیٹلائیٹ چینل قائم کیا گیا۔ جو 24 گھنٹے براہ راست نشریات کے ذریعے دنیا بھر میں کروڑوں پشتونوں کو دین اسلام کی دعوت سے روشناس کروا رہے ہیں اور اس میں خالص توحید و سنت کی دعوت سے ان کے قلوب و اذہان کو منور کیا جاتا ہے۔

مختلف ذمہ داریاں سنبھالنا:

مولانا علی محمد ابوتراب نے مختلف اوقات میں درج ذیل نجی و سرکاری ذمہ داریاں نبھائی ہیں۔

1: ممبر رؤیت ہلال کمیٹی 1995ء تا 2008ء۔

2: ممبر امن کمیٹی حکومت بلوچستان 1995ء تا 1998ء۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

3: بلوچستان کی مختلف دینی جماعتوں پر مشتمل اتحاد ''امام'' کے نائب صدر 1994ء۔

4: نائب صدر متحدہ مجلس عمل صوبہ بلوچستان 2002ء تا 2005ء۔

5: جنرل سیکریٹری متحدہ مجلس عمل صوبہ بلوچستان 2005ء تا 2009ء۔

6: 2013ء میں وزیراعظم کی ایڈوائس پر ممبر نیشنل کمیشن فار منارٹیز مقرر ہوئے۔

7: 2014ء میں صدر پاکستان نے آپ کو اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا رکن مقرر کیا۔

8: 2015ء میں وزارت مذہبی امور کی طرف سے علماء ومشائخ کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔

سیاست میں حصہ:

شیخ علی محمد ابوتراب صاحب نے مختلف اوقات میں سیاست میں حصہ لیا۔

1: 1986ء میں بلدیاتی الیکشن میں حصہ لیا۔

2: 2002ء میں بلدیاتی الیکشن میں اپنے چھوٹے بھائی حبیب اللہ مجاہد کو بلدیاتی الیکشن میں کامیاب کرایا۔

3: 2005ء میں سینیٹ کی ٹیکنوکریٹ سیٹ پر الیکشن میں حصہ لیا۔

4: 2013ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے انتخابی نشان پر عام انتخابات میں حصہ لیا۔

جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق:

الشیخ مولانا علی محمد ابوتراب صاحب جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق کوئٹہ کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ آپ نے اپنی انتھک کاوشوں سے اپنے ادارے کو تعلیمی میدان میں پروان چڑھایا اور بلوچستان جیسے پسماندہ صوبے میں دینی وعصری علوم کے حسین امتزاج کا ماحول قائم کیا ہے نہایت ہی کم عرصہ میں اس جامعہ کے فارغ التحصیل طلبہ صوبہ بھر کے مختلف سرکاری ونجی اداروں میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے سعودی عرب کے مختلف جامعات سے الحاق کروایا اور اب تک 85 سے زائد طلبہ سکالرشپ پر سعودی عرب کے مختلف جامعات میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آپ کے جامعہ کا ملکی وعالمی سطح کی شخصیات نے دورہ کیا اور آپ کی خدمات جلیلہ کا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کیا۔ان میں سے چند کے اسماء گرامی ذکر کیے جاتے ہیں۔

☆ امام مسجد اقصیٰ الشیخ عکرمہ الصبری صاحب
☆ سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف صاحب
☆ سابق ڈی جی آئی ایس آئی جنرل حمید گل مرحوم (وفات: 2015ء)
☆ سابق ڈی آئی جی ایس پی آر جنرل شوکت سلطان
☆ سابق گورنر بلوچستان اویس احمد غنی
☆ سابق وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر محمود احمد غازی مرحوم (وفات: 2010ء)
☆ سابق گورنر بلوچستان سید فضل آغا
☆ سابق وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف
☆ علامہ پروفیسر سینیٹر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان
☆ مولانا فضل الرحمان صاحب امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان
☆ قاضی حسین احمد سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان مرحوم (وفات: 2013ء)
☆ ڈاکٹر حافظ عبد الکریم صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان و سابق وفاقی وزیر مواصلات
☆ مولانا عبد الغفور حیدری صاحب سابق ڈپٹی چیئر مین سینٹ آف پاکستان

شادی و اولاد:

مولانا علی محمد ابو تراب صاحب معروف عالم دین شیخ القرآن علامہ حبیب اللہ سلفی کے داماد ہیں۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹے اور چار بیٹیاں عطاء کیں۔ بیٹوں کے نام عبد الحمید، محمود، شعیب، فیصل، عادل اور عقیل ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالغنی ضامرانی حفظہ اللہ

مولانا عبدالغنی ضامرانی، عبدالجبار ضامرانی کے گھر 1971ء کو علاقہ مند ضلع کیچ بلوچستان میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

مولانا عبدالغنی ضامرانی کی عمر سات برس تھی جب ان کے والد گرامی مند سے نقل مکانی کر کے الندور بلیدہ آ گئے۔ آپ کے والد عبدالجبار ضامرانی کے خالہ زاد بھائی مولانا عبد الغفار ضامرانی رحمہ اللہ تھے۔ انہوں نے یہاں الندور بلیدہ میں مدرسہ تعلیم الاسلام کھولا تھا اور یہ مدرسہ پورے مکران میں خصوصاً اور بلوچستان میں دعوت اہل حدیث کا مرکز تھا اور یہاں سے خالص توحید وسنت کی دعوت پھیل رہی تھی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم کا آغاز اس مدرسہ سے کیا۔ نحو وصرف کی ابتدائی کتب بلوغ المرام، عمدۃ الاحکام، دستور المتقی، مالا بد منہ اور تفسیر قرآن مولانا عبدالغفار ضامرانی سے پڑھی۔

1985ء میں آپ کے والد گرامی آپ کو متحدہ عرب امارات کے شہر العین لے گئے وہاں آپ نے مولانا عبدالخالق ضامرانی جو کہ مسلکاً حنفی اور آپ کے چچا زاد بھائی تھے ان سے وہاں نحو میر، قدوری، ترجمہ وتفسیر قرآن مجید پڑھی۔ آپ نے 1990ء میں جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی میں داخلہ لیا۔ وہاں پر استاذ العلماء مفتی عبدالقہار رحمہ اللہ (وفات: 2006ء) علامہ سعید بن عزیز شہید (شہادت: 1999ء)، مفتی عبدالوکیل ناصر سے تعلیم حاصل کی اور دو سال بعد عالمی دانش گاہ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کے شعبہ مرکز اللغۃ العربیہ میں داخلہ لیا اور یہاں دو سال پڑھتے رہے۔ یہاں آپ کے استاد شیخ ایمن الدقاق اور شیخ بشیر احمد صومالی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب تھے۔ پھر شیخ عبد الغفار ضامرانی نے مدینہ یونیورسٹی جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن آپ نے اس کے بعد مولانا رحمت اللہ پنجگوری کے مدرسہ مفتاح العلوم سوردو بلوچستان میں داخلہ لیا اور یہاں سے سند فراغت حاصل کی۔

1996ء میں آپ کا داخلہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ نے جامعہ اسلامیہ میں چھ سال تک تعلیم حاصل کی۔ دو سال شعبۃ اللغۃ العربیہ اور چار سال کلیۃ الحدیث الشریف میں پڑھتے رہے۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں دکتور محمد ہادی مدخلی، شیخ قاری ایوب، شیخ عبداللہ زاحم، شیخ عبداللہ مراد بلوچ و دیگر قابل ذکر ہیں اور 2004ء میں کلیۃ الحدیث سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ مسقط چلے گئے۔

تدریس:

2005ء میں مولانا عبدالغنی ضامرانی صاحب، شیخ عزیز الرحمن ضامرانی جو کہ اس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث بلوچستان کے ناظم اعلیٰ تھے ان کی درخواست پر بلوچستان آگئے اور جامعہ سلفیہ تربت میں تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا یہاں آپ صدر مدرس بھی رہے۔

تنظیمی و تبلیغی:

2007ء میں مولانا عزیز الرحمن ضامرانی کی اچانک وفات کے بعد فضیلۃ الشیخ مولانا ابو تراب علی محمد صاحب ﷾ اور مولانا عبد الرشید حجازی صاحب ﷾ ان کی تعزیت کے لیے مولانا عبدالغنی ضامرانی صاحب کے پاس ان کے گاؤں الندور بلیدہ گئے۔ انہوں نے جماعت کے دوستوں سے مشورہ کے بعد آپ کو قائم مقام ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ بلوچستان مقرر کیا۔ بعد ازاں 2008ء میں تربت میں عظیم الشان قرآن و حدیث کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں محسن جماعت ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب ﷾ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان و دیگر علماء کرام تشریف لے گئے تو حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب ﷾ کے مشورہ سے آپ کو مستقل ناظم اعلیٰ مقرر کر دیا اور آپ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تاحال ناظم اعلیٰ بلوچستان ہیں۔ آپ کے دورِ نظامت میں تین بڑی قرآن وحدیث کانفرنسیں تربت میں منعقد ہوچکی ہیں جن میں حافظ عبدالکریم صاحب، قاری خلیل الرحمٰن جاوید، مولانا محمد ابراہیم طارق، حافظ شاہد امین، امتیاز احمد مجاہد، الشیخ محمد انس مدنی و دیگر مشائخ شرکت فرما چکے ہیں۔ آپ بلوچستان بھر میں دعوت وتبلیغ اور جماعت کو منظم کرنے کے لیے دن رات کوشاں ہیں اور مختلف مقامات پر کانفرنسیں منعقد کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ سے دین حنیف کی سربلندی کے لیے مزید کام لے۔ آمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استاذ العلماء مولانا مفتی محمد یوسف قصوری حفظہ اللہ

مولانا مفتی محمد یوسف قصوری صاحب، حاجی عبداللہ کے گھر 1960ء کو بمقام کھبھاں کلاں نزد رائیونڈ ضلع قصور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے چند ماہ بعد آپ کے والدین وہاں سے نقل مکانی کر کے بستی فلجی ولیج ضلع دادو سندھ آ گئے۔

تعلیم:

مولانا مفتی محمد یوسف قصوری صاحب نے پرائمری کی تعلیم گورنمنٹ پرائمری اسکول فلجی سے حاصل کی۔

آپ کے والدین کی شدید خواہش تھی کہ آپ دینی تعلیم حاصل کریں ان کی اس خواہش کے پیش نظر آپ اپنے ننھیال جھجھ کلاں حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ چلے گئے اور وہاں مقامی مسجد کے امام مولانا عبدالمجید اور عظیم بزرگ حافظ نور محمد سے قرآن مجید پڑھا۔ 1970ء میں علوم دینیہ کی تحصیل کے لیے مولانا میاں محمود عباس صاحب رحمہ اللہ (سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب) جو کہ استاد محترم کے قریبی عزیز تھے، کے ہمراہ جامعہ کمالیہ دارالحدیث راجووال میں داخل ہوئے اور دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ مدرسہ محمدیہ رینالہ خورد میں بھی زیر تعلیم رہے۔ 1978ء میں عظیم درس گاہ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ سے دینی علوم کی تکمیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ کرام:

مولانا مفتی محمد یوسف قصوری صاحب نے اس وقت کے ممتاز علماء کرام و مشائخ عظام سے علم حاصل کیا۔ جن میں سے درج ذیل کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ ضیغم اسلام مولانا معین الدین لکھوی، حافظ عزیز الرحمٰن لکھوی، مولانا عبداللہ امجد چھتوی (وفات: 2017ء)،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف راجووالوی، شیخ الحدیث عبدالحلیم، مولانا محمد عیسیٰ شیخوپوری، حافظ محمد لکھوی، مولانا عبدالعزیز فیصل آبادی، مولانا عبدالعزیز نورستانی۔

تدریس:

مولانا مفتی محمد یوسف قصوری صاحب نے 1979ء میں جامعہ دارالحدیث رحمانیہ سولجر بازار کراچی سے تدریس کا آغاز کیا اور کچھ عرصہ آپ جامعہ ستاریہ الاسلامیہ کراچی میں بھی تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔

جامعۃ الاحسان الاسلامیۃ کراچی کا قیام:

مولانا مفتی محمد یوسف قصوری نے 1989ء میں کراچی کے علاقے لائنز ایریا میں ایک دینی درس گاہ بیاد شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کی بنیاد رکھی اور اس کا نام ''جامعۃ الاحسان الاسلامیۃ'' رکھا۔ اس ادارے کے قیام میں آپ کے رفقاء میں سے استاذ العلماء الشیخ سلیمان خان صاحب حفظہ اللہ، منشی عبد الکریم رحمہ اللہ، چوہدری محمد اقبال اور لائنز ایریا کی جماعت شامل تھی۔ جامعہ الاحسان الاسلامیہ جلد ہی کراچی کے صف اول کے مدارس میں شامل ہو گیا۔ بعد ازاں کراچی کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ الاحسان الاسلامیہ کو لائنز ایریا سے منظور کالونی منتقل کر دیا گیا۔

مشہور تلامذہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف قصوری صاحب کو تدریس کا بڑا ملکہ عطا فرمایا۔ آپ مشکل سے مشکل عبارت کو بھی آسان الفاظ میں حل کر کے طالب علم کے دل و دماغ میں منتقل کر دیتے ہیں۔ آپ علم وراثت میں بڑی مہارت رکھتے ہیں اور وراثت کا مشکل سے مشکل مسئلہ بڑی آسانی سے حل کر دیتے ہیں۔ بلاشبہ آپ سے سینکڑوں طلاب علم نے استفادہ کیا جو کہ ملک اور بیرون ملک مختلف مقامات پر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ چند علماء کرام کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔ غازی اسلام رانا شفیق خان پسروری، خطیب اہل حدیث مولانا محمد ابراہیم بھٹی، حافظ رانا خلیق خان

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پسروری، مولانا عمر فاروق آف جدہ، حافظ محمد معاذ آف بحرین، حافظ محمد احمد مدرس جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی، مولانا ضیاء الحق بھٹی، مولانا حفیظ الرحمٰن قدر مدرس جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کراچی، مولانا محمد شفیق عاجز ناظم مدرسہ دارالقرآن والحدیث بھریا روڈ، مولانا شوکت حیات شاکر مدیر جامعہ اسلامیہ اہل حدیث پاکپتن، مولانا مفتی محمد سلیم شیخ الحدیث معہد السلفی کراچی، مولانا محمد یوسف کاظم مدرس جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کراچی، مولانا عبدالواحد سیال آبادی، مولانا عبدالمالک، مولانا عبدالمتین شگری، مولانا محمد حسن غواڑی، مولانا محمد ابراہیم یوگوی اور راقم الحروف کو بھی چار سال تک حدیث اور دیگر کتب استاذ محترم کے سامنے زانوتلمذ تہہ کر کے پڑھنے کا اعزاز حاصل ہے۔

تصنیفی وتالیفی خدمات:

مولانا محمد یوسف قصوری صاحب نے جہاں تدریس کے میدان میں کام کیا۔ وہاں آپ تصنیف و تالیف میں بھی پیش پیش ہیں۔ آپ نے درج ذیل کتب لکھی ہیں۔ خطبات اسلامیہ، خطبات فاتحہ و درود، پیارے رسول کی پیاری نماز و روزمرہ کی دعائیں، آگ سے بچاؤ، آیئے ہم بھی جنت چلیں، آسان حج وعمرہ، تحفہ رمضان، کتب سنن اربعہ وصحیحین میں سے ایک ایک ہزار منتخب احادیث کا ترجمہ بھی کیا ہے نیز مختصر تفسیر ابن کثیر اور الاعلام الاسلامی وقف کی شائع کردہ کتب پر نظر ثانی بھی فرمائی ہے۔

فتاویٰ:

آپ نے دینی رہنمائی کے سلسلہ میں سینکڑوں فتوے تحریر کیے ہیں۔ ان میں سے کچھ جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کراچی کی طرف سے شائع شدہ فتاویٰ میں بھی موجود ہیں۔

خطابت:

مولانا محمد یوسف قصوری صاحب بہت اچھے اور منجھے ہوئے خطیب ومقرر ہیں۔ کراچی کی مساجد میں آپ کے اکثر پروگرام ہوتے رہے ہیں۔ آپ انتہائی نپی تلی اور علمی گفتگو فرماتے ہیں۔ ایک عرصہ تک آپ کورنگی کی جامع مسجد محمدی کے ایریا نز دارالعلوم کورنگی اور اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد شہر کے تجارتی مرکز ایم اے جناح روڈ پر واقع موتی مسجد ڈینسو ہال بند روڈ کراچی میں خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ جماعتی و تبلیغی سلسلہ میں اندرون سندھ بھی دورے کرتے رہتے ہیں اور آپ کے خطاب کو سامعین بڑے ذوق وشوق سے سنتے ہیں۔ آپ دوران تقریر قرآن مجید شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کے انداز پر پڑھتے ہیں۔

حج بیت اللہ:

استاذ محترم محمد یوسف قصوری صاحب کو چار مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ آخری بار آپ 2017ء میں گئے تھے۔

تنظیمی وابستگی:

مولانا محمد یوسف قصوری صاحب 1980ء سے جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی زندگی میں آپ جمعیت اہل حدیث کراچی کے ناظم اعلیٰ تھے اور تقریباً عرصہ بیس سال سے مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے امیر ہیں۔

شادی واولاد:

مولانا محمد یوسف قصوری صاحب کی شادی مولانا حکیم نذیر احمد آف ڈھولن ھٹھار کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا عطاء کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ شیخ محترم کی زندگی میں برکت عطا فرمائے۔ اور زیادہ سے زیادہ دین حنیف کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد ابراہیم طارق حفظہ اللہ

مولانا محمد ابراہیم طارق، حاجی محمد صدیق کے گھر 1969ء کو گوٹھ سفید مسجد تحصیل بھریا سٹی نزد بھریا روڈ ضلع نوشہرو فیروز میں پیدا ہوئے۔ یہ چھوٹی سی بستی اہل حدیث کے چند گھرانوں پر مشتمل تھی اور ان کا تعلق آرائیں برادری سے ہے۔

تعلیم:

مولانا محمد ابراہیم طارق نے قرآن مجید کی تعلیم کا آغاز اپنی والدہ محترمہ سے کیا پھر اپنے برادر اکبر عبدالجبار اور چچا خادم علی (راقم الحروف کے والد گرامی) سے تکمیل کی۔ پرائمری کی تعلیم گورنمنٹ پرائمری اسکول عزیز الدین پنجابی (المعروف گوٹھ جھٹہ) تحصیل فیض گنج ضلع خیر پور اور میٹرک گورنمنٹ ہائی اسکول پکا چانگ ضلع خیر پور سے کی۔ 1984ء میں علوم دینیہ کی تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں داخلہ لیا اور اس وقت کے ممتاز اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا۔ 1992ء میں جامعہ ابی الابکر کے شعبہ کلیۃ الحدیث سے فراغت حاصل کی اور وفاق المدارس السلفیہ سے شہادۃ العالیہ بھی حاصل کی۔ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ میں زیر تعلیم رہتے ہوئے آپ نے عصری تعلیم بھی جاری رکھی اور کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کی سند حاصل کی۔

1994ء میں آپ کا داخلہ عالم اسلام کی عظیم درس گاہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ہوا اور یہاں آپ نے کلیہ اصول الدعوۃ میں داخلہ لیا اور شہادۃ العالیہ حاصل کی۔

اساتذہ کرام:

آپ نے جن اساتذہ کرام سے علمی اکتساب کیا ان میں الشیخ خلیل الرحمٰن لکھوی، شیخ مولانا عبداللہ ناصر رحمانی، شیخ عطاء اللہ ساجد، حافظ محمد شریف، حافظ مسعود عالم، ڈاکٹر نصیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اختر، دکتور عبد الجواد خلف عبد الجواد، شیخ محمد حسین مصری، شیخ بشیر احمد صلاد صومالی، دکتور الربیع المدخلی، دکتور محمد المدخلی، دکتور شریف الشنقیطی، دکتور عبید الجیمی، دکتور ابراہیم الترکی، دکتور ابراہیم الصاعدی، دکتور عبد المحسن العباد، شیخ محمد مختار الشنقیطی اور الشیخ صالح العثیمین کے دروس علمیہ سے استفادہ کیا۔

تدریس:

شیخ محمد ابراہیم طارق نے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد بانی و مدیر جامعہ الشیخ پروفیسر محمد ظفر اللہ رحمہ اللہ (وفات: 1997ء) کے حکم پر جامعہ میں تدریس کا آغاز کیا۔ پہلا مرحلہ تدریس کا 1992 تا 1994 تک ہے اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد 1998 سے 2010 تک کا دوسرا مرحلہ ہے۔

جامعہ زبیدہ الاسلامیہ للبنات:

آپ نے 2011ء میں کراچی کے علاقے گلستان جوہر میں بچیوں کی تعلیم کے لیے جامعہ زبیدہ الاسلامیہ و مرکز صہیب الرومی کی بنیاد رکھی۔ اس میں آپ طالبات کو عقیدہ، حدیث اور فقہ کے اسباق پڑھاتے ہیں۔ اس ادارے کے تحت اندرون سندھ دو دینی مراکز چل رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مرکز الابرار ڈگری ضلع میرپور خاص اور دوسرا مرکز اہل حدیث نزد فل کا کانیو سعید آباد ضلع ٹنڈو الہیار ہے۔

خطابت:

اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد ابراہیم طارق کو خطابت کا بڑا ملکہ عطاء فرمایا ہے۔ آپ بڑی دلنشین آواز میں قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اردو، عربی، سندھی اور پنجابی زبان کے بہت اچھے خطیب ہیں۔ آپ ملک کے دور دراز علاقوں اور سندھ کے گاؤں گوٹھوں میں تبلیغ دین کے لیے جاتے ہیں۔ آپ کی تقریر لوگ شوق سے سننے کے لیے جوق در جوق حاضر ہوتے ہیں۔ آپ جب میٹرک کے طالب علم تھے اس وقت آپ نے سندھ بھر کے اسکولوں کے تقریری مقابلے میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ کتب وتصنیف وتالیف:

مولانا محمد ابراہیم طارق نے محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی کی کتاب ''مروجہ فقہ کی حقیقت'' کا سندھی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ چند چھوٹے چھوٹے رسائل اور مختلف جرائد میں مضامین بھی لکھے ہیں۔ تبلیغی اسفار اور تدریسی مشغولیت کی وجہ سے اس طرف زیادہ توجہ نہیں دے پا رہے۔

تنظیمی ذمہ داری:

مولانا محمد ابراہیم طارق 2008ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور تاحال صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ آپ نے یہ ذمہ داری سنبھالنے کے بعد سندھ کے مختلف شہروں اور اضلاع کے دورے کیے اور از سر نو جماعت کو نہ صرف منظم کیا بلکہ تنظیم میں ایک نئی روح پھونک دی اور کئی مقامات پر از سر نو نظم قائم کیا۔

گوٹھ سفید مسجد:

گوٹھ سفید مسجد اہل توحید کی یہ بستی بھریا روڈ ضلع نوشہرہ فیروز سے تقریباً سات کلومیٹر مشرق کی طرف واقع ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کچھ اس طرح سے ہے کہ ہمارے (راقم عبدالرحمٰن ثاقب) پڑدادا نے حج پر جانا تھا ہمارا خاندان 1940ء کے قریب پنڈ داؤد ضلع نارووال سے نقل مکانی کر کے قریبی گوٹھ بنام مولوی محمد حسین (جد امجد مولانا محمد ابراہیم طارق) میں قیام پذیر تھا۔ ہمارے پڑدادا حج کے سفر کے دوران شدید بیمار ہو گئے اور اپنے رب کے حضور لبیک کہہ دیا تو اس رقم سے جو حج کے لیے جمع کروائی گئی تھی۔ گھروں کی آبادی سے قبل مسجد بنائی گئی تاکہ ان کے لیے صدقہ جاریہ رہے اور مسجد کو سفید رنگ کیا گیا۔ پورے علاقے میں یہ جگہ گوٹھ سفید مسجد کے نام سے مشہور ہو گئی۔ بعد میں گورنمنٹ کے کاغذات میں بھی گوٹھ سفید مسجد لکھ دیا گیا۔

یہاں بڑے بڑے اور جید علماء کرام تشریف لا چکے ہیں، جن میں سے سید عبدالغنی شاہ کامونکی والے، محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی، شہید اسلام مولانا حبیب

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الرحمٰن یزدانی شہید، مولانا مفتی محمد یوسف قصوری امیر مرکزیہ سندھ، مولانا سلیمان خان، شیخ مولانا خلیل الرحمٰن لکھوی، مولانا محمد یونس صدیقی اور مولانا منظور احمد کے نام قابل ذکر ہیں۔ ایک مرتبہ علامہ بدیع الدین شاہ راشدی کی تقریر سے متاثر ہو کر تقریباً چالیس افراد نے رافضیت سے توبہ کی تھی۔ اس گوٹھ سے مولانا نذیر احمد فیض یافتہ کلیہ دارالقرآن فیصل آباد اور حافظ عبدالرحمٰن مدنی کا بھی تعلق ہے۔

شادی واولاد:

مولانا محمد ابراہیم صاحب نے تین شادیاں کی ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نو بچے عطاء کیے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا فضل الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ

مولانا فضل الرحمٰن مدنی، کرم خان اعوان کے گھر 1965ء کو بستی میرا پائیں محلہ پک سیری تحصیل حویلیاں ضلع ایبٹ آباد صوبہ کے پی کے میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

قرآن مجید کی تعلیم ایک اہل حدیث خاتون ام حکیم عبدالباری سے حاصل کی اور ترجمہ قرآن مجید بھی ان سے پڑھا۔ جبکہ اسکول کی تعلیم گورنمنٹ مڈل اسکول بودلہ سے مڈل تک حاصل کی۔ 1978ء میں آپ نے دینی تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ تدریس القرآن والحدیث پنڈی میں داخلہ لیا اور تین سال تک یہاں زیر تعلیم رہے۔ اس کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ آ گئے اور پانچ سال تک یہاں مختلف اساتذہ کرام سے کسب فیض کرتے رہے۔

اساتذہ کرام:

مولانا فضل الرحمٰن مدنی نے حافظ محمد محدث گوندلوی سے حدیث کا سماع کیا اور حافظ عبدالمنان نور پوری، حافظ عبدالسلام بھٹوی، مولانا عبدالحمید ہزاروی اور شیخ الحدیث مولانا عبداللہ سابق امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ تنظیمی شعور پایا۔ اسی طرح مولانا جمعہ خان سے فنون و منطق پڑھی۔ قاضی عبدالرزاق، حافظ منظور اور مولانا محمد رفیق سلفی سے بھی علمی استفادہ کیا۔ پھر ایک سال تک جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مولانا محمد عبدہ الفلاح سے صحیح بخاری و دیگر کتب پڑھیں اور پروفیسر غلام احمد حریری سے بھی علمی حظ اٹھایا۔

مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ:

مولانا فضل الرحمٰن مدنی کا 1987ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ ہو گیا اور آپ مزید تعلیم کے حصول کے لیے وہاں چلے گئے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کے جنازہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں بھی شریک ہوئے اور بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت بھی علامہ صاحب کے ساتھ تھا جب علامہ شہید نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے پڑوس میں جگہ مانگی تھی اور ٹھیک چالیس دن بعد علامہ صاحب کی قبر وہاں بنی۔ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے جامعہ اسلامیہ میں داخلہ کے لیے آپ کو خصوصی تزکیہ دیا تھا۔

آپ نے جامعہ اسلامیہ میں ڈاکٹر ربیع بن ھادی المدخلی، ڈاکٹر علی بن سلطان الحکمی، ڈاکٹر فیحان المطیر ی اور دیگر اساتذہ سے علمی اکتساب کیا۔ ڈاکٹر فیحان المطیر ی نے جامعہ اسلامیہ میں آپ کے داخلہ کے لیے اہم کردار ادا کیا تھا۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد آپ پاکستان واپس تشریف لے آئے اور یہاں پر دعوت و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ 1991ء میں صوبہ کے پی کے میں پشاور جی ٹی روڈ ہی پر ساڑھے اٹھارہ کنال جگہ خریدی اور جامعہ اسلامیہ للبنین والبنات کا آغاز کیا جامعہ اسلامیہ ہی کی برانچیں اسلامی سینٹر پشاور، حویلیاں شہر، ایبٹ آباد شہر اور وادی نیلاں حویلیاں میں کام کر رہی ہیں۔

تنظیمی ذمہ داری:

مولانا فضل الرحمٰن مدنی نے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ سے تنظیمی شعور حاصل کیا تھا۔ سعودیہ عربیہ حصول تعلیم کے لیے جانے سے پہلے بھی جماعت کے ساتھ مل کر کام کر رہے تھے اور صوبہ میں جماعت کو منظم کرنے میں مصروف عمل تھے واپسی کے بعد آپ نے اپنا یہ سفر جاری رکھا اور بائیس اضلاع میں جماعت کو منظم کیا۔ آپ 1993ء تا 2013ء صوبہ خیبر پختون خواہ کے ناظم اعلیٰ جبکہ 2013ء تا حال امارت کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کو صوبہ کے پی کے میں منظم کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ بابا حیدر زمان اور مولانا عبدالھادی و دیگر کو جماعت میں شامل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس طرح سے اہل حدیث یوتھ فورس کی تنظیم میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔

تصنیف و تالیف:

مولانا فضل الرحمٰن مدنی تصنیف و تالیف کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ صوبہ سرحد (کے پی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے) میں ایک شریعت بل پیش کیا گیا تھا وہ آپ نے ہی ترتیب دیا تھا جو کہ شریعت کے عین مطابق تھا وہ بل اسمبلی سے پاس ہو چکا تھا اور اس کو نچلی سطح تک نافذ کرنے کے لیے حزبہ بل جو کہ پرویز مشرف نے بذریعہ ہائیکورٹ رکوا دیا تھا۔

اس کو مرتب کرنے والوں میں آپ کا اہم کردار تھا ان دونوں بلوں میں مولانا عبدالسلام سلفی ہزاروی صاحب بھی آپ کے ساتھ شامل تھے۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں آپ نے اسلام اور اشتراکیت کے عنوان پر مقالہ لکھا اور مدینہ یونیورسٹی میں "حکم الولایة العظمی فی الاسلام" کے موضوع پر مقالہ لکھا۔ آپ تفسیر قرآن پر تنفیذ القرآن کے نام پر کام کر رہے ہیں جس میں ابوبکر جابر الجزائری کی تفسیر "ایسر التفاسیر" کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ دیگر مفسرین کی تفاسیر سے علمی نکات جمع کر رہے ہیں اب تک سترہ سپارے مکمل ہو چکے ہیں۔

تدریس:

آپ نے پانچ سال تقریباً تدریس کی اور آپ سے علمی استفادہ کرنے والوں میں ملکی و غیر ملکی طلبہ شامل ہیں۔

میدان سیاست میں حصہ:

آپ یونین کونسل مجھوہاں کے نائب ناظم بھی رہے ہیں۔ آپ صوبہ کے پی کے (سرحد) کے وزیر اعلیٰ اکرم خان درانی کے مشیر برائے قانون پارلیمانی و انسانی 2003ء تا 2007ء تک رہے۔ آپ نے اپنے اس دور میں مساجد و مدارس کی تعمیر اور ہسپتال اور روڈ وغیرہ تعمیر کروائے اور لوگوں کے کام خصوصی دلچسپی سے کروائے جس کے اثرات بعد میں اچھے ظاہر ہوئے۔ ضلع دیر، ضلع بٹ خیلہ، ضلع بونیر، سوات ضلع چترال میں بھی آپ نے کام کیے۔

شادی:

آپ نے ایک شادی کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور چھ بیٹیاں عطاء کی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاجی گل زمان حفظہ اللہ

حاجی گل زمان ولد شیر محمد خان 1955ء میں بستی خار تحصیل بٹ خیلہ ضلع مالاکنڈ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

آپ نے تعلیم کا آغاز پرائمری اسکول گورنمنٹ سے کیا۔ قرآن مجید اور ترجمہ اپنے گاؤں کی مسجد میں پڑھا۔ ترجمہ قرآن میں استاد مولانا محمد رحیم تھے۔

قبول مسلک اہل حدیث:

حاجی گل زبان نے مولانا محمد رحیم کی دعوت پر 1991ء میں مسلک اہل حدیث قبول کیا۔

سعودی عرب میں قیام:

حاجی گل زمان 1976ء سے 1990ء تک بسلسلہ روزگار، سعودی عرب میں مقیم رہے۔

جماعتی ذمہ داری:

حاجی گل زمان کو 2014ء میں امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ نے صوبائی امیر مولانا فضل الرحمٰن مدنی صاحب ودیگر کے مشورہ سے صوبائی ناظم اعلیٰ کے پی کے نامزد فرمایا۔

شادی:

حاجی گل زمان نے ایک شادی کی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا عطاء کیا ہے۔

کاروبار:

حاجی گل زمان بٹ خیلہ میں ریکروٹنگ کی ایجنسی چلا رہے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

☆ استقبالیہ وصدارتی خطبات، از محمد اسحاق بھٹی۔

☆ استادگرامی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، از محمد اسحاق بھٹی۔

☆ اہل حدیث خدام القرآن، از مولانا محمد اسحاق بھٹی۔

☆ اہل حدیث منزل بہ منزل، از ڈاکٹر عبدالغفور راشد۔

☆ برصغیر میں اہل حدیث کی سرگزشت، از مولانا محمد اسحاق بھٹی۔

☆ برصغیر میں لکھوی خاندان کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ، پی ایچ ڈی مقالہ از ڈاکٹر محمد حسین لکھوی۔

☆ بزم ارجمنداں، از محمد اسحاق بھٹی۔

☆ تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں، از قاضی محمد اسلم سیف۔

☆ تذکرہ حافظ محمد گوندلوی، از شاہد فارق ناگی۔

☆ تذکرہ علماء اہل حدیث، از پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد۔

☆ داؤد غزنوی، از سید ابوبکر غزنوی۔

☆ ساجد میر کون؟ (مضمون)، از غازی اسلام رانا شفیق خان پسروری۔

☆ علامہ احسان اوران کے رفقاء کی دردناک شہادت، از سید محمد اسماعیل ایم اے۔

☆ کاروان سلف، از محمد اسحاق بھٹی۔

☆ قافلہ حدیث، از محمد اسحاق بھٹی۔

☆ ہمارے اسلاف، از مولانا محمد یوسف انور۔

☆ والدی و مشفقی، از مولانا عطاء الرحمٰن۔

☆ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور، خصوصی نمبر بیاد شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

☆ ماہنامہ ترجمان الحدیث، فیصل آباد، جلد نمبر 50، شمارہ نمبر 4، 5، 6۔

☆ ہفت روزہ الاسلام لاہور، جلد 2، شمارہ نمبر 32۔

☆ سہ ماہی مجلہ بحر العلوم میر پور خاص، شیخ العرب والعجم نمبر۔

☆ سہ ماہی مجلہ بحر العلوم میر پور خاص، جامع المعقول والمنقول نمبر۔

☆ ہفت روزہ الاعتصام لاہور اشاعت خاص 2005، بیاد مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی۔

☆ ماہنامہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ سلسلہ 85 تا 89 اشاعت خاص حضرت قاری عبد الوکیل صدیقی خانپوری رحمہ اللہ۔

☆ حافظ محمد عبد اللہ شیخوپوری رحمہ اللہ، حیات، خدمات، تبلیغ از حافظ محمد اسلم شاہد روی۔

☆ ایک عہد ایک تحریک۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر، از قاضی محمد اسلم سیف۔

☆ پندرہ روزہ ''الیوم'' لاہور، شمارہ: 1، جلد: 1۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

بندہ مومن کی دعائے مسلسل انعمت علیھم کی راہ طلب کیے جانا، انعمت علیھم کی پہلی کڑی کا سلسلہ ختم نبوت کے ذریعے ہمارے ایمان کا حصہ ہے لیکن صدیقین، شہداء و صالحین ورثۃ الانبیاء ہونے کے ناطے دین کا پرچم تھامے ہوئے جہد مسلسل میں مصروف عمل ہیں، انعمت علیھم کی پہچان وتعارف بذریعہ اسلاف رحمہم اللہ ہی ممکن ہے میرے محترم ومحب (جو خود بھی سالک طریق انعمت علیھم ہیں) اللہ نے انہیں اسم با مسمی بننے کی توفیق ہی نہیں بلکہ توفیق مزید بھی عطا کی ہے لہذا اسلاف رحمہم اللہ کا ذکر خیر توفیق مزید ہی تو ہے تاکہ نسل نو کے ہیرو کرکٹ، فلم، سیاستدان نہ ہوں بلکہ انعمت علیھم کے خوبصورت وجود ہوں

دعا گو

ڈاکٹر شاہ فیض الابرار صدیقی

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

موسسہ الخادم الخیریہ بھریا روڈ سندھ